افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کا منکر اہل سنت سے خارج ہے



تحریر

استاذ العلماء ابو الحسن مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی قادری

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ رضویہ۔ساؤتھ فیلڈ لین بریڈفورڈ۔5

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ سلطانیہ حافظ ٹاؤن۔جی ٹی روڈ۔جہلم

افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کا منکر اہلِ سنت سے خارج ہے

تحریر

استاذ العلماء ابو الحسن مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی قادری

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ رضویہ۔ ساوتھ فیلڈ لین بریڈ فورڈ۔ ۵

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ سلطانیہ حافظ ٹاؤن۔ جی ٹی روڈ۔ جہلم

نام کتاب	:	افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اہلِ سنت سے خارج ہے
مصنف	:	ابوالحسن علامہ مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی قادری
تعداد	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	جمادی الاوّل ۱۴۲۹ھ مئی 2008ء
قیمت	:	200 روپے

ملنے کا پتہ

یو۔کے : جامعہ اسلامیہ رضویہ ساؤتھ فیلڈ لین بریڈفورڈ۔5

پاکستان : جامعہ اسلامیہ سلطانیہ حافظ ٹاؤن جی ٹی روڈ جہلم

الفہرس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

نابغۃ العصر وحید الدہر جامع المعقول والمنقول حاوی الاصول والفروع

استاذ الاساتذہ مناظر اسلام شیخ الحدیث والتفسیر

ابوالحسنات علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا محمد اسلم صاحب زیدت عطارمہ کی کتاب ''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کے اکثر مقامات کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ماشاء اللہ آپ نے اس موضوع کو بڑے مدلل اور مبرھن انداز میں تحریر فرمایا اور منکرین ومخالفین کے شکوک وشبہات کا بڑے مدلل پرایہ میں ازالہ فرمایا اور اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کی بہترین انداز میں ترجمانی فرمائی۔

جولوگ اس نظریہ اور عقیدہ سے انحراف کرتے ہیں ان کے دعوائے محبت وعقیدت پر حیرت ہوتی ہے کہ جب وہ حضرت مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشادات کو تسلیم نہیں کرتے تو ان سے محبت کے دعویٰ کا انہیں کیا حق پہنچتا ہے بلکہ آپ سے اور جملہ اہل بیت کرام علیہم الرضوان سے محبت وعقیدت اور نیاز وفلاح تو محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والی نسبت کیوجہ سے ہے تو جو حضرات خود نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بھی درخوراعتناء نہیں سمجھتے اوران کے مطابق اعتقاد اپنانے کو تیار نہیں۔ انہیں آپ کی ذات گرامی کے ساتھ بھی محبت وعقیدت کا دعویٰ زیب نہیں دیتا کیونکہ ان المحب عن یحب مطیع۔

حضرت علامہ مدظلہ نے ارشادات مصطفویہ اور فرمودات مرتضویہ بلکہ آیات قرآنیہ کے ساتھ اہل سنت کے اس عقیدہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے اور اس سے عدول انحراف کی راہیں مسدود کر دی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس سعی جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے اور منکرین ومخالفین کو حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قبول حق اور اعتراف حقیقت کی جرأت ایمانی نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

احقر الانام خادم علماء کرام ومشائخ عظام

الفقیر الی اللہ المفتی سمی حبیب اللہ محمد اشرف الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء محبوب المشائخ

حضرت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن محبوبی نقشبندی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر وحال مقیم وسجادہ نشین

صفۃ الاسلام سن برتج روڈ بریڈفورڈ یو۔ کے

نحمده ونصلي ونسلم على حبيبه ورسوله ونبيه سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين. اما بعد

زیر نظر تالیف (افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے اکثر اور مختلف مقامات میری نظر سے گزرے، بعض بنظر غائر۔ بعض بنظر عابر۔ میں نے اِسے مذہب حق، عقائدِ اہلسنت کی ترجمانی میں نہایت مفید پایا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

یہ تالیف، میرے عزیز اور قابلِ فخر فاضلِ جلیل علامہ الحافظ پیر محمد اسلم صاحب بندیالوی زید مجدہ کی علمی کاوش ہے۔ یہ تالیف اپنے موضوع پر مفسرین، محدثین، فقہاء، صوفیاء اور دیگر محققین کی مسلمہ نصوص سے مزین اور اسلاف واخلاف کی معتبرات کے حوالہ جات سے بھری پڑی ہے۔ موجودہ دور میں کچھ زعمائے امت نے (بالخصوص برطانیہ میں) صحابہ کرام کے متعلق معتقداتِ اہل سنت وجماعت کے برخلاف غیر معتدل رویہ اپنایا ہے جو اہل سنت وجماعت کی صفوں میں انتشار وخلفشار کا سبب بن سکتا ہے۔ حالانکہ اصاغر واکابر اہل سنت وجماعت کا فرض منصبی یہ ہے کہ وہ

اپنی سری و جہری محافل میں جمہور اعلامِ امت ہی کے مسلمہ عقائد کو بیان کریں۔ کیونکہ سنیت و حقیقت کی یہی اساس ہے۔ ہرگز ہرگز احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اربابِ عقل و دانش سے حدیث ''اتقوا من مواضع التھمۃ'' کیونکر مخفی ہو سکتی ہے۔ یقیناً اساطین علم و فن کا ایسی غیر محتاط گفتگو اور مذاکرات سے اجتناب، تقاضا دانش ہی نہیں بلکہ مذہبی و منصبی فریضہ بھی ہے۔ فتمسکوا بھا بالنواجذ۔

کجا ماند آں رازے کز و سازند محفلہا

نا قابلِ تردید حقیقت:

رافضیت و شیعیت، جس مہلک ہتھیار سے بھولی بھالی سنیت پر حملہ آور ہوتی ہے وہ ہے، حضور مولائے کائنات سیدنا و مولانا حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے متعلق ''افضلیتِ مطلقہ کا اعتقاد'' اور اِس اعتقاد کے اساسی اور بنیادی مقدمات (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضور پر نور سید عالم ﷺ کے ساتھ قرابتِ قریبہ اور دیگر جزوی فضائل و مناقب ہیں) جنہیں غیر محقق، محقق خود ساختہ قواعد و ضوابط کے مطابق ترتیب دے کر منطقی نتائج اخذ کرتے ہیں، پھر عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں، سادہ لوح سُنی تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں اور اہل بیت کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام کے متعلق انتہائی بودے اعتقاد کے حامل بن جاتے ہیں۔ اللھم انا نعوذبک من سوء الاعتقاد و من کل شرٍ جليٍ و خفيٍ و خصوصاً من شر النفائین فی العقد۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ، جو دنیائے سنیت کی مسلم شخصیت ہیں رقمطراز ہیں:

افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است، چنانچہ نقل کردہ آنرا جماعت از اکابر آئمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی است قال الشیخ الامام ابوالحسن الاشعری، اِن تفضیل ابی بکر ثم عمر علی بقیۃ الامۃ قطعی، وقد تواتر عن علی رضی اللہ عنہ فی خلافتہ وکرسی مملکتہ وبین الجم الغفیر من شیعتہ ان ابا بکر وعمر افضل الامۃ ۔ (دفتر دوم ص ۲۸)۔ ترجمہ: حضرات شیخین (سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر) کی افضلیت صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت ہے، جیسا کہ اکابر آئمہ کی ایک جماعت نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک امام شافعی بھی ہیں اور امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا۔ کہ حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت باقی تمام امت پر قطعی ہے اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بہ تواتر ثابت ہے، کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں، خاص اپنے دارالخلافۃ میں اور اپنے متبعین کے جم غفیر کے سامنے ارشاد فرمایا، کہ ابوبکر وعمر ساری امت سے افضل ہیں۔

مزید حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

افضلیت ایشاں بترتیب خلافت است، افضلیتِ حضرات شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است، وحضرت امیر کرم اللہ وجہہ الکریم میغرماید، کسیکہ مرا بر ابی بکر وعمر فضل بدھد مفتری است واورا تازیانہ زنم چنانکہ مفتری را بزنند۔

(دفتر دوم ص ۱۳۰)

ترجمہ: ان حضرات کی افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے اور حضرات شیخین (صدیق وفاروق) کی افضلیت، صحابہ وتابعین کے اتفاق سے ثابت ہے، حضرت امیر (علی) کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: جو شخص مجھے ابوبکر

وعمر پر فضیلت دے گا، وہ مفتری ہے اور میں اُسے ویسے ہی کوڑوں کی سزا دوں گا جیسا کہ مفتری کو دی جاتی ہے۔ تفصیلات، ان شاء اللہ تعالیٰ، آپ کو اِس کتاب کی ورق گردانی سے دستیاب ہوں گی۔

صحابہ کے متعلق ایک نصیحت:

والسبقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه، واعدلهم جنت تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذالک الفوز العظيم۔ (التوبۃ ۱۰۰)

ترجمہ: نیکی میں سبقت کرنے والے اور سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار (صحابہ) اور جن مسلمانوں نے نیکی میں ان کی اتباع کی، اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے، اور اللہ نے ان کیلئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

عن علی کرم الله وجهه الكريم مرفوعاً يكون لاصحابى زلة يغفرها الله لهم لسابقتهم معى۔ (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے موفوعاً روایت ہے میرے (بعض) صحابہ سے (اگر) کوئی لغزش ہوئی تو اُسے اللہ تعالیٰ ان کے میرے ساتھ تعلق اور سابقیت کی وجہ سے بخش دے گا۔

جن کی عظمت، بخشش، علوِ مرتبت میں کتاب وسنت کی کثیر نصوص ناطق ہیں ان کے متعلق ناراضگی، ناگواری کا اظہار کرنا انکے خلاف ہفوات بکنا کس قدر بدنصیبی

اورشقاوت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ . وقال صلی الله علیه وسلم لاتذکروا موتاکم الا بخیر (النسائی)

تم اپنے گزشتہ لوگوں کا تذکرہ صرف ذکرِ خیر ہی سے کیا کرو۔ بلکہ راسخ الایمان لوگوں کی یہ شان ہے۔یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔(الحشر۱۰)

وہ دُعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اور ہم سے پہلے ایمان لانے والوں کوبخش دے۔آمین۔

طویلب الحق خویدم الخلق محمد حبیب الرحمٰن عفاہ اللہ المنان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

حضرت علامہ محمد عرفان شاہ مشہدی
زیب آستانہ عالیہ بھکھی شریف

علامہ مولانا مفتی محمد اسلم نقشبندی بندیالوی مدظلہ کی تصنیف ''افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق کا منکر اہلسنت سے خارج ہے''۔ چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھی کتاب کے مباحث کو عمدہ پایا اور نفسِ مسئلہ کو مصنف نے خوب خوب محقق کیا ہے اور مذبذبین کے بیتِ منکبوت کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا ہے۔

جہاں تک اس موضوع پر قلم اٹھانے کا تعلق ہے ہر سچے صاحبِ علم و حکمت کو حکم ہے: **واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولاتکتمونہ فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس مایشترون** ۔ (آل عمران پارہ ۴)

یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کیے تو کتنی بری خریداری ہے۔

علم دین کا چھپانا ممنوع ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص سے دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا روز قیامت اس کے آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے فائدہ پہنچائیں اور حق ظاہر کریں اور کسی غرض فاسد کیلئے اس میں سے کچھ نہ چھپائیں۔

راقم الحروف یہ سمجھتا ہے کہ جہاں کسی مصنف کا اپنے دلائل اور تحقیق اور نتائجِ فکر کی تصدیق پر اصرار اور شدت کے ساتھ تسلیم کا تقاضہ زیادہ مناسب نہیں وہاں اصحابِ دانش وبینش کو تحقیق وتدقیق ودلائل وبراہین کے مقابلہ میں ظنیات اور اوھام اویحبون ان یحمد وبمالم یفعلوا کے مصداق بزعم خویش مفکرین ومشائخ کے بت پوجتے رہنے پر اڑے رہنا بھی انصاف نہیں ہے۔

اس لئے قدرت کی بخشی ہوئی فراست وبصیرت سے کام لیتے ہوئے دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے سچ اور جھوٹ میں فرق اور تمیز ضرور کرنی چاہیے۔

موضوع زیر بحث پر قرآن مقدس کی آیات کی دلالت، احادیث مبارکہ کی ثقاہت اجماعِ صحابہ کی صراحت، اقوالِ سلف صالحین کی وضاحت کے سارے رنگ قارئین کتاب میں مطالعہ کے دوران بچشمِ نور دیکھ سکیں گے۔

بارگاہِ رب العزت جل وعلیٰ میں دست بدعا ہوں کہ وہ اس کتاب کو نافع بنائے حضرت مصنف کو علمی وروحانی ترقی سے نوازے اور بھٹکے ہوؤں کیلئے اسے ہدایت کا سبب بنائے آمین۔

الراجی الیٰ رحمۃ ربہ المنان
محمد عرفان غفرلہ الرحمٰن الی یوم المیز ان
نزیل بریڈفورڈ انگلینڈ
۱۴-۱۰-۲۰۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت **مفتی محمد عبد العلیم** صاحب سیالوی

شیخ الحدیث و مفتی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور (پاکستان)

عزیزی حضرت علامہ محمد اسلم صدیقی نقشبندی دام اللہ فیوضہ کی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شرف افضل البشر بعد الانبیاء پر کتاب مسمیٰ۔ ''افضلیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر اہل سنت سے خارج ہے'' کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔

کتاب کے عنوان، دعویٰ میں حضرت علامہ کی کاوش قابل ستائش ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسلام کیلئے خدمات پوری امت پر احسان اور سرکار دو عالم ﷺ سے انکی محبت **اذ یقول لصاحبہ لاتحزن** سے عیاں ہے۔

آج ضرورت ہے کہ اہل سنت اپنے محسنوں کی حیات و کارناموں سے باخبر رہیں اور مولانا کی اس بارے کاوش لائق آفرین ہے۔ دیارِ غیر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے جس میں آپ نے اہانت رسالت کے مرتکبین کو اپنے انجام تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حضرت علامہ کی اس کاوش کو مقبول بارگاہ بنائے۔ آمین

خادم العلماء

محمد عبد العلیم سیالوی جامعہ نعیمیہ لاہور

۱۲ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

علامہ مولانا محمد عبدالغفور الوری

مہتمم: جامعہ مجددیہ فیاض العلوم

غلہ منڈی رائے ونڈ لاہور پاکستان

حال: مسجد جامع اقصیٰ فشوک پریڈ پریسٹن یو۔ کے

امابعد!

میرے پیشِ نظر بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ سلطانیہ جی۔ ٹی۔ روڈ جہلم پنجاب پاکستان وبانی وناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ رضویہ بریڈفورڈ یو۔ کے جامع معقول ومنقول، واقفِ فروع واصول علامۂ زمن مولانا مفتی ابوالحسن محمد اسلم نقشبندی قادری دامت برکاتہم العالیہ کی تألیف بسلسلہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکرن الصدیق رضی اللہ عنہ کا مسودہ موجود ہے اسے اگرچہ ناچیز بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا مگر جستہ جستہ مقامات سے دیکھا ماشاءاللہ علامہ موصوف نے جوعنوان بھی اپنی تألیف ہذا میں قائم فرمایا اُسے براہینِ قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے روز روشن سے کہیں زیادہ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کوواضح فرما کرافتراپردازوں اختراع فی الدین کرنے والوں کا قلع قمع کردیا۔

اوربسط وتفصیل اور سیر حاصل ومدلل بحث فرما کراس سلسلہ میں کوئی پہلوتشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔ درحقیقت یہ تألیف انمول ہیروں کا ہار ہے، گلہائے رنگارنگ کا نہایت حسین گلدستہ ہے جس میں عامۃ المسلمین کیلئے ہی سامانِ تسلی نہیں بلکہ دریائے

علم وفن کے شناوروں کیلئے بھی غیر معمولی معلوماتی خزانہ وغذا ہے۔

میرے نزدیک اس کتاب کا ہر مسجد ومدرسہ اور ہر گھر اور ہر فرد کے پاس ہونا اور زیر مطالعہ رہنا فی زمانہ ازبس ضروری ہے۔ مولانا موصوف کی یہ تالیف ایک علمی شاہکار ہے اور ایسا ہو بھی کیوں نہ جبکہ علامہ موصوف نے اُس محبوبِ محبوبِ خدا کی افضلیت علی البشر بعد الانبیاء کے ثابت کرنے میں سعی بلیغ فرمائی ہے جن کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَأَلْتُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُّقَدِّمَکَ ثَلاثًا فَاَبٰی عَلَیَّ اِلَّا تَقْدِیْمَ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(ابن عساکر ص ۳۲۲ ج ۴۵ حدیث نمبر ۹۸۹۹)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے تمہیں امام بنانے کی درخواست کی مگر ہر مرتبہ انکاری جواب ملا اور ابوبکر کو ہی امام بنانے کا حکم ملتا رہا۔

اسی طرح حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے اپنی بیماری کے موقعہ پر حضرت ابوبکر کو امام بنایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَسْتُ اَنَا الَّذِیْ اُقَدِّمُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُقَدِّمُہٗ۔ (ابن عساکر ص ۲۶۵ ج ۳۰ حدیث نمبر ۶۴۲۹)

یعنی میں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو امام بنانے کا حکم دیا تھا۔ پتہ چلا جن کو خود اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں افضلیت دے تو اُن کی افضلیت میں پھر شک کیا؟

اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا ہے کہ مولا تعالیٰ علامہ مفتی ابوالحسن محمد اسلم نقشبندی قادری دامت برکاتہم کی اس تالیف کو مقبولِ خاص وعام فرمائے اور اسے علامہ صاحب اور ان کے معاونین ورفقاء کار کیلئے بالخصوص اور جملہ عالم اسلام کیلئے بالعموم باعثِ نافع دارین فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

ایں دُعا از من واز جملہ جہاں آمین بادء!

محمد عبدالغفور الوری

حال: مسجد جامع اقصیٰ فشوک پریڈ پریسٹن یو۔ کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

علامہ مولانا محمد طیب صاحب تفسیر بینات القرآن،

ابن شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمہ اللہ،

سرپرست: جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

بانی: جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم .

امابعد!

خیر الخلقِ بعدالانبیاء مایۂ اصطفاء سایۂ مصطفی صاحبِ شانِ الاتقیٰ افضل اصحابِ افضلِ المرسلین سیدالصدیقین اَمَنُّ الناس الحبیبِ رب العالمین صاحب الرسول فی الغار العتیق من النار افضل العشر سیدنا ابوبکر الصدیق الاکبر رضی اللہ عنہ کی تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افضلیت وخیریت پر ساری امتِ مسلمہ کا اجماع ہے جس کا منکر اہل سنت سے خارج ہے اس موضوع پر علامہ مولانا محمد اسلم بندیالوی مدظلہٗ نے پیشِ نظر کتاب ''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' میں قرآنی آیات، نبوی ارشادات، صحابہ وتابعین اور اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات خصوصاً سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیانات کی روشنی میں اس موضوع پر اس قدر احقاقِ حق وابطال باطل کیا ہے کہ کسی منصف شخص کیلئے ادنیٰ مجالِ انکار نہیں رہی مگر تعصب کا کچھ علاج نہیں جس کی آنکھوں پہ تعصب کی پٹی بندھی ہو اسے کوئی رسول بھی

نہیں سمجھا سکتا۔

البتہ ایک چھوٹی سی کمی رہ گئی ہے۔ فاضل مصنف نے حدیث، تفسیر اور عقائد کی کتب سے حوالہ جات لکھنے میں صرف کتاب کا نام بتانے پر اکتفا کیا ہے۔ اچھا ہوتا اگر باب فصل اور صفحہ وغیرہ کی تفصیل بھی دے دی جاتی، امید ہے دوسرے ایڈیشن میں یہ کمی پوری کردی جائے گی۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ اس کتاب کو تمام اہل ایمان کیلئے نافع بنائے۔ مصنف علام کے زورِ قلم میں مزید اضافہ فرمائے اور جب اشہبِ قلم قلمی و علمی جہاد کے میدان میں اتر ہی آیا ہے تو اب اللہ اسے تادیر رواں رکھے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

محمد طیب صاحبِ تفسیر بینات القرآن،

۲ ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۳ نومبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

خادم اہلسنت محمد انصر القادری غفرلہ'
خطیب گجرات، حال مقیم بریڈفورڈ انگلینڈ

نحمدہ' وبہ نستعین ونصلی ونسلم علی النبی الامین.

مجاہد ملت، استاذ العلماء، علامہ مفتی محمد اسلم نقشبندی مجددی سلطانی دامت برکاتھم العالیہ کی کتاب، کتاب مستطاب ''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' اُس وقت ملاحظہ سے گذری جب وہ پروف ریڈنگ کے مراحل میں تھی۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ ایک جامع، مانع، مدلل اور بے نظیر کتاب ہے۔ جس میں محض جذبات سے نہیں بلکہ حقیقت شعاری سے کام لیا گیا ہے۔

فاضل مؤلف نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اہلسنت کے حلقوں میں عرصہ دراز سے اس عنوان پر تصنیف کی اشد ترین ضرورت تھی، جس کو فاضل مؤلف نے پورا کیا ہے اور اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اس کا حق ادا کیا ہے۔ یہ تالیف جہاں اہلسنت وجماعت کے عقائد ونظریات کی عکاس ہے وہاں مؤلف کی علمی وجاہت وثقاہت کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے،

پروانۂ چراغ مصطفوی، یار غار مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری امتِ مسلمہ پر فضیلت اہل حق کا اجماعی نظریہ ہے جس کو موصوف نے قرآن مجید کی آیات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اقوال صحابہ واہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اجماع امت سے پیش کیا ہے۔

مؤلف محترم کی خوبی یہ ہے کہ ان احادیث واقوال سے استدلال کرتے ہیں جن کو نہ صرف محدثین اور فقہاء نے بلکہ اصولیین نے اپنی کتب میں بطور استدلال واستشہاد پیش فرما کر اپنے عقائد ونظریات کی وضاحت کی ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے طبرانی سے فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کیا ہے۔

ابوبکر الصدیق خیر الناس الاان یکون نبی (تاریخ الخلفاء ص ۵۴ مطبوعہ دارالقلم بیروت لبنان) یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے بہترین سوائے اس کے کہ وہ نبی ہوں یعنی وہ نبی نہیں ہیں جبکہ ابونعیم میں حضرت ابودرداٗ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الاان یکون نبی** (تاریخ الخلفاء ص ۵۴ مطبوعہ دارالقلم بیروت) یعنی سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو اور محمد بن الحنفیہ لختِ جگر علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: **قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان فقلت ثم انت؟ قال ما انا الارجل من المسلمین۔** (صحیح البخاری ص ۵۱۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) یعنی میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں فرماتے ہیں: میں نے پوچھا ان کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل

ہیں۔فرماتے ہیں: میں ڈرا کہ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا اس کے بعد آپ سب سے افضل ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

اور مسند امام احمد حنبل میں ہے کہ علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: **خیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر الخ** (مسند احمد بن حنبل ص ۱۷۰ مطبوعہ بیروت لبنان) یعنی اس امت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

مندرجہ بالا فرمودات کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مؤلف محترم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد ونظریات کو ثابت کیا ہے۔

یہ کتاب جہاں جادۂ حق کے مسافروں کیلئے مشعل راہ ہے وہاں اہل حق کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور راہ نوردانِ شوق کیلئے گراں قدر سرمایہ بھی ہے۔

اس عظیم کاوش پر مؤلف مکرم مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول عام بنائے۔آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

خادم اہلسنت

محمد انصر القادری غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

نحمدہ' ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین !امابعد!رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں تہتر (73) فرقے ہو جائیں گے۔ یہ حدیث کئی محدثین نے مختلف طرق اور مختلف الفاظ میں روایت فرمائی ہے۔امام علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکراحمد الشہر ستانی متوفی ۵۴۸ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں روایت فرمائی۔امام شہرستانی رئیس المتکلمین ہیں۔اُن کے علمی مقام اور رفعتِ شان کا اندازہ یہاں سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام بیہقی صاحب سنن البیہقی اُن کے درس میں حاضر ہوکر استفادہ کیا کرتے تھے۔وہ یوں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں:اخبر النبی صلی الله علیه وسلم وستفترق امتی ثلاثا وسبعین فرقة الناجية منها واحدة والباقون هلکی قبل ومن الفاجية؟ قال اهل السنة والجماعة قيل وما اهل السنة والجماعة؟ قال ما انا عليه اليوم واصحابی ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت عنقریب تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہے اور باقی ہلاک ہونے والے ہیں۔عرض کیا گیا وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے فرمایا وہ اہل سنت وجماعت ہے۔ پھر سوال کیا گیا اہل سنت وجماعت کون ہیں؟ فرمایا جس عقیدہ پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں۔ جو فرقہ اس عقیدہ وطریقہ پر ہوگا وہی ناجی ہے۔

قارئین! اُن بہتر (72) ناری فرقوں میں سے کچھ وہ ہیں جو اہل سنت میں

بھی مشہور و معروف ہیں اُن میں سے ایک شیعہ فرقہ ہے۔اس فرقہ کی ایک برانچ ہے تفضیلیہ! یہ تفضیلیہ فرقہ جو ہے اس کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔اس تفضیلیہ کو رافضی بھی کہتے ہیں۔مگر رافضی جنس ہے اس کی دو نوع ہیں ساب وشاتم صحابہ اور تفضیلیہ۔شیعہ اور رافضی کے درمیان تساوی ہے۔سب وشتم کرنے والا شیعہ رافضی بالکل ظاہر ہوتا ہے یہ اہل سنت سے بالکل ظاہر ہوتا ہے یہ اہل سنت سے بالکل ممتاز اور جدا ہے مگر تفضیلیہ شیعہ اتنا ظاہر نہیں۔یہ اہل سنت کے اندر بھی گھسا رہتا ہے ظاہر سے سُنی کہلاتا ہے اور تمام معمولات اہل سنت و جماعت کے کرتا ہے مگر باطن سے شیعہ ہوتا ہے۔یوں ہی سمجھو کہ تفضیلیہ اور ظاہر رافضی شیعہ کے درمیان کافر و منافق والا فرق ہے اور منافق جو ظاہر سے مسلمان ہوتا ہے باطن سے کافر ہوتا ہے اور یہ مسلمانوں کو زیادہ نقصان دیتا ہے بہ نسبت کافر شیعہ کے۔لہذا شیعہ ظاہرہ سے اہل سنت کو اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا تفضیلیہ سے نقصان ہوتا ہے۔

پاکستان میں بالعموم اور برطانیہ میں بالخصوص اہل سنت کے اندر ایک مضبوط ومنظم گروہ پایا جاتا ہے۔جو نہایت ہی مہارت سے تفضیلیت کا انجکشن دیتا ہے۔ پاکستان اور برطانیہ کے ماحول اور حالات میں بڑا تفاوت ہے۔وہ اسلامی ملک یہ غیر اسلامی، وہاں اکابر علماء اہل سنت کا موجود ہونا اور پھر مضبوط گرفت کا ہونا اور مدارسِ دینیہ میں ماہرین اساتذہ اور عوام کے اندر مسلک کا شعور بیدار ہے اور اکابرین کے خطابات سے بھی عوام اہل سنت کا مستفیض ہونا اور اہل سنت کی معیاری خانقاہیں بھی موجود ہیں۔ برطانیہ میں بڑے مسائل اور مشکلات ہیں ایک تو یہاں تبلیغ وفکر، تحریر

وتقریر کی آزادی اور زیادہ معیاری علماء حق اہل سنت و جماعت کی قلت اور اگر کوئی موجود ہیں بھی تو وہ وسائل سے عاری ہیں۔ لہذا اُن کی آواز میں وہ قوت وتاثیر نہیں جس سے ایسے فتنوں کا مکمل سد باب کیا جائے اور اہل سنت کو ان فتنہ پروروں اور شرانگیز لوگوں سے پاک کیا جائے۔ برطانیہ میں ایک پروگرام کے تحت اہل سنت و جماعت کے اندر رفض (تفضیلیت) پھیلائی جارہی ہے اور وہ لوگ جو بظاہر وجیہ تصور کئے جاتے ہیں وہ یہ کام کررہے ہیں وہ لوگ چونکہ عرصہ دراز سے اہل سنت کے پلیٹ فارم پر کام کررہے ہیں۔ پاکستان میں وہ بہت محتاط رہے مگر برطانیہ میں بعض خوب کھل جاتے ہیں اور بعض یہاں بھی احتیاط سے کام کرتے ہیں لیکن اپنی چالاکی اور مہارت سے تفضیلیہ کا ٹیکہ لگائیں گے۔ برطانیہ میں ایک تو ان لوگوں کو سمجھنے میں وقت لگا دوسرا ان لوگوں کے قدیمی اثر ورسوخ اور کچھ علمی قابلیت کے شور، فن خطابت کے زور اور مقابلہ میں قلت مطالعہ کی وجہ سے بعض علماء حق فیس نہ کرسکے اور اُن کی دلیری بڑھتی گئی اس کا نقصان یہ ہوا کہ برطانیہ میں اہل سنت کے عام اور کئی اچھے خاصے خطیب اور قدیمی علمی گھرانے کے علماء ان کے جال میں پھنس گئے اور عقیدۂ حقہ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر صدیق سے منحرف ہوگئے اور رفض پھیلانے میں مصروف ہوگئے۔ بعض مجالس میں تفضیلیہ والوں نے اگر واضح الفاظ میں عقیدۂ اہل سنت کے خلاف بات کی تو کسی سُنی عالم نے دفاع نہ کیا اسے مرعوبیت ہی کہا جاسکتا ہے ورنہ یہ نہیں کہ اس عالم کو عقیدۂ اہل سنت کا علم نہیں وہ عالم ہی کیا جسے اپنے عقیدہ کا علم ہی نہیں۔ پھر مزید ظلم یہ بھی کہ بعض حضرات ان لوگوں کو اپنے جلسوں جلوسوں میں بلا کر خطاب کرواتے ہیں اور وہ بعض اہل سنت کے ذمہ دار لوگ ہیں یہ اُن کی مجبوریوں کا

نتیجہ ہے۔ مجموعی طور پر برطانیہ میں اہل سنت کا عظیم نقصان ہوا اور مزید ہو رہا ہے سوائے اُن دینی مراکز و مساجد کے جہاں راسخ العقیدہ اہل سنت و جماعت مشائخ وعلماء اہل سنت ہیں مگر افسوس صد افسوس ان ذمہ داران حضرات اور علماء اہل سنت پر جوان تفضیلیہ رافضیہ کی مجالس میں ہو کر خاموش رہتے ہیں یا پھر بلوا کر خطاب کرواتے ہیں انہیں مسلک پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دینی چاہیے۔ علماء کرام کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔ اور دیگر ذمہ داران حضرات جو مراکز اور خانقاہوں کے سجادہ نشین ہیں اُن کے پیش نظر یہ حدیث ہونی چاہیے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنته سیئة فله' وزرھا و ووزر من عمل بھا۔ جس شخص نے برائی کی بنیاد رکھی یا اُسے سپوٹ کی وہ جرم کرنے والوں اور یہ کام کرنے کا جرم اُسی کھاتے میں ڈالا جائے گا۔

اور یہ تفضیلیہ گروہ مزید یہ زیادتی بھی کرتا ہے کہ اکابرین امت، محدثین وفقہاء امت کو بچھاڑتے ہوئے علماء سے تائید کرواتے ہیں، کیا اس جرم کا علماء کو اندازہ نہیں؟ تائید تو دور کی بات ہے اگر صرف خاموش رہیں تو بھی تائید ہے۔ السکوت فی معرض البیان بیان اور اسے اجماع سکوتی بھی کہتے ہیں۔ لہذا علماء اہل سنت کو چاہیے کہ اپنے فرائض منصبی کا لحاظ کرتے ہوئے اس فتنہ کے سد باب میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ہم نے اِس فتنہ رفض و تفضیلیت کا خوب جائزہ لیکر پیش نظر کتاب (انکار افضلیت صدیق اکبر خروج من اہل السنۃ) کی تالیف کا فیصلہ کیا۔ ہم نے برطانیہ میں موجود فرقہ تفضیلیہ کے وہ دلائل جو ان کے زعم میں دلائل ہیں ان کا ذکر

کر کے رد پیش کیا ہے اور اکابرین اہل سنت کی وہ عبارات جن کو غلط طریقہ سے پیش کر کے عوام الناس اور درمیانہ طبقہ کے علماء اہل سنت کو مرعوب کر کے گمراہ کرتے ہیں ان عبارات کو ذکر کے ان کے فریب ومغالطہ اور عبارات کا صحیح مطلب ومحمل ذکر کیا ہے۔تفضیلیہ کے دل میں شیخین کا بغض ہوتا ہے اُسے صاف الفاظ میں ظاہر نہیں کرتا کیونکہ وہ اہل سنت میں گھسا رہنا چاہتا ہے اور اپنے بغض کی آتش کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو افضل کہہ کر بجھاتا ہے۔ان کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے جب انہیں کہا جائے کہ یہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت شیخین مطلقا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں تو انہیں سنیت کے مسلوب ہونے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ اب تو ہمیں اہل سنت وجماعت سے خارج کردیا جائے گا تو پھر وہ اپنا طریقہ واردات تبدیل کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں حضرت صدیق اکبر افضل ہیں مگر مرتبہ حضرت علی المرتضٰی کا زیادہ ہے کیونکہ ان میں یہ فضیلت پائی جاتی ہے اور ان کے فضائل کثرت سے کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ طبقہ بڑے ماہرانہ انداز میں قرآن وحدیث وآثار اہل بیت اور اقوال علماء امت کو ایک فقرہ میں رد کردیتے ہیں کہ ہم شیخین کو افضل مانتے ہیں لیکن افضل کا وہ معنی نہیں جو تم نے سمجھ رکھا ہے۔تو برطانیہ میں علماء ومشائخ کے عقیدہ میں زلزلہ برپا ہوجاتا ہے کہ یہ استاذ لوگ ہیں اور اہل سنت کے نامور اور قدیمی مبلغ چلے آرہے ہیں۔ممکن ہے افضلیت کا معنی حقیقۃ انہیں معلوم ہو تو پھر عقیدہ کا بیڑا غرق ہوگیا۔ہاں مگر کچھ راسخ العقیدہ اور اہل علم ان کی چال بازی کو سمجھ لیتے ہیں اور وہ ان کی چال بازیوں کو زیر تبصرہ لاتے ہیں۔

قارئین ہم نے کتاب میں ان کے تمام فریب ومکر اور مغالطوں کا پردہ

چاک کیا ہے اور خصوصاً برطانیہ میں اہل سنت کے اس اجماعی عقیدہ پر جو غبار پڑی ہے اسے دور کیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ و بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ

مگر اس کا خلاصہ صرف چند سطروں میں ملاحظہ کیجئے۔

ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ افضلیت کا معنی عند اہل سنۃ کیا ہے۔ افضل فضل سے بنا ہے اعلی حضرت عظیم البرکت مطلع القمرین میں فرماتے ہیں فضل لغت میں بمعنیٰ زیادت ہے اور افضل وہ جو اپنے غیر سے زیادہ ہو۔ مگر ہم جو نظر کرتے ہیں تو بعض فضائل ایسے ہیں جن کی رو سے ان کے متصف پر لفظ افضل بہ ارسال و اطلاق محمول ہوتا ہے۔ کسی جہت و حیثیت سے تقیید کی حاجت نہیں ہوتی اور بعض کی رو سے قید خاص لگا کر اطلاق کرتے ہیں مطلق چھوڑنا روا نہیں مثلاً ایک شخص فنون سپہ گری میں طاق بلکہ مشاق گھوڑا اچھا پھیرتا ہے تیغ و تیر خوب لگاتا ہے دوسرا عالم نحریر فاضل بینظیر جب ان دونوں کی بنسبت سوال ہوگا ان میں کون افضل ہے تو جواب دیا جائے گا۔ عالم اور اس وقت کسی قید و خصوصیت کی احتیاج نہ ہوگی اور عسکری فضیلت خاصہ بیان کرنا چاہیں گے تو یوں کہیں گے یہ سپاہی اس عالم سے فنون سپہ گری میں افضل ہے۔ بغیر اس قید کے اس کی افضلیت کا حکم درست نہ ہوگا۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل باہم درجات شرف میں متفاوت ہیں نہ متساویۃ الاقدام پس جب دو فضیلتوں متفاویہ کے متصفین سے سوال ہوگا افضل مطلق صاحب فضل اشرف پر محمول ہوگا اور دوسرے کو افضل کہیں گے تو اس فضل خاص کی قید لگا کر نہ مطلقاً و ھذا ظاھر جدا انتھی کلام الامام الاعلی حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ۔ قارئین امام اہل سنت کی کلام سے بالکل واضح ہو گیا ایک شخص کو افضل تب کہا جائے گا بغیر قید لگائے مطلق جب اُس میں ایسا فضل،

فضیلت پائی جائے جس کا شرف دوسرے میں پائے جانے والے فضائل وفضیلتوں سے زیادہ ہواور اسی کوفضل کلی کہتے ہیں اور افضل علی الاطلاق کہتے ہیں چونکہ دوسرے مفضل علیہ (جس پر فضیلت ہے) میں جتنے فضائل پائے جاتے ہیں وہ تمام اِس افضل میں پائے جانے والے ایک فضل وفضیلت کے مقابلہ میں کمتر ہیں۔ اب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل وخیر ہونے کو جب صحابہ کرام بیان فرماتے ہیں تو بغیر کسی قیدوخصوصیت کے تو معلوم ہوا یہ افضل علی الاطلاق ہیں اور ان کے ایک فضل کے مقابلہ میں باقی صحابہ کرام کے فضائل کثیرہ مرتبہ میں کم ہیں۔ اور صدیق اکبر کا ایک فضل باقی صحابہ کے فضائل کثیرہ پر بھاری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: لو الـزن ایـمـان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح رواہ البیھقی اگرابوبکرصدیق کے ایمان کومیری ساری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ایمان ابوبکر بھاری ہوگا۔ اس حدیث میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف، حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف عبدالواحد بالگرامی نے سبع سنابل شریف میں دیگرا کابرین نے اپنے کتب میں درج فرمائی ہے۔

اور اہل سنت علی الاطلاق بعد الانبیاء ورسل الملائکہ لفظ افضل صرف ابوبکر صدیق پر محمول کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔ اہل سنت میگویند افضل الامۃ ابوبکر ثم عمر واہل بدعت نفی فضل یا افضل ہر دو میکند۔ اہل سنت فرماتے ہیں کہ ساری اُمت سے افضل ابوبکر پھر عمر ہیں اور بدعتی گمراہ ناری فرقے ان کی افضلیت کا انکار کرتے ہیں۔

قارئین ہم نے قرآن وحدیث، اجماع امت، اقوال سلف وخلف اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لیکر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تک اور درمیان آئمہ شریعت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور پھر آئمہ طریقت حضور امام السادات شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت قطب الوقت حضرت عبدالواحد بالگرامی، حضرت داتا علی ہجویری اور مفسرین، محدثین، فقہا کرام اور علماء متکلمین اور علم عقائد کے ماہرین کی معتبر کتب سے باحوالہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت وجماعت، ناجی جنتی فرقہ کے نزدیک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق پوری اُمت سے افضل واشرف واکرم، وخیر ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ بندہ ناچیز مسکین کی اِس معمولی سے سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم بندہ مسکین کیلئے ذریعہ نجات بنائے، اولاد کو علم نافع سے مالا مال فرمائے اور عام وخاص کو اِس سے مستفیض فرمائے اور برطانیہ میں اہل سنت کو رفض سے پاک فرمائے۔

آمین بجاہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

مفتی محمد اسلم صدیقی نقشبندی قادری غفرلہٗ

بانی وشیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ رضویہ

ساؤتھ فیلڈ لین بریڈفورڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم وعلیٰ آله وصحبهٖ اجمعین

امابعد !

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر ن الصدیق رضی الله عنه.

جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء نہ مانے وہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

معزز قارئین کرام: ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ **افضل البشر بعد الانبیاء** حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اِس دعویٰ پر قرآن وحدیث اجماع امت (اہل سنت وجماعت) اوراسلاف کے اقوال سے دلائل پیش کریں گے۔

نام ونسب: آپکا نام عبداللہ ہے، یہ نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔

کان اِسمه قبل الاسلام عبدالکعبة فسماه النبی صلی الله علیه وسلم عبدالله[1]

اِسلام سے پہلے آپکا نام عبدالکعبۃ تھا، اسلام لانے کے بعد آپ کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا۔

ابوبکر آپ کی **کنیت** ہے، صدیق اور عتیق آپ کے **القاب** ہیں۔ ان القاب کی وجہ یہ ہے کہ صدیق مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی بہت زیادہ سچا، سچ جاننے والا، سچ ماننے والا، آخری معنی کو پہلے دونوں معنی لازم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سچ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے وہ سچ ہے، اور ہر ایک معجزہ سچ ہے۔

---

[1] النبر اس شرح شرح عقائد۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوانو کھے، نرالے اور ممتاز انداز میں مانا۔ محدث ابونعیم حدیث روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **قال ما کلمت فی الاسلام احدا الاوابی علی او راجعنی فی الکلام الاابن ابی قحافة فانی لم اکلمه فی شیٔ الاقبله داستقام علیه۔** ۱؎

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جس شخص پر اسلام کی کوئی چیز پیش کی اس نے یا انکار کیا، یا پھر دلیل مانگی سوائے ابوبکر ابن ابی قحافہ (ابوقحافہ آپ کے والدگرامی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کے اِس نے فوراً قبول کر لی اور پھر اس پر ثابت قدم رہے۔ قبول کرنا تصدیق کرنا ہے۔ یہ وجہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج کی رات کو واپس تشریف لائے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوراً تصدیق فرمائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **انت الصدیق** ، یہ ان کی صدیقیت کے اظہار کا وقت ہے۔ امام طبرانی ۲؎ نے سند جید صحیح کے ساتھ حکیم بن سعد سے روایت کی ہے: **قال سمعت علیا یقول ویحلف لانزل الله اسم ابی بکر من السماء الصدیق** ۔ حکیم بن سعد نے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سنا درآنحالیکہ قسم اٹھا کے فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کا نام صدیق آسمان سے اتارا ہے۔ امام حاکم نے ۳؎ حدیث روایت کی ہے **عن انزال ابن سیره قال قلنا لعلی یا امیر المؤمنین اخبرنا عن ابی بکر قال ذاک امرء سماه الله الصدیق علی لسان جبریل وعلی لسان محمد صلی**

۱؎ بحوالہ نبراس ۲؎ طبرانی ۳؎ المستدرک علی الصحیحین

اللہ علیہ وسلم ۔انزال ابن سیرہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کیا ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ بتائیں تو آپ نے فرمایا اُس ہستی کی کیا بات ہے کہ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے جبریل امین اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر صدیق رکھا ہے۔

دوسرا لقب عتیق کی ایک وجہ یہ ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ان ابا کبر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا بکر انت عتیق اللہ من النار ممن یومئذ سمی عتیقا [1] ۔ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر تم اللہ کے عتیق ہو تو اس دن سے آپ کا نام عتیق ہوگیا۔عتیق کا معنٰی ہے۔دور اور آزاد یعنی آپ نار سے بہت دور اور آزاد ہیں۔

امام زبیدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بیان کی ہے کہ ایک دفعہ صحابہ انصار و مہاجرین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جمع تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا (جسکا آخری حصہ یہ ہے) میری والدہ نے فرمایا جب میری پیدائش کا وقت قریب آیا تو میرے پاس کوئی عورت نہ تھی تو ھاتف غائب سے آواز آئی یا امۃ اللّٰہ بالتحقیق ابشری بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق [2] جب کلام پوری ہوئی حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے تو کہا

---

[1] برخوردار حاشیہ علی نبراس [2] معانی العرش الی عوانے الفرش

ابوبکر نے سچ کہا اس مذکورہ بالا روایت کو حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کیا۔ معلوم ہوا یہی وجہ ہے جو علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبراس شرح شرح عقائد میں ذکر کی ہے کہ مروی ہے کہ آپ اعلان نبوت سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔ **ولم یسجد لصنم قط** آپ نے بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ چونکہ والدہ کے بیان سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا علم ہو چکا تھا۔

آپ نے تو سنت ابراہیمی زمانہ جاہلیت میں بت توڑ کر زندہ کر دی تھی۔

حاشیہ نبراس میں مولوی برخوردار ملتانی نے تفصیلاً واقعہ ذکر کیا ہے۔

نسب وخاندانی وجاہت:

آپ قریشی ہیں آپ کے والد گرامی ابوقحافہ عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ساتویں پشت میں جا کے (مرۃ) کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں لہذا آپ خاندان کے لحاظ سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت دار قرار پائے۔

آپ کا ایمان:

آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آزاد مردوں میں ایمان لانے میں سب پر سبقت لے گئے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ خواتین میں سے سب سے پہلے ایمان ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لائیں۔ بچوں میں سے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور غلاموں میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لائے۔

لہذا امردوں میں سے سب سے پہلے شرف صحابیت پانے والے آپ ہیں۔آپ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ خود صحابی، باپ صحابی، بیٹا صحابی اور پوتا صحابی۔ ویسے تو آپ کی خصوصیات بے شمار ہیں مگر ہم نے یہاں طرداً للباب ذکر کیا ہے۔

صحابی کی تعریف:

امام علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی یوں رقم طراز ہیں: **من لقی النبی ﷺ من المسلمین ثم مات علی الاسلام** ۔[1] وہ شخص جس کو حالت ایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات ہوا اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا ہو۔ وہ صحابی ہے۔

یہ تعریف جامع مانع ہے۔ بینا اور نابینا، بالغ اور غیر بالغ سب کو شامل ہے۔ حسنین کریمین صحابی ہیں۔ بعض لوگوں نے صحابی کیلئے صحبت، روایت اور ملاقات میں بلوغت کی شرط لگائی ہے۔ علامہ بدرالدین عینی نے اسکا رد کیا ہے۔ فرماتے: **وھو مردو دلانہ یخرج مثل الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ من احداث الصحابہ.**[2] فرماتے بلوغت کی شرط صحابی کیلئے لگانی مردود ہے کیونکہ اس سے امام حسن مجتبیٰ حسین مرتضیٰ اور ان کی مثل نوعمر صحابہ تعریف سے نکل جائیں گے۔ صحابیت ایسی خیر اور نیکی ہے جس کے حصول کا وقت محدود تھا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوۃ سے لیکر آپ کے وصال شریف یعنی قبر میں تشریف لے جانے تک۔ لہذا محدود افراد کو یہ نیکی اور خیر حاصل ہوئی ان کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے اور اِس نیکی کی قدر و منزلت اتنی بلند ہے کہ قیامت تک کوئی نیکی وجود میں نہیں آسکتی جو

---

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری

[2] عمدۃ القاری شرح بخاری

اِس سے بلند ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں نیکی میں سب سے بلند وہ لوگ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہلائے۔

صحابہ کے مراتب:

نفس صحابیت میں تمام صحابہ برابر ہیں۔ جیسے نفس نبوۃ میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام برابر ہیں۔ لیکن مراتب میں فرق ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مراتب میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض (البقرۃ)** ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے یعنی مراتب میں تفاوت واختلاف ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان مراتب میں فرق ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فراتا ہے:

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا کلا وعداللہ الحسنیٰ. الحدید۔ •

فرمایا تم میں سے وہ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور قتال وجہاد کیا ان کے برابر وہ نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد وقتال کیا۔ پہلے والے مرتبہ میں بڑے ہیں۔

پھر ان میں بدری صحابہ مرتبہ میں بڑے ہیں پھر ان میں سے عشرہ مبشرہ وہ پاک نفوس جن کے اسماء گرامی لیکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم جنتی ہو۔ اور پھر خلفاء اربعہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے بلند ہیں مرتبہ میں، امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ یوں رقمطراز ہیں:

اجمع الصحابة واتباعهم علی افضلیت ابی بکر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علی۔[1] صحابہ کرام کا اِس پر اتفاق اور اجماع ہے اور بعد والے علماء کا بھی اجماع ہے۔ سب سے افضل ابوبکر پھر عمر، پھر عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

اصحاب صحب کی جمع ہے جیسے فرخ کی جمع افراخ آتی ہے۔ اور صحب صاحب کی جمع ہے جیسے راکب کی رکب آتی ہے۔

فرق یہ ہے کہ اصحاب عام ہے اُن مقدس ہستیوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار اور مجلس سے مشرف ہوئے اور بعد والوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے اصحاب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ مگر صَحْبٌ خاص قرن اولیٰ (صحابہ کرام) کے مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے یہ صرف ان پر ہی بولا جاتا ہے۔

صحابیت میں تفاوت:

ہم بتا چکے ہیں کہ نفس صحابیت میں تمام صحابہ کرام برابر ہیں۔ مگر صحابیت کے ثبوت کے اعتبار سے فرق ہے۔ بعض کی صحابیت پر نص قرآنی ہے۔ اب آیا یہ کون ہستی ہے یاد رکھیں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین میں جس طرح ٹاپ پر خلفاء اربعۃ ہیں۔ اسی طرح سب سے ٹاپ پر یعنی خلفاء اربعۃ میں سے حضرت ابوبکر صدیق ہیں یعنی ان کا مرتبہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں اس طرح دکھائی دیتا ہے بلکہ واقع میں جس طرح چاند کا مرتبہ ستاروں میں ہے۔ یہ بالکل یکتا نظر آتے ہیں ہر میدان میں۔

صرف ایک لاکھ کئی ہزار میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں جن کی

---

[1] فتح الباری شرح بخاری

صحابیت وصحبت پر قرآن نے مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا** ۔دو میں سے دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے صحابی (ساتھی) سے فرماتا تھا تو غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں صاحب کا لفظ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر نص ہے۔اس پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ اِس جگہ صاحب سے مراد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔لہذا یہ شان صرف ان کی ہے کہ ان صحابیت کا منکر کافر ہے۔ہم چند ایک اکابر مفسرین کے حوالے اس پر ذکر کرتے ہیں۔امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی یوں ارشاد فرماتے ہیں: **من انکر ان یکون ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر لانہ رد نص القرآن** ۔[1] جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے نص قرآنی کا انکار کیا۔علامہ جار اللہ زمخشری معتزلی (باوجود اس کے کہ یہ معتزلیوں کا امام ہے لیکن افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مسئلہ پر اہل سنت کے ساتھ متفق ہے) یوں لکھتے ہیں: **من انکر صحبۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فقد کفر لانکارہ کلام اللہ ولیس ذالک لسائر الصحابۃ** ۔[2] جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی کلام کا انکار کیا اور یہ حکم باقی صحابہ کرام کی صحابیت کا نہیں۔

امام قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی الحنفی یوں رقمطراز ہیں:

---

[1] الجامع لاحکام القرآن جلد ۸ [2] تفسیر کشاف [3] حاشیۃ الشہاب

من انكر صحبة ابی بکر رضی الله عنه فقد كفر لانكاره كلام الله [1]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر کافر ہے کیونکہ کلام اللہ کا منکر ہے۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے اور ثانی صاحب ہے۔ لہذا جو آپ کے صحابی ہونے کا انکار کرے گا وہ آپ کے ثانی ہونے کا انکار کرتا ہے اور یہ کفر ہے کیونکہ ثانی اثنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ثانی ہونا نص سے ثابت ہے۔

جامع علوم ظاہرہ و باطنہ امام علامہ اسماعیل حقی حنفی یوں رقمطراز ہیں: **من انکر صحبة ابی بکر رضی الله عنه فقد كفر لانكاره كلام الله تعالٰى يكفرون** ۔ [2] جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبۃ کا انکار کرے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے کلام اللہ کا انکار کیا اور اسی طرح وہ رافضی کافر ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی اور لعنت کرتے ہیں۔

امام علاؤالدین علی بن محمد ابراہیم بغدادی الشہیر بالخازن یوں ارشاد فرماتے ہیں: **من قال ان ابابکر رضی الله عنه لم يكن صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو كافر لانكاره نص القرآن** ۔ [3] جو شخص کہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نہیں تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآن کا انکار کیا۔ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری النیشاپوری الشافعی یوں ارشاد فرماتے ہیں: **فی الاية دليل على تحقيق صحبة الصديق رضی الله عنه حيث سماه الله سبحانه صاحبه'** ۔ [4] آیۃ

---

[1] حاشیۃ الشہاب [2] تفسیر روح البیان [3] تفسیر خازن [4] لطائف الاشارات

مبارکہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی تحقیق پر دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحب فرمایا ہے۔ امام قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی یوں ارشاد فرماتے ہیں: **من قال ان ابابکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر لانکارہ نص القرآن** ۔[1] جو شخص کہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نہیں ہیں وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآن کا انکار کیا ہے۔

امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارشاد فرماتے:

من قال ان ابا بکر لم یکن صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر لانکارہ نص القرآن ۔[2] جس نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی نہیں ہیں وہ کافر ہے کیونکہ اس نے قرآن کی نص کا انکار کیا ہے۔ امام المفسرین عمدۃ المتکلمین حضرت امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: **من انکر ان یکون ابوبکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کافرا لان الامۃ مجمعۃ علی ان المراد من اذ یقول لصاحبہ ھو ابوبکر وذالک یدل علی ان اللہ تعالیٰ وصفہ بکونہ صاحبالہ** ۔[3] جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر ہے کیونکہ امت کا اتفاق ہے اس بات پر کہ **اذ یقول لصاحبہ** سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ اور یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہونے سے تعریف کی ہے۔

---

[1] تفسیر مظہری [2] معالم التنزیل [3] تفسیر کبیر

مجدد فقہ حنفی امام ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ الباری یوں رقم طراز ہیں۔ **اجمع المفسرون علی ان المراد لصاحبه فی الایة هو ابوبكر وقد قالوا من انكر صحبة ابی بكر كفر لانه انكر النص الجلی بخلاف انكار صحبة غيره من عمر، او عثمان، اوعلی رضوان الله تعالیٰ عليهم اجمعين۔** [1] تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو ان کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ برخلاف باقی خلفائے ثلاثہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بھی بیان فرمایا: **انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض**۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ سفر وحضر میں کوئی موقع نہیں ملتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہ ہوں۔ الا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حکم دیکر کہیں بھیجا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت وصحبت کو قرآن حکیم نے مختلف انداز میں بیان فرمایا۔ ایک تو لفظ صاحب کی تصریح کے ساتھ ہے دوسرا ثانی اثنین کے ساتھ بیان فرمایا کیونکہ آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا قرار دیا۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: **اجمع المسلمون علی ان المراد بالصاحب ههنا ابوبكر ومن ثم من انكر صحبته كفرا جماعا** ۔ [2] مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ آیت کریمہ (اذ یقول لصاحبہ) میں صاحب سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی وجہ سے جس نے ان کی صحابیت کا انکار کیا وہ اجماعاً کافر ہے۔

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ [2] الصواعق المحرقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صحابیت کا بیان:

آپ کی صحابیت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا: دوسرا قرار دیا گیا ہے تو قرب مکانی میں آپ دوسرے ہیں یہاں مجلس، صحبت مع الایمان ہے یہی صحابیت ہے، اِس قرب مکانی مع الایمان کا نام صحابیت ہے۔ حدیث میں اس جزی حقیقی قرب مکانی کی عظمت کو یوں چار چاند لگا دیئے گئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو دشمنوں کی طرف سے اذیت لاحق ہونے کا خطرہ دامن گیر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یا ابابکر ماظنک باثنین الله ثالثهما ۔[1] اے ابوبکر تمہارا کیا گمان ہے ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ ہے۔ سبحان اللہ کتنے بلند و بالا کلمات ہیں اور اعلیٰ مرتبہ کی تسلی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو چار چاند لگا دیئے کہ ایک میں ہو، ایک تم ہو اور تیسرا اللہ ہے نبی اور امتی میں تو قرب مکانی انتہا درجہ کی اور اللہ تعالیٰ مکان مکانیات سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ثالث (تیسرا) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مدد، نصرت، معونت، حفظ، امان کے لحاظ سے کہ اس کی مدد و نصرت قطعی اور یقینی طور پر ہم دونوں کے ساتھ ہے اور پھر قرآن مجید کا ایک انداز یہ بھی ہے جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غم لاحق ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتحزن ان الله معنا ۔ اس فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نقل فرما دیا کہ ابوبکر تم غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہاں لفظ معنا میں جو جزئی حقیقی معیت ہے یہ معیت مکانی ہے اور اسی کا نام صحبت ہے۔ اور کیا کمال

---

[1] خازن

ہے اس قرب ومعیت جزئی حقیقی کا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کو قرب ومعیت کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے یہاں معیت الٰہی وہ نصرت وحفظ وامان والی ہے۔ جزئی حقیقی میں شرکت منع ہوتی ہے۔ جو معیت وقرب غار میں حضرت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوا یہ کسی کو حاصل نہیں ہوا بلافصل وشرکت غیر تین دن اور تین راتیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے جذب کئے اور صحابیت اتنی چمک گئی، کہ باقی صحابہ میں مانند چاند ہو گئے۔

صحابیت ایک نیکی ہے:

صحابیت ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کے قبول ہونے کیلئے ایمان شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمنٌ فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ** ۔(سورہ النحل) مرد وعورت میں سے جو بھی عمل صالح کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہے ہم اسے حیوۃ طیبہ عطا کریں گے۔ صحابیت ایک ایسا عمل صالح ہے کبھی تو بالکل معیت ہوتی وہ یوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر جیسے نظر پڑی تو فوراً ساتھ ہی کلمہ پڑھ لیا اور کبھی مومن پہلے ہوتا صحابی بعد میں بنتا ہے مثلاً وہ شخص کسی دوسرے صحابی کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا اور زیارت وملاقات کا شرف بعد میں نصیب ہوا۔

تو ایمان خود نیکی ہے لیکن یہ باقی نیکیوں کیلئے مبنی اور موقوف علیہ ہے اور اصل الخیر ہے۔ اِس کا کوئی موقوف علیہ نہیں۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت جس طرح بلندی پر ہے اسی طرح ایمان بھی بہت بلند ہے۔ حدیث شریف میں **لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح** [1] اور ظاہر ہے جس طرح کا موقوف علیہ

---

[1] بحوالہ بیہقی از مکتوبات شریف ومقالات سعیدی

ہوگا موقوف کا مرتبہ بھی اُسی طرح کا ہوگا۔ لہذا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہر نیکی باقی امت کی ہر نیکی سے کیفیت میں بلند ہے۔ کیفیت میں بلندی کا مطلب کثرت ثواب ہے۔

آپ کی نیکی کی کیفیت اور کثرت ثواب کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه ذکر عنده ابوبکر فقال وددت عملی کله مثل عمله یوماً واحداً من ایامه لیلة واحدة من لیالیه ۔[1] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا میری تمنا ہے کہ میری زندگی کے تمام اعمال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ہو جائیں۔ یہ ہے ان کی نیکیوں کی کیفیت کا مرتبہ لہذا معلوم یہ ہوا کہ باقی تمام صحابہ کے تمام اعمال کو جمع کیا جائے تو خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتے تو صاف ظاہر ہے کہ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کے تمام اعمال کا ثواب باقیوں کے اعمال سے زیادہ ہے لہذا آپ تمام صحابہ سے خیر اور افضل ہیں۔

افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

اب ہم اپنے دعویٰ کے قریب پہنچے ہیں ہمارے دو دعوے ہیں:

۱) آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔

۲) دوسرا دعویٰ ضمنی ہے کہ جو شخص افضلیت ابی بکر کا منکر ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے یعنی جو ہمارے دعویٰ کا منکر ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

---

[1] خازن

اور ضمناً یہ ثابت بھی ہو جائے گا۔ مگر ہم واضح کریں گے۔

اولاً ہم پہلے دعویٰ پر دلائل دیں گے اور پھر دوسرے پر۔

دلیل اوّل قرآن سے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی وما لاحد عنده من نعمة تجزیٰ الاابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضی** ۔(سورۃ اللیل) بہت دور رکھا جائے گا اسے (آگ) سے جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے وہ اپنا مال دیتا ہے (اللہ کی راہ میں) تاکہ ستھرا ہو جائے، اور اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلا دیا جائے صرف اپنے سب سے بڑے رب کی رضا طلب کرتا ہے اور عنقریب وہ راضی ہو جائیگا۔ آیت کریمہ میں لفظ الاتقی ہے ہمارا محل استدلال یہ ہے۔ اس کا معنی ہے سب سے بڑا پرہیز گار یعنی اسم تفضیل اپنے حقیقی معنی میں ہے۔

یہی ترجمہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کنز الایمان میں فرمایا ہے۔ یہاں لفظ الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تنویر القیاس من تفسیر ابن عباس میں: **الذی یوتی ماله. یعطی ماله فی سبیل الله وهو ابوبکر رضی الله عنه** ۔ وہ جو اپنا مال دیتا ہے یعنی اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے وہ کون ہے مال دینے والا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابو جعفر محمد بن جریر الطبری یوں رقم طراز ہیں: **عن عامر بن عبدالله**

---

[1] تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن

عن ابیہ قال نزلت ھذہٖ الایۃ فی ابی بکر الصدیق۔[1] وہ اپنی سند سے حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں عامر بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہا یہ آیت کریمہ مالاحد عندہ الآیۃ کہ یہ تقویٰ و پرہیز گاری میں نقطہ انتہا کو پہنچنے والا اپنا مال صرف اللہ کی رضا کیلئے خرچ کرنے والے پر خلق خدا میں سے کسی کا احسان نہیں۔ یہ ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی۔

امام طبری یوں رقم طراز ہیں: مالا حد من خلق اللہ عند ھذا الذی یوتی مالہ فی سبیل اللہ یتزکی من نعمۃ تجزیٰ۔ مخلوق خدا میں سے کسی کا ابوبکر پر احسان نہیں ہے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں اکرام سے نوازا۔ فرمایا:

میں تمام لوگوں کے احسان کا بدلہ دے کے جا رہا ہوں ایک ابوبکر ہے جس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن میرا اللہ دیگا۔ سبحان اللہ کیا ظہور عظمت ہوگا وہاں۔

امام ابواللیث سمرقندی حنفی یوں رقم طراز ہیں: وقال مقاتل مر ابوبکر علی بلال وسیدہ امیۃ بن خلف بعذبہ فاشتراہ فاعتقہ' فکرہ ابو قحافۃ عتقہ' فقال لابی بکر اما علمت یعذبہ ان مولی القوم من انفسھم فاذا اعتقت فاعتق من لہ منظرۃ وقوۃ فنزل وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ الاابتغاء وجہ ربہ الاعلی الآیۃ ۔[1] مقاتل نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ان کے مالک امیہ بن خلف پر ہوا

---

[1] تفسیر سمرقندی۔ بحر العلوم

دیکھا کہ حضرت بلال کو عذاب دے رہا ہے تو آپ نے خرید کر حضرت بلال کو آزاد کر دیا۔ تو آپ کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ عتق کو مالی منفعت کے خلاف تصور کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے۔ لہذا کسی مضبوط قوت والے کو آزاد کرتے جو کام آتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی: **مالا حد عنده من نعمة تجزیٰ الایه** ۔ خیال رہے امام ابو اللیث سمرقندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ تفسیر جلالین میں یوں مذکور ہے **وهذا نزل فی الصدیق رضی الله عنه لما اشتری بلالا المعزب علی ایمانہٖ وعتقه** ۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا جبکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ امام احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: **وکان امیة بن خلف یخرجه اذا احمیت الشمس فیطرحه علی ظهرہٖ ببطحاء مکة ثم یامر بالصخرة العظیمة فتوضع علی صدرہٖ ثم یقول لاتزال هکذا حتی تموت اوتنکر محمدا صلی الله علیه وسلم فیقول وهو فی ذالک احدا حد فمر النبی صلی الله علیه وسلم فقال احد ینجیک یعنی الله تعالیٰ ثم قال النبی ﷺ لابی بکر ان بلالا یعذب فی الله تعالیٰ فعرف ابوبکر الذی یرید رسول الله صلی الله علیه وسلم فانصرف الی منزله فاخذر طلامن ذهب ومضیٰ الی امیة بن خلف الاتق الله فی هذا المسکین قال انت افسدته فانقذه**

بما تری وفی روایة سعید بن المسیب بلغنی ان امیة بن خلف قال لابی بکر فی بلال حین قال له اتبیعه' قال نعم ابیعه بنسطاس عبد لابی بکر وکان نسطاس صاحب عشرة الاف دینار وغلمان وجوار ومواش وکان مشرکا حمله ابوبکر علی الاسلام علی ان یکون ماله له فابی فابغضه ابوبکر فلما قال امیة بن خلف ابیعک بعلامک نسطاس. اعتقه ابوبکر وباعه به۔ [1]

خلاصہ یہ ہے امیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو شدید گرمی میں باہر نکالتا اور تپتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور سینہ پر بڑا گرم پتھر رکھواتا پھر کہتا کہ تم اسی طرح عذاب میں رہو گے حتیٰ کہ آپ کی موت آجائے۔ یا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کردو اس حالت میں حضرت بلال احد احد کا ورد کرتے تھے دریں اثناء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اُدھر سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فکر نہ کر احد یعنی اللہ تعالیٰ تجھے اِس عذاب سے نجات دے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا ابوبکر بلال حبشی کو اللہ کی راہ میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ رازدارِ نبوۃ سمجھ گئے آقا ﷺ کی مراد کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر گئے سونا لیا اور امیہ بن خلف لعین کے پاس آئے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر اس مسکین کے بارے میں اُس نے کہا اگر ہمت ہے تو اس کو چھڑا لو آپ نے سونا بطور قیمت دیا اور خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت سعید بن المسیب کی روایت یوں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی

---

[1] حاشیہ صاوی علی جلالین

اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ کیا تو بلال کو فروخت کریگا۔ اُس نے کہا ہاں فروخت کروں گا مگر نسطاس جو تمہارا غلام ہے اس کے بدلے میں یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام بڑا مالدار تھا دس ہزار دینار اس کے غلمان لونڈیاں مویشی وغیرہ تھے اور یہ مشرک تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اسلام لانے کی ترغیب دی اور فرمایا یہ سارا مال جو تیرے پاس ہے یہ تیرا ہے اگر اسلام قبول کرلے تو اس نے انکار کردیا جب امیہ بن خلف نے یہ غلام بدلے میں مانگا آپ نے یہ دے دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر آزاد کردیا۔ سبحان اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلال فکر نہ کر جس کا ورد اَحَدٌ اَحَدٌ کررہا ہے وہی تجھے آزاد کردے گا اور آگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر فرمایا تو معلوم ہوا یہ شان صدیق اکبر ہے کہ ان کا اعتاق اللہ تعالیٰ کا اعتاق ہے ان کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ غیر مقلدین کا امام شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں یوں ذکر کرتا ہے: **اخرج ابن ابی حاتم عن عروۃ ان ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ اعتق سبعة کلھم یعذب فی اللہ. بلال، وعاصر بن فھیرۃ، والنھدیة، وابنھا وزنیرۃ وام عینی وام بنی المؤمل وفیہ نزلت وسیجھنبھا الاتقی الی آخر السورۃ واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ وسیجنبھا الاتقی، قال ھو ابوبکر الصدیق۔**

ابن ابی حاتم نے عروۃ سے روایت کی بیشک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات افراد کو آزاد کیا ان میں حضرت بلال اور دیگر فلاں فلاں ہیں اور یہ آیت **وسیجبھا الا تقی** سے لیکر آخر سورۃ تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان

میں نازل ہوئی اور یوں ترجمان القرآن حبر ھذہٖ الامته حضرت عبدالله ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه سے مروی ہے کہ وسیجنبها الاتقی میں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔علامہ جار اللہ زمخشری معتزلی اپنی تفسیر کشاف میں یوں ذکر کرتا ہے۔ وقیل هما ابو جهل او امیه بن خلف و ابو بکر صدیق رضی الله تعالیٰ وعنه کہ الاشقی سے مراد ابو جہل ہے یا امیہ بن حلف ہے۔اور وسیجنبها الاتقی میں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

جامع علوم ظاہرہ و باطنہ امام عبد الکریم القشیر ی یوں رقم طراز ہیں و نزلت الاية فی ابی بکر صدیق رضی الله تعالیٰ عنه والاية عامة .[1] یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حکم عام ہیں جو آپ کے طریقے پر چلتا آئے گا اس کیلئے بشارت ہے۔

امام محمد بن احمد القرطبی یوں رقم طراز ہیں :الاتقی. المتقی، الخائف قال ابن عباس هوا بوبکر رضی الله عنه کہ الاتقی سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فروی عطاء والضحاک عن ابن عباس قال عذب المشركون بلالا وبلال يقول احداحد فمر به النبی صلی الله عليه وسلم فقال احد ينجيك يعنی الله تعالیٰ ثم قال لابی بکر یا ابابکر ان بلالا يعذب فی الله. فعرف ابوبكر الذی يريد رسول الله صلی الله عليه وسلم فانصر الی منزله فاخذر طلا من ذهب ومضی به الی امية

---

[1] تفسیر القشیر ی المسمی للطائف الاشارات

بن خلف فقال له اتبیعنی بلا لا قال نعم فاشتراه فاعتقه' فقال المشرکون ما اعتقه' ابوبکر الالید کانت عنده فنزلت مالاحد عنده من نعمة تجزی الاابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضٰی وقال سعید بن المسیب بلغنی ان امیة بن خلف قال لابی بکر حین قال له ابوبکر اتیعنیه فقال نعم ابیعه بنطاس عبد لابی بکر صاحب عشرة آلاف دینارٍ وغلمان، وجوارٍ ومواشٍ وکان مشرکا حمله ابوبکر علی الاسلام علی ان یکون ماله له فابی فباعه ابوبکر ۔[1] ان احادیث کا ترجمہ ایک مرتبہ تفسیر صاوی کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سونا دیکر یا بدلے میں کافر غلام دیکر (علی اختلاف الروایة) آزاد کردیا تو مشرکین نے کہا بلال حبشی کا احسان ہوگا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جس کا بدلہ چکانے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بے بنیاد اعتراض کو دفع کرتے ہوئے فرمایا ابوبکر پر کسی کا کوئی احسان نہیں صرف میری (اللہ تعالیٰ) رضا کیلئے خرید کر آزاد کیا۔ اور میں (اللہ تعالیٰ) بھی عنقریب اتنا دوں گا (ثواب) کہ یہ راضی ہوجائے گا۔

امام علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: والایة نزلت فی حق ابی بکر الصدیق رضی الله عنه حین اشتریٰ بلالا رضی الله تعالیٰ عنه۔[2] امام اسماعیل حقی اور امام قرطبی انصاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابوحیان تیمی کے حوالہ سے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کردہ

---

[1] الجامع لاحکام القرآن

[2] تفسیر روح البیان

حدیث ذکر کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ وحملنی الی دار الھجرۃ واعتق بلالا من مالہ ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ابوبکر پر کہ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور دار ہجرۃ کی طرف مجھے اٹھا کے لے گیا، اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کیا۔ انہی بزرگوں نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے: وکان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی بلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں انہوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا۔ امام اسماعیل حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ھو نظیر قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سلمان منا اھل البیت فانظر الی شرف التقوی کیف ادخل الموالی فی الاشراف ولا تغتر بالنسب المجرد فانہ خارج عن حد الانصاف ۔ یہ نظیر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی سلمان (فارسی) منا اھل البیت کی ۔ ہمارے اہل بیت سے ہیں ۔ دیکھ شرف تقوی کو کس طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ غلام کو اشراف (سرداروں) میں داخل فرمارہے ہیں لہذا محض نسب سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ یہ حد انصاف سے باہر ہے۔ امام محی السنۃ ابو محمد الحسین الفراء بغوی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں: یعنی ابابکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ فی قول الجمیع کہ تمام مفسرین کے نزدیک اس آیت الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ تفسیر خازن میں یوں مرقوم ہے: الاتقی الذی یؤتی مالہ ھو ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قول جمیع المفسرین کہ الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق ہیں تمام مفسرین کے نزدیک۔

امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1] یہ آیات مبارکہ شان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نازل ہوئی ہیں۔

امام ناصر الدین عبداللہ القاضی البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:

والایات نزلت فی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین اشتری بلا لا ۔ وسیجنبھا الاتقی سے لیکر آخر سورۃ تک یہ آیات مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ امام علامہ شہاب الدین احمد بن محمد الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ علی البیضاوی میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ **وسیجنبھا الاتقی الی آخرہٖ سورۃ نزل فی حق ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کما فی الاحادیث الصحیحۃ السند عن ابن عباس سید المفسرین حتی قال بعض المفسرین انہ مجمع علیہ وان زعم بعض الشیعہ انھا نزلت فی علی رضی اللہ تعالیٰ وخصوص السبب لدینا فی عموم الحکم** ۔ یہ آیات مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے احادیث صحیحہ مروی ہیں کہ ان آیات سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں بلکہ بعض مفسرین نے فرمایا مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیات حضرت صدیق اکبر کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ بعض شیعہ کا گمان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی حالانکہ ہمارے (اہلسنت) کے نزدیک خصوص سبب عموم الحکم میں ہے۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر یوں لکھتے ہیں: **وقد ذکر غیر واحد من**

---

[1] تاویلات اہل السنۃ

المفسرین ان هذہ الایات نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ حتی ان بعضھم حکی اجماع المفسرین علی ذالک ۔[1] متعدد مفسرین نے ذکر فرمایا کہ یہ آیات مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور اس پر اجماع ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:

لاتفاق المفسرین علی ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فالغرض منہ توصیف الصدیق بکونہ اتقی الناس اجمعین غیر الانبیاء وانما خصصنا بغیر الانبیاء لدلالۃ العقل والاجماع والنصوص ۔[2] مفسرین کا اتفاق واجماع ہے اس پر وسیجنبھا الاتقی الذی سے لیکر آخر تک آیات کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور مقصود اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توصیف کرنی ہے کہ آپ انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل اور بڑے متقی پرہیزگار ہیں۔ غیر انبیاء کی تخصیص دلالۃ القعل، اجماع امت اور نصوص داردہ سے ہے۔

قارئین کرام: آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ متعدد مفسرین نے ذکر فرمایا ہے کہ اس پر اجماع ہے مفسرین کا کہ وسیجنبھا الاتقی الآیۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں یوں رقم طراز ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحکم نص قرآنی اتقائے ایں امت است زیرا کہ اجماع مفسرین است در شان حضرت صدیق نازل است رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومراد از اتقٰی اوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ[3]

---

[1] تفسیر ابن کثیر　[2] تفسیر مظہری　[3] دفتر سوم حصہ ہشتم

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس امت کا سب سے بڑا متقی، پرہیز گار ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کے دور کے تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت کریمہ **وسیجنبھا الاتقی الایۃ** حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقی (سب سے بڑا پرہیز گار) سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

یہاں تک یہ بات واضح اور اظہر من الشمس ہوگئی کہ آیت مبارکہ **وسیجنبھا الاتقی** اتقی کا مصداق اوّل اور حقیقی صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں یہ بات متعدد تفاسیر اور اکابرین امت کی تصریحات سے ثابت ہو چکی ہے۔

اور آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اتقی ہونے میں نص ہے لہذا آپ اتقی حقیقی ہیں باقی ساری امت میں اتقی ہونا اضافی طور پر پایا جاتا ہے۔

پہلی دلیل:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل البشر بعد الانبیاء ہونے پر یہ آیت کریمہ (لفظ اتقی) ہے۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ہمارا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء مطلقا ہیں۔

قبل ازیں کہ دعویٰ پر لفظ اتقی سے (جو آیت میں مذکور ہے) استدلال کریں ایک تمہید ہے۔ وہ یہ کہ افضلیت کا معنی ہے کثرت ثواب، جو افضل ہوتا ہے اس میں

کثرت ثواب پایا جاتا ہے۔لہذا مدار افضلیت کثرت ثواب ہوا نہ کہ کثرت فضائل واعمال، اور کسی کی نیکی اور عمل خیر کے ثواب کی قلت اور کثرت کا تعین صرف شارع کرسکتا ہے اور شارع اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ہیں۔لہذا کثرت کا علم، اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے بغیر ناممکن ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ[1] ارشاد فرماتے ہیں: مقرر علما ست کہ افضلیت باعتبار کثرت ثواب نزد خدائے جل وعلا ایجا مراد است نہ افضلیتے کہ بمعنی کثرت ظہور فضائل ومناقب بود کہ نزد عقلاء اعتبار دارد زیرا کہ سلف از صحابہ وتابعین آں قدر فضائل ومناقب کہ از حضرت امیر نقل کردہ انداز ہیچ صحابی منقول نشدہ است حتی کہ قال الامام احمد ماجاء لاحد من الصحابۃ من الفضائل ماجاء لعلی رضی اللہ عنھم مع ذالک ہم ایشاں حکم کردہ اند بافضلیت خلفاء ثلاثہ پس معلوم شد کہ وجہ افضلیت دیگر است وراء ایں فضائل ومناقب واطلاع برآں افضلیت مشاہداں دولت وحی را میسر است کہ بصریح بقرائن نمودہ باشند وآں صحابہ پیغمبر ند علیہ وعلیھم الصلوٰۃ والسلام۔

علماء کے نزدیک اس جگہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے نہ وہ افضلیت جو بمعنی ظہور فضائل ومناقب ہے تاکہ عقلا کے نزدیک اعتبار رکھے۔کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین سے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ الکریم کے جس قدر فضائل ومناقب منقول ہیں۔اِس قدر کسی صحابی کے نہیں ہیں یہاں تک کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین کے فضائل بیان ہوئے ہیں اتنے کسی صحابی کے

---

[1] دفتر اوّل حصہ چہارم

نہیں ہوئے باوجودیکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خلفاء ثلاثہ کی افضلیت کا حکم کیا ہے۔ معلوم ہوا افضلیت کی وجہ ان فضائل ومناقب کے علاوہ کوئی اور چیز ہے اوراس وجہ افضلیت پر اطلاع انہی نفوس قدسیہ کو ہوسکتی ہے جن کو وحی الٰہی کا مشاہدہ حاصل تھا۔ صراحۃ یا قرائن سے ہوااور وہ نفوس قدسیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔

لہذا مطلب یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ جس کی افضلیت بیان کریں گے اُسی کو افضل مانا جائے گا۔ امام ابن حجر ھیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں: **ولکنھما اکثر ثوابا واعظم نفعا للمسلمین والاسلام واخشی واتقی ممن عداھما من اولادہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فضلا عن غیرھم**[1]

یہ دونوں شیخین حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ثواب کے لحاظ سے اکثر ہیں مسلمانوں اور اسلام کے نفع کے لحاظ سے اعظم ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے زیادہ اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک سے تقویٰ وپرہیزگاری میں زیادہ ہیں چہ جائیکہ دوسرے حضرات۔

امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ[2] یوں رقم طراز ہیں: **ذکر المحققون ان فضیلتہ' المبحوثۃ عنھا فی الکلام ھی کثرت الثواب ای اعظم الجزاء علی اعمال الخیر لاشرف النسب والالزم ان یکون ولدالنبی افضل من النبی الذی لیس ابوہ نبیاً ولا کثرت الطاعات الظاھر ۃ لان الثواب لیس علی مقدارھا لان انفاق احد**

---

[1] الصواعق المحرقہ [2] نبراس شرح شرح عقائد

عنا جبل احد ذهباً لايبلغ مدالصحابة ولانصيفهم كمافى الحديث الصحيح والسرفى ذالک ان اصل الخير هو الاخلاص فى العمل وصحبة الحق سبحانه تعالیٰ ودوام الحضور معه وهى امور باطنة ولذا قال بكر بن عبدالله المزنى مافضلكم ابوبكر بصوم وصلوٰة ولكن بشیءٍ فى قلبهٖ انتهى فلا يحفىٰ ان كثرة الثواب لاتعلم الاباخبار الشارع ولامدخل فيها للعقل والمناقب الظاهرة ۔ محققین نے ذکر کیا ہے کہ علم کلام میں جس افضلیت سے بحث کی جاتی ہے وہ کثرت ثواب ہے یعنی اعمال خیر پر بڑی جزاء ہے۔

جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ راز اس میں یہ ہے کہ اصل خیر وہ اخلاص فی العمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور یہ امور باطنی ہیں یہی وجہ ہے کہ بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک (اخلاص اور اللہ رسول کی محبت) ہے جس کی بنا پر پوری امت پر فضیلت پا گئے۔ یہ اخلاص و محبت کا علم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ تعلیم براہ راست صحابہ کرام کو دی گئی لہذا جسے وہ افضل بتائیں گے وہی ہوگا۔

صحابہ کے بتائے بغیر افضلیت کا علم نہیں آ سکتا۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: وقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بترتب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی و مراد از افضلیت کثرت ثواب ست عند اللہ تعالیٰ [1]

---

[1] تکمیل الایمان ص ۵۵ مطبوعہ لکھنو ہندوستان

خلفاء اربعہ کی افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق ہیں پھر حضرت عثمان ذی النورین ہیں پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب اعمال خیر اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **الافضلیت فی کثرت الثواب وقرب رب الارباب**۔[1] افضلیت کا معنی کثرت ثواب اور رب الارباب کا قرب۔

بایں معنی حضرت صدیق اکبر پوری امت محمد علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔ یہ افضلیت علی الاطلاق ہے لہذا اس افضلیت کا منکر اہل سنت وجماعت سے خارج ہے نہ کہ شرف نسب کا اعتبار ہے (افضلیت میں) ورنہ لازم آئے گا نبی کا بچہ اُس نبی سے افضل ہو جائے جس کا باپ نبی نہیں ہے۔ (نبی سے غیر نبی کسی لحاظ سے بھی افضل نہیں ہوسکتا۔ کلی فضیلت تو ایک طرف رہی غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت بھی نہیں ہے۔ اگر کوئی جزوی فضیلت مانے تو یہ کفر ہے۔ بعض مقررین ایسے ہیں جو اہل بیت کی جزوی فضیلت کو بیان کرتے ہیں وہ یہ کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون ہیں اور پھر تقریروں میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کی بنا پر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دیتے ہیں جو کہ صراحۃً کفر ہے۔ اور نہ کثرت طاعات کا لحاظ ہے کیونکہ ثواب مقدار کے مطابق نہیں ہوتا۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا فی سبیل اللہ خرچ کرے تو صحابہ کرام کی مٹھی بھر جو یا اس آدھے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔

---

[1] المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد

لہٰذا بعد والے لوگ کسی کو افضل و مفضول نہیں قرار دے سکتے کثرت ثواب کے لحاظ سے اور جس کو صحابہ کرام افضل قرار دے دیں کسی کو حق حاصل نہیں کہ اُسے مفضول اور دوسرے کو اس سے افضل قرار دے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دینا۔

برطانیہ میں بعض بڑے وجیہہ مقررین کو دیکھنے اور سننے میں آیا اور ریکارڈ موجود ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت کی بنا پر اور اہل بیت کرام کو خون رسول اللہ ﷺ کی بنا پر انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دیتے ہیں۔

جو کہ صریح کفر ہے۔ سید السادات امام علامہ سید محمود الوسی حنفی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں: **فان اعتقاد افضلیت ولی من الاولیاء علی نبی من الانبیاء کفر عظیم وضلال بعید، ولو ساغ تفضیل ولی علی نبی لفضل الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی احد من الانبیاء لانہ ارفع الاولیاء قدرا کما ذھب الیہ اھل السنۃ ونص علیہ الشیخ قدس سرہ العزیز فی کتاب التربۃ ایضا مع انہ لم یفضل کذا لک بل فضل علی من عداھم کما نطق بہ ما طلعت الشمس ولاغربت علی احد بعد النبین افضل من ابی بکر الصدیق فمتیٰ لم یفضل الصدیق وھو الذی وقر فی صدرہ ماوقر ونال من الکمال مالایحصر فکیف یفضل غیرہ ؟**

وفضل کثیر من الشیعۃ علیا کرم اللہ وجھہ الکریم و کذا

اولادہ الائمة الطاهرين رضی الله عنهم اجمعين علی كثير من الانبياء والمرسلين من اولی العزم وغيرهم ولامستندهم فی ذالک الااخبار كاذبة وافكار غير صائبة ۔[1]

بیشک کسی ولی کی کسی نبی پر فضیلت کا اعتقاد رکھنا بڑا کفر اور کھلی گمراہی ہے۔ اگر کسی امتی ولی کی کسی نبی پر فضیلت کی گنجائش ہوتی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کسی نبی پر فضیلت دی جاتی کیونکہ اولیاء امت میں سے سب سے بلند قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ یہ مذہب اھل سنت و جماعت کا ہے اور کتاب القربہ میں شیخ (ابن عربی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے نص کی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اولیاء میں سب سے بلند ہیں انکو انبیاء و مرسلین علیھم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ پر افضل مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث پاک ناطق ہے کہ انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی ایسے شخص پر نہ سورج طلوع ہوتا ہے نہ غروب ہوتا ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

بعض سادات کی توجہ:

مذکور بالا اپنے دور کا عظیم مفسر سید محمود الوسی بغدادی سادات کرام میں سے ہیں وہ ایسے صاف اور بہترین عقیدہ کی تقریر فرما رہے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں میں فاطمی شہزادہ ہوں اور اتنا بڑا مفسر ہوں مگر ان کو یہ بھی معلوم ہے شرف نسب اور ہے اور افضلیت (کثرت ثواب) اور ہے۔ لہذا حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی ہے۔ وہ سادات جو اھل سنت کی صفوں میں بھی ہیں اور حضرت علی رضی

---

[1] تفسیر روح المعانی

اللہ عنہ کی افضلیت علی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا اھل بیت اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی جزوی فضیلت کے انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام پر کے قائل ہیں وہ حضرت سید السادات سید محمود الوسی حنفی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں اور اس عقیدہ کفریہ سے توبہ کریں۔اور عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے سے باز آئیں۔

الاتقی سے استدلال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر:

ہم یہاں تک متعدد تفاسیر اور اکابرین امت کی تصریحات سے واضح کر چکے ہیں کہ آیت مبارکہ میں الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور متعدد مفسرین اور اکابرین نے اس پر اجماع کا قول کیا ہے۔امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ الباری یوں رقم طراز ہیں: **اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه** [1] کہ ہم اہلسنت تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس مقام پر الاتقی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

آپ فرماتے ہیں: **واعلم ان الشیعة باسرهم ینکرون هذه الروایة ویقولون انها نزلت فی حق علی ابن ابی طالب رضی الله عنه والدلیل علیه قوله تعالیٰ ویوتون الزکوٰة وهم راکعون المائده فقوله الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی اشارة الی مافی الآیة من قوله یوتون الزکوٰة وهم راکعون لما ذکر ذالک بعضهم فی محضری قلت اقیم الدلالة العقلیه علی ان المراد من هذه الایة ابوبکر رضی الله عنه وتقریرها ان المراد من هذا الاتقی هو افضل الخلق فاذا کان کذالک**

---

[1] تفسیر کبیر

وجب ان يكون المراد هو ابوبكر فهاتان المقدمتان متى صحتاصح المقصود انما قلنا ان المراد من هذا الاتقى افضل الخلق لقوله تعالىٰ ان اكرمكم عندالله اتقاكم والاكرم هوالافضل فدل على ان كل من اتقى وجب ان يكون افضل. فتقدير الاية كانه وقعت الشبة فى ان الاكرم عند الله من هو؟ فقيل هو الاتقى فاذا كان كذالک كان التقدير اتقاكم اكرمكم عند الله فثبت ان الاتقى المذكور ههنا لابد ان يكون افضل الخلق عندالله فنقول لابدوان يكون المراد به ابا بكر رضى الله تعالىٰ عنه لان الامة مجتمعة على ان افضل الخلق بعد رسول الله ﷺ اما ابوبكر اوعلى ولايمكن حمل هذهٖ الاية على على ابن طالب رضى الله تعالىٰ عنه. فتعين حملها على ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه وانما قلنا لايمكن حملها على على ابن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنه لانه قال فى صفة هذا الاتقى ومالا حد عنده من نعمة تجزىٰ. وهذا الوصف لايصدق على على ابن ابى طالب لانه كان فى تربية النبى ﷺ لانه اخذه من ابيه وكان يطعمه ويسقيه ويكسوه ويربيه وكان الرسول منعما عليه نعمة يجب جزائها، اما ابوبكر فلم يكن للنبى عليه الصلوٰة والسلام عليه نعمة دنيوية بل ابوبكر كان بنفق على الرسول عليه الصلوٰة والسلام بل كان للرسول ﷺ نعمة الهداية والارشاد الى الدين انها لايجزىٰ لقوله تعالىٰ مااسئلكم عليه اجرا سورة حم عسق والمذكو ههنا ليس مطلق

النعمة بل نعمة تجزیٰ فعلمنا ان هذه الاية لاتصلح لعلی ابن ابی طالب رضی الله عنه واذا ثبت ان المراد بهذا الاية من كان افضل الخلق وثبت ان ذالک الافضل من الامة اما ابوبكر اوعلی رضی الله تعالیٰ عنهما وثبت ان الاية غير صالح لعلی ابن ابی طالب كرم الله وجهه الكريم تعين حملها علی ابی بكر رضی الله تعالیٰ عنه وثبت دلالة الآية ايضاً علی ان ابابكر افضل الامة[1]

جان تو کہ شیعہ تمام ایسی روایات کا انکار کرتے ہیں جو اس آیۃ کریمہ کے نزول کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں تعین کرتی ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ویؤتون الزکوٰة وهم راكعون۔ (جو المائدہ میں ہے) لہٰذا قول اللہ تعالیٰ ہے الاتقى الذی یوتی ماله یتزکی اشارہ ہے اس چیز کی طرف جو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے قول ویوتون الزكوة وهم راكعون میں (امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ) میں کہتا ہوں دلالت عقلیہ قائم ہے اس پر کہ اس آیت کریمہ میں الاتقی سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ تقریر دلالت عقلیہ یہ ہے کہ اتقی سے مراد افضل الخلق ہے۔

ایک مقدمہ۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جب اس طرح ہے تو ضروری ہوا کہ اس کی مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ (مطلب یہ ہوا اتقی افضل الخلق ہے اور افضل الخلق ابوبکر صدیق ہیں لہٰذا نتیجہ آیا اتقی لمۃ ابوبکر صدیق ہیں) جب یہ

---

[1] تفسیر کبیر

دونوں مقدمہ صحیح ہوئے تو مقصود صحیح ہوا۔ باقی اتقی سے مراد افضل الخلق ہے (یعنی پہلے مقدمے کی دلیل) وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ تم میں سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ تم میں پرہیز گار ہے) اور اکرم وہی افضل ہے۔ پس دلالت اس پر ہوئی جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے ضروری ہے وہی سب سے افضل ہو۔ تقدیر آیت یہ ہوئی گویا کہ شبہ اس میں واقع ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا کون ہے جواب دیا گیا جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ جب اس طرح ہوا ہو گی تقریر اتقی کم اکرمکم عنداللہ پس ثابت ہوا کہ اتقی مذکور اس جگہ ضروری ہے کہ افضل الخلق ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو ہم کہتے ہیں ضروری ہے اتقی سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ امت کا اجماع اس پر ہے کہ امت میں افضل الخلق بعد الانبیاء کون ہے۔ آیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے مراد اہل سنت اور اہل تشیع ہیں ان کے درمیان اختلاف کی صورت پر اجماع ہے نہ یہ کہ اہل سنت کے درمیان اختلافی صورت ہے۔

لہذا متعین ہو گیا کہ اس کا محمل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور جزی نیست ہم کہتے ہیں اِس آیت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس اتقی کی صفت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما لاحد عندہ من نعمة تجزیٰ کہ وہ اتقی وہ ہے جس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلا دیا جائے۔ اور یہ وصف حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سچی نہیں آتی کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کی تربیت میں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن کو اُن کے باپ (ابوطالب) سے لے لیا تھا۔ کھانا، پینا، لباس، تربیت سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذمہ لے رکھی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے (دنیوی طور پر بھی) ایسے منعم قرار پائے کہ آپ ﷺ کے انعام کا بدلہ اِن پر واجب ہے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ایسی دنیوی نعمت نہیں بلکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر مال خرچ کرتے رہے۔

بلکہ نبی اکرم ﷺ کیلئے نعمت ھدایۃ وارشاد الی الدین ہے لیکن اس کا بدلا دیا نہیں جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول کی بنا پر **ما اسئلکم علیه اجرا** میں عطائے دین پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ اور اس جگہ ذکر مطلق نعمت کا نہیں بلکہ ایسی نعمت کا ذکر ہے جس کا بدلا دیا جا سکتا ہو۔

پس ہمیں یقین ہو گیا اس آیت کریمہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

اور جب ثابت ہو گیا اس آیت سے مراد وہ شخص ہے جو افضل الخلق ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے افضل الامتہ ابوبکر ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہما اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حمل کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ لہذا اس آیت کا حمل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر متعین ہو گیا لہذا آیت کی دلالت بھی اس پر ہو گی کہ ساری امت سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک وضاحت:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتقی کے مخصص کی تقریر فرمائی ہے وہ

ظاہر کے اعتبار سے کہ بدلا دیا جاتا ہے۔ ورنہ تمام کی تمام نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے میرے ساتھ نیکی اور احسان کیا اس کا بدلہ میں دنیا میں دے کر جا رہا ہوں مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وہ احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت کو میرا اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام رازی کا استدلال یوں ذکر فرمایا:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ایسا بہترین استدلال ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ[1]. ارشاد فرماتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی بایں کریمہ استدلال بر افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نمودہ است زیرا کہ بحکم کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم گرامی ترین این امت کہ مخاطب است نزد خدا جل وعلا اتقائے ایں امت است وچوں حضرت صدیق بحکم نص سابق اتقائے ایں امت است باید کہ گرامی ترین این امت نیز نزد حق جل وعلا بحکم نص لاحق او باشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر استدلال کیا ہے کیونکہ آیت کریمہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کے حکم کے ساتھ سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا مخاطب ہے اور

---

[1] مکتوبات دفتر سوم حصہ ہشتم

وہ ہے اس امت کا سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق نص کے حکم کے ساتھ اس امت کے سب سے زیادہ پرہیز گار ہیں تو پھر چاہیئے کہ جو نص لاحق ہے(الـذی یوتی ماله یتز کی و مالاحد الا یة)معزز ترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی وہی ذات مراد ہو (یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام بن حجر ھیتمی مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں

اما الآیات فالاولی قوله تعالیٰ و سیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتز کی و مالاحد عنده من نعمته تجزی الا ابتغاء وحبه ربه الاعلی ولسوف یرضیٰ ففیها التصریح با نه اتقی من سائر الامة والاتقی هوالا کرم عند الله تعالیٰ لقوله تعالیٰ ان اکرمکم عبدالله اتقی کم والا کرم عندالله هو ا لا فضل فتنتج انه افضل من بقیة الامة.فلا یمکن حمله علی عَلِیٍّ رضی الله تعالیٰ عنه خلا فالما افترا ه بعض الجهلة لان قوله تعالیٰ مالاحد عنده من نعمة تجزی یصرفه عن حمله علی علی رضی الله تعالیٰ عنه لانّ النبی صَلَّی الله علیه وسلم رباه فله علیه نعمة ای نعمة تجزیٰ واذاخرج علی رضی الله تعالیٰ عنه تعین ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه للاجماع علی ان ذالک الاتقی هوا اَحَدُهما لاغیر ۔[1] آیات قرآنی میں پہلی آیت بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان و سیجنبھا الآیة ہے۔اس میں تصریح ہے کہ اس ساری امت میں سے جو کہ اللہ تعالیٰ کا مخاطب ہے سب سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی ہے جو کہ سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے تم سب میں سے اللہ تعالیٰ

---

[1] الصواعق المحرقة

کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والا ہو وہی افضل ہے۔تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام امت میں سے سب زیادہ افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔لہذا اس آیت کریمہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں ہے ہاں ان جاھلوں نے اختلاف کیا ہے جنہوں نے (افضلیت والا) افتراء حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر باندھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان **مالاحد عندہ من نعمة تجزی** اس آیت کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حمل کرنے سے پھیرتا ہے۔کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت فرمائی ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک نعمت ہے جسکا بدلا (جزا) دیا جانا ضروری ہے ۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کے حکم سے خارج ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کا مراد ہونا متعین ہو گیا۔کیوں اس پر اجماع ہے کہ دونوں ابوبکر، یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما میں سے ایک اتقی ہے نہ غیر.

ایک وضاحت

خیال رہے صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتقی سے مراد شان نزول اور بعد والی تخصیصات کی وجہ سے لیا جارہا ہے اور اتقی حقیقی ہیں امت میں. باقی العیاذ باللہ تعالیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اتقی کلی کی نفی نہیں۔آپ اتقی کلی کے فرد ہیں فرق کی دو تقریریں ہیں آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی نسبت بالاتفاق اتقی اضافی ہیں۔لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت علی الاختلاف بین اھل السنۃ والجماعۃ لیکن خلفاء ثلاثہ کے بعد

آپ ساری امت سے زیادہ متقی پرہیزگار ہیں اور یہ اتقی حقیقی ہے۔

دوسری تقریر یہ ہے اتقی کلی مشکک ہے اسود ابیض کی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشد واقوی طور پر سچی آرہی ہے باقیوں پر اضعف طور پر اور حلفاء ثلاثہ کو چھوڑ کر باقی امت کے لحاظ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اشد واقوی طور پر سچی آرہی ہے۔ مگر جزی حقیقی کے طور پر اس آیت کریمہ میں صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصداق ہیں. لہذا آیت مذکورہ سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ انبیاء کرام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی ساری امت سے مطلق افضل ہیں (بمعنی کثرت ثواب)

دوسری آیت کریمہ

و لا یاتل الوالفضل منکم والسعتہ ان یوء تو اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ والیعفوا ولیصفحو الا تجبون ان یغفراللہ لکم واللہ غفور رحیم. سورۃ النور. اور نہ قسم کھائیں وہ جو تم میں فضیلت اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری بخشش کرے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے. آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ امام سید محمود الوسی بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **ان الایۃ نزلت علی الصحیح بسبب حلف ابی بکران لا ینفق علی مسطح و ھو متصف کما سمعت**، [1] نزول آیت کا سبب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی

---

[1] تفسیر روح المعانی

اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خرچ نہیں کریں گے (آیت میں جتنی صفات مذکورہ ہیں وہ ساری حضرت مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود تھی وہ قریبی بھی تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔اور مسکین بھی تھے۔اور مہاجر بھی تھے۔اور بدری صحابی تھے) وجہ یہ تھی جن لوگوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ بنت صدیق محبوبہ محبوب رب العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بہتان لگایا تھا انہوں نے ان میں حصہ لیا تھا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے حصہ لینے کا بڑا رنج ہوا تھا تو آپ نے قسم کھائی کہ آئندہ میں مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خرچ نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کو بیان فرمایا.

امام علامہ سید محمود الوسی بغدادی حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
واستدل بها على فضل الصديق رضى الله تعالىٰ عنه لا نه داخل فى اولى الفضل قطعاً لانه وحده اومع جماعته سبب النزول۔اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت پر کیونکہ وہ اولی الفضل میں قطعی اور یقینی طور پر داخل ہیں کیونکہ سبب نزول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں.

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی جمیع الصحابہ آیت مذکورہ سے امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ یوں رقم طراز ہیں۔**اجمع المفسرون على ان المراد من قوله تعالىٰ اولىٰ الفضل ،ابوبكر رضى**

اللہ تعالیٰ عنہ وهذه الآية تدل على انه الله تعالیٰ عنہ كان افضل الناس بعد الرسول صَلَّى الله عليه وسلم لان الفضل المذكور فی هذه الآية امافی الدنيا وامافی الدين الاول باطل لانه تعالیٰ ذكره فی معرض المدح له والمدح من الله تعالیٰ بالدنيا غير جائز ولانه لو كان كذالک لكان قوله والسعة تكريرا فتعين ان يكون المراد منه الفضل فی الدين فلو كان غيره مساويا له فی الدرجات فی الدين لم يكن هو صاحب الفضل لان المساوی لايكون فاضلا فلما اثبت الله تعالیٰ له الفضل مطلقا غير مقيد بشخص دون شخص وجب ان يكون افضل الخلق ۔[1] مفسرین کااس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول واولی الفضل سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء ومرسلین کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں ۔ کیونکہ جوفضل آیت میں ذکر کیا گیا ہے دو حال سے خالی نہیں یا فضل فی الدنیا ہے یا فضل فی الدین اور پہلا تو باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مقام مدح میں فضل کو ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدح بالدنیا جائز نہیں ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر فضل سے مراد فضل فی الدین لیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول (والسعۃ) میں تکرار لازم آئے گا اور یہ قانون ہے التاسیس اولی من التاکید۔ لہذا متعین ہو گیا کہ فضل سے مراد فضل فی الدین ہے ۔ اگر دینی درجات میں غیر ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے برابر ہو جائے تو پھر وہ صاحب فضل نہ ہوں گے کیونکہ مساوی

---

[1] تفسیر کبیر

فاضل نہیں ہوتا پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مطلق فضل ثابت کیا جس میں شخص دون شخص کی قید نہیں تو پھر ضروری ہوا کہ وہ مطلق فضل والا افضل الخلق ہو (اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں).

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ اسی مقام پر تھوڑا آگے یوں ارشاد فرماتے ہیں **کل من طالع کتب التفاسیرو الاحادیث علم ان اختصاص هذہ الآیة بابی بکربالغ حد التواتر فلو جاز منعه لجازمنع کل متواتر .** جس شخص نے کتب تفاسیر اور احادیث کا مطالعہ کیا ہے اُسے علم ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کا اختصاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ تو اگر اس تواتر کا انکار کرنا جائز ہے تو پھر ہر متواتر کا انکار کرنا جائز ہوگا۔ (جبکہ تالی باطل ہے لہذا مقدم متواتر (اختصاص کا انکار) باطل ہوا)۔

امام فرماتے ہیں: **وایضاً فهذہ الآیة دالة علی ان المراد منها افضل الناس واجمعت الامة علی ان الافضل اما ابوبکر او علی فاذا بینا انه لیس المراد علیا تعینت الایة بابی بکر** .اور یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو افضل الناس ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ افضل یا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آیت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (شان نزول کے اعتبار سے) مراد نہیں۔ لہذا متعین ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں.(تو پھر نتیجہ یہ نکلا کہ افضل الناس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں)

ایک شبہ کا ازالہ

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس جملہ (اجمعت الامتہ) سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ امت سے مراد فقط اہل سنت ہیں اور اہل سنت کے درمیان افضلیت مختلف فیہ بین ابی بکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ بلکہ یہاں لفظ امت دونوں (اہل سنت اور گروہ شیعہ) کو شامل ہے. یعنی اس بات میں دونوں کا اتفاق ہے کہ افضل الناس ان دو بزرگوں (ابوبکر صدیق و علی المرتضٰے رضی اللہ عنہما) میں سے ایک ہے اب رہا یہ سوال کہ وہ ایک جو افضل الخلق بعد الانبیاء ہے وہ کون ہے. تو اس میں اہل سنت اور شیعہ کا اختلاف ہے۔ اہل سنت و جماعت کا مذھب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الناس ہیں مطلقا۔ لہذا امام رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ افضلیت کا اختلاف بین اہل السنۃ نہیں بلکہ اہل سنت اور شیعہ کے درمیان ہے۔ اس اختلاف کو ابھی اپنے مقام پر واضح کیا جائے گا. اور اکابرین کی تصیحات پیش کی جائیں گی۔ موضوع کی تنگی کی وجہ سے مزید آیات نہیں لائی جاتیں۔

افضلیت پر احادیث سے استدلال

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح البخاری ہے جسکو امیر المومنین فی الحدیث عالم ربانی واصل باللہ عارف باللہ فانی فی اللہ باقی باللہ حجۃ اللہ محسن امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جن کی قبر سے چالیس سال تک کستوری کی خوشبو آتی رہی۔ بحوالہ حافظ دراز رحمۃ

اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں مستقل افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے۔

باب: فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

امام اہل سنت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھ کر ہی اہل سنت وجماعت کا مسلک واضح فرمادیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

بعدیۃ سے مراد بعدیت رتبی ہے یا بعد زمانیہ ہے؟

امام بدرالدین عینی حنفی اور امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بعدیت سے مراد بعدیت رتبی ہے۔ **لیس المراد البعدیة الزمانیه لان فضل ابی بکر کان ثابتا فی حیاته صلی الله علیه وسلم**[1] بعدیۃ زمانہ مراد نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نبی اکرم ﷺ کی حیات (ظاہرہ) میں ثابت تھی، **ای نی رتبه الفضل ولیس المراد البعدیته الزمانیه فان فضل ابی بکر کان ثابتا فی حیاته ﷺ کما دل علیه حدیث الباب**[2] یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ فضیلت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد ہیں۔ بعدیۃ زمانیہ مراد نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نبی اکرم ﷺ کی حیات (ظاہرہ) میں ثابت تھی۔

لیکن امام احمد بن محمد قسطلانی شافعی شارح بخاری فرماتے ہیں بعدیۃ سے مراد بعدیۃ زمانیہ ہے۔ **باب فضل ابی بکر بعد (فضل) النبی ﷺ**

---

[1] عینی شرح بخاری [2] فتح الباری شرح بخاری

والمراد بالبعدية هنا الزمانية اما البعدية فی الرتبة فیقال فیها الافضل بعد الانبیاء ابوبکر ¹ یعنی نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کے بعد ابوبکر صدیق کی فضیلت ہے اور بعدیۃ سے مراد اس جگہ (باب فضل میں) بعدیۃ زمانیہ ہے۔ باقی بعدیۃ فی الرتبہ تو اس کو یوں ذکر کیا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔

امام بدرالدین عینی اور امام ابن حجر عسقلانی کی مراد اور امام ابن حجر قسطلانی کی مراد کے درمیان نزاع لفظی ہے کیونکہ ان دونوں بزرگوں کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت صحابہ کرام سے ثابت نہ ہوئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل نہ ہوئے تو وھم فاسد کا رد فرمادیا۔ لہذا البعدیۃ زمانی مراد نہیں کیونکہ آپ کی فضیلت صحابہ کرام پر آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں ہی ثابت تھی لہذا تمام صحابہ کرام پر آپکی افضلیت ثابت ہے۔ لیکن امام ابن حجر قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کے بعد امت میں سب سے زیادہ فضیلت والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ تاکہ بعدیۃ رتبی لینے سے کسی کو باقی انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت کا وھم فاسد نہ ہو۔ تو ان کی تقریر سے جب ساری امت سے افضل ہوئے (جیسا کہ خود آگے اِسی مقام پر ذکر فرماتے ہیں۔ **وقد اطبق السلف علی انه افضل الامته** اس پر سلف کا اتفاق ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں) تو پھر افضل الخلق بعد الانبیاء ہوئے۔ تو ان دو بزرگوں (امام ابن حجر عسقلانی وامام بدرالدین عینی) کی تقریر سے

---

¹ ارشاد الساری شرح بخاری

بھی یہی مطلب نکلا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہوئے۔ لہذا انبیاء کرام پر فضیلت کا وھم بھی نہ رہا اور کوئی صحابی آپکی افضلیت سے باہر بھی نہ رہا

سوء فھم باقلت تدبر کا ازالہ۔

باقی انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر حضرت صدیق اکبر یا کسی بھی فرد امت یا اہل بیت کو جزوی فضیلت دینا اہل سنت کے نزدیک کفر ہے ہم پہلے امام السادات سید محمود الوسی بغدادی فاطمی رحمہ اللہ کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کا فاضل ہونا بدیھی اور ضروریات دین میں سے ہے۔

افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امم سابقہ پر:

باقی ان دو بزرگوں کی تقریر سے کسی کو یہ وھم نہ ہو کہ سابق امتوں پر فضیلت کیسے ثابت ہوئی تو عرض یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت سے آپ افضل ہیں تو آپ کی امت پہلی تمام امتوں سے افضل ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ کنتم خیر امت تم (اے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) تمام امتوں سے افضل ہو، لہذا آپ باقی تمام امتوں سے بالطریق الاولیٰ افضل ہوئے کیونکہ افضل کا افضل، افضل ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ پر تین بزرگ شارحین رحمھم اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہی ہے کہ افضل الخلق بعد الانبیاء علھیم الصلوٰۃ والسلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

افضلیت پر حدیث اوّل ہم سب سے پہلے بخاری شریف کی حدیث ذکر کرتے ہیں۔

حدثنا عبدالعزیز بن عبدالله حدثنا سلیمان عن یحی بن سعید عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنه قال کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی ﷺ فنخیر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی الله عنهم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا انہوں نے ہم لوگوں کے درمیان خیریت (مرتبہ وفضیلت) بیان کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ (ظاہرہ) میں پس ہم خیر جانتے اور مانتے تھے۔ ابوبکر کو، پھر حضرت عمر بن خطاب کو پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو

امام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

قوله نخیر ای کنا نقول فلان خیر من فلان فلان خیر من فلان فی زمن النبی ﷺ وبعده کنا نقول ابوبکر خیر الناس ثم عمر. ثم عثمان وفی روایة عبدالله بن عمر عن نافع الآتیة فی مناقب عثمان کنا لانعدل بابی کبرای نجعل له مثلا وفی روایة الترمذی کنا نقول ورسول الله حی ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان وقال حدیث صحیح غریب. ورواه الطبرانی بلفظ کنا نقول ورسول الله ﷺ حی افضل هذه الامة ابوبکر وعمر، وعثمان یسمع ذالک رسول الله ﷺ فلاینکره وعلی هذا اهل السنة والجماعة۔[1]

[1] عمدۃ القاری شرح بخاری

ہم کہا کرتے تھے فلاں فلاں سے افضل ہے فلاں فلاں سے افضل حالانکہ نبی اکرم ﷺ حیات ظاہرہ سے ہم میں موجود تھے اس کے بعد ہم کہتے تھے تم لوگوں سے ابوبکر افضل ہیں۔ پھر عمر، پھر عثمان اور ایک روایت حضرت نافع کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مناقب عثمان ذوالنورین میں ہے کہ ہم حضرت ابوبکر کے برابر اور ان کی مثل کسی کو نہیں مانتے تھے اور ترمذی شریف کی روایت یوں ہے کہ ہم کہا کرتے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ حیات ظاہرہ سے موجود تھے مرتبے میں ابوبکر ہیں اور عمر اور عثمان (یعنی ترتیب فی المراتب) اور طبرانی شریف کے لفظ یہ ہیں ہم کہا کرتے تھے درآں حالیکہ رسول اللہ ﷺ حیات ظاہرہ سے ہم میں موجود تھے اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں اور عمر، عثمان ہیں۔ حالانکہ یہ بات نبی اکرم ﷺ سماعت فرماتے۔ آپ انکار نہ فرماتے۔

امام بدرالدین عینی حنفی فرماتے ہیں یہ مسلک ہے اہل سنت و جماعت کا لہذا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہل سنت و جماعت ناجی گروہ سے خارج ہے۔ باقی بہتر ناری گمراہ فرقوں میں داخل ہے۔ (مؤلف)

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں تقریباً وہی تقریر فرماتے ہیں جو امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کچھ اضافے کے ساتھ امام ابوداؤد کی روایت کو یوں درج فرماتے ہیں **ولابی دائود من طریق سالم عن ابن عمر کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حیٌ افضل امتہ النبی ﷺ بعدہ' ابوبکر ثم عمر، ثم عثمان** ابوداؤد شریف میں ہے طریق سالم سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ہم کہا کرتے تھے درآں حالیکہ رسول

اللہ ﷺ حیات ظاہرہ سے ہم میں موجود تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی ساری امت سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنھم ہیں۔ اِسی حدیث الباب کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں **علی هذا الترتیب کخلافتهم** اِس حدیث میں خیریت اور افضلیت (تین خلفاء اربعہ) کی خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور اسلاف کا اتفاق ہے جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مراتب ہیں۔ لہذا مراتب میں مطلقاً حضرت ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنھم۔ امام ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ میں جو حدیث بحوالہ ابن عساکر روایت کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: **عن ابن عمر کنا وفینا رسول الله ﷺ نفضل ابابکر وعمر، وعثمان وعلیا۔**

ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کردہ حدیث ذکر فرمائی: **کنا معشر اصحاب رسول الله ﷺ ونحن متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم ابوبکر وعمر وعثمان ثم نسکت** ہم گروہ اصحاب رسول اللہ ﷺ درآں حالیکہ کثیر تھے کہا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر اور عمر و عثمان ہیں پھر ہم خاموش ہو جاتے تھے۔

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت فرماتے ہیں: **عن عمر بن الخطاب قال ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول الله ﷺ هذا حدیث صحیح غریب** ۔ حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم (سب صحابہ) میں سے افضل ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے نزدیک ہم میں سے زیادہ محبوب تھے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت محمد بن حنفیہ (ابن علی کرم اللہ وجہہ الکریم) سے روایت یوں ذکر فرماتے ہیں: **عن محمد بن حنفیه قال قلت لابی (علی بن ابی طالب) ای الناس خیر بعد رسول ﷺ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا رجل من المسلمین۔** حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا ابوبکر میں نے عرض کیا پھر ان کے بعد کون؟ تو آپ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب۔ آپ کہتے ہیں مجھے خوف ہوا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے میں نے (انداز سوال کو بدل کر کہا پھر آپ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا نہیں میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ اس حدیث میں ایک تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ نے حق سے خوف کیوں کھایا؟ تو جواب یہ ہے کہ شاید ان کے ظن میں یہ بات تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ تو ان کو خوف ہوا کہ آپ یہ نہ فرما دیں کہ حضرت عثمان افضل ہیں۔

امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: **وفیہ خلاف بین اھل السنة والجماعة فمنھم من فضل علیا علی عثمان والاکثرون بالعکس** ۔ امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اِس تشریح سے یہ بات

واضح ہے بلکہ آپ نے اِس پر نص کردی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے درمیان فاضل ومفضول ہونے میں اختلاف صرف حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہے۔ شیخین کی افضلیت علی جمیع الصحابہ بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی جمیع الصحابہ بشمول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ اھل السنۃ والجماعۃ کے درمیان اتفاقی مسئلہ ہے۔ ہم اس صورت اتفاقیہ اور اختلافیہ کا ابھی ذکر کریں گے۔ مزید اکابرین امت کی تصریحات سے یہاں طرداً ذکر آ گیا.

افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر میں:

اس حدیث سے ایک یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ شیخین کی افضلیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسی ہے جس پر خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نص فرمائی ہے دار قطنی شریف میں حدیث ہے **عن محمد بن علی قلت لابی یا ابتی من خیر الناس بعد رسول الله صَلَّی اللہ علیه وسلم قال اَوَ مَا تعلم یا بنی قلت لا قال ابوبکر و فی روایة الحسن بن محمد بن الجنفیه عن ابیه قال سبحان الله یا بنیی ابوبکر امام احمد نے ابن جحیفه کی روایت ذکر فرمائی قال لی علی رضی الله تعالٰی عنه یا ابا جحیفة الا اخبر با فضل هذهِ الامة بعد نبیاقلت بلی قال ولم اکن اری ان احداً افضل منه** محمد بن حنفیہ کہتے ہیں میں اپنے ابا جان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کیا کہ ابا جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے بہتر (افضل) کون ہے آپ

نے فرمایا میرے بیٹے تمہیں یہ بھی علم نہیں میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عالی عنہ اور امام حسین جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ نے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا سبحان اللہ اے میرے بیٹے وہ افضل ابوبکر ہیں اور امام احمد کی روایات ابن جحیفہ کی وہ یہ ہے کہ میں (یعنی ابن جحیفہ) نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا مجھے اے ابوجحیفہ کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے افضل ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا وہ ابوبکر ہیں ان سے افضل میں کسی کو نہیں مانتا.

افضلیت شیخین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

امام علاؤالدین علی روایت کرتے ہیں۔عن ابن عباس قال وضع عمر بن الخطاب علی سریرہ

فتکنفه الناس یدعون و یصلون قبل ان یرفع فاذا علی بن طالب فترحم علی عمر و قال ماخلفت احد ا احب ان القی الله بمثل عمله منک وا یم الله انی کنت لا ظن لیجعلنک الله مع صا حبیک و ذالک انی کنت اکثر ان اسمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ذهبت انا و ابوبکر و عمر و دخلت انا و ابو بکر و عمر و خرجت انا و ابوبکر و عمر فانی کنت لاظن لیجعلنک الله منهما [1] حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے مروی ہے کہا انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو

---

[1] کنز العمال

چارپائی پر رکھا ہوا تھا کہ لوگ آتے دعا کرتے نماز جنازہ پڑھتے قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جاتا اچانک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے دعا کی اور کہا آپ سے بڑھ کر ایسا کوئی آدمی نہیں جو مجھے یوں محبوب ہو کہ اُس کے عمل کی مثل میں اعمال لیکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اللہ کی قسم مجھے یقین تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ آپکے صاحبوں کے ساتھ ضرور ملادے گا۔ کیونکہ میں اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے سنا کرتا تھا گیا میں ابوبکر اور عمر داخل ہوا میں، ابوبکر اور عمر، نکلا میں، ابوبکر اور عمر لہذا مجھے یقین ہے کہ آپکو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر صدیق کے ساتھ ملا دے گا۔ سبحان اللہ پھر ایسا ہی ہوا۔ جو محض حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دعوٰی رکھتے ہیں وہ قول وعمل پر نظر ثانی کریں اور عقیدہ کو درست کریں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اور ارشاد:

عن علی قال خیر الناس بعد رسول الله صَلّی الله علیه وسلم ابـوبـکـر و خیـر الناس بعد ابی بکر عمر[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر اور افضل ابوبکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر ہیں.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان نمبر ۳:

عـن عـلـی قـال خیـر هـذهِ الامة ابـوبـکـر و عمر ثم الله اعلم بخیار کم [2] حـضـرت علی رضی اللہ تـعالیٰ عنه نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر (افضل) ابوبکر ہیں پھر عمر پھر کون ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

---

[1] کنز العمال [2] کنز العمال

فرمان نمبر ۴:

عن شباب عن عبدالله بن كثير قال قال لى على رضى الله تعالىٰ عنه افضل هذهٖ الامة بعد نبيا ابوبكر و عمر دلو شئت ان اُسمى لكم الثالث لسمّيته و قال لايفضلنى احد على ابى بكر و عمر الاحلد ته جلدا و جيعا و سيكون فى آخر الزمان قوم ينتحلون محبتنا والتشيع فينا هم شرار عباد الله الذين يشتمون ابا بكر و عمر قال و لقد جاء سائل فسئل رسول الله صَلّى الله عليه وسلم فاعطاه واعطاه ابوبكر واعطاه عمر واعطاه عثمان فطلب الرجل من رسول الله صَلى الله عليه وسلم ان يدعوله فيما اعطوه بالبركة فَقال رسول الله صَلّى الله عليه وسلم كيف لا يبارك لک و لم يعطک الانبى اوصديق او شهيدًا[۱] عبداللہ بن کثیر سے مروی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نبی اکرم صَلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر وعمر ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرا آدمی بتا سکتا ہوں آپ نے فرمایا جو آدمی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (شیخین) پر مجھے فضیلت دے گا میں اسکو دردناک کوڑوں کی سزا دوں گا۔ اور عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہم سے محبت اور ہماری جماعت ہونے کا دعوی کریگی وہ لوگوں میں سے بدترین شدید شرارتی لوگ ہوں گے۔ وہ حضرت ابوبکر اور عمر (شیخین) کو گالیاں دیں گے۔ فرمایا آپ نے بلاشبہ ایک سائل نبی اکرم صَلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور سوال کیا اسکو رسول اللہ صَلّی اللہ علیہ وسلم نے عطا

---

[۱] کنز العمال

فرمایا اور ابوبکر صدیق نے بھی عطا فرمایا اور حضرت عمر نے بھی عطا فرمایا اور حضرت عثمان نے بھی عطا فرمایا پھر اس سائل نے عطا کردہ میں دعائے برکت کی درخواست کی آپ نے فرمایا اُس چیز میں برکت کیوں نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے نبی اور صدیق اور شہداء نے عطا فرمائی ہو. اس روایت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ لفظ خیر اور لفظ افضل کا ایک ہی معنی ہے متعدد روایات میں لفظ خیر آیا ہے اور کئی میں لفظ افضل آیا خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں خیر اور افضل دونوں آئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ الامتہ سے مراد پوری امت ہے یعنی ساری امت پر مرتبہ میں افضل ہیں۔

تیسرا یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت کا دعویٰ شیخین پر حضرت علی کو شدید ناگوار گزرتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اُسے کوڑے ماروں گا۔

چوتھا یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک قطعی ہے کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے میں اُسے مفتری کی حد ماروں گا اور ایک روایت میں آتا ہے میں ایسے شخص کو زانی کی حد ماروں گا اور حد قطعیات میں ہوتی ہے۔

پانچواں شیعہ قوم کے مذہب وعقیدہ کی برائی اور ان کی محبت کی عدم قبولیت کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں ان کی محبت کی قطعاً کوئی وقعت نہیں لہذا اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ورسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان کی محبت کی کوئی حیثیت نہیں۔

چھٹا یہ کہ شیخین کو گالیں دینے سے ان کے عقیدہ پر پانی پھر گیا۔ اس فرمان عالیشان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان حق ترجمان سے یوں مزین فرمایا کہ جب سائل کو ترتیب سے عطا فرمایا ترتیب سے مسئلہ افضلیت واضح فرمایا اور پھر فرمایا

یہ مبارک ہستیاں جسکو عطا فرمائیں برکت کی دعا کی ضرورت ہی کیا.

ارشاد علی نمبر۵:

اخرج احمد وغیرہ عن علی قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر قال الذھبی ھذا متواتر عن علی فلعن اللہ الرافضتہ ما اجھلھم۔

بحوالہ تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی متوفی 911

امام احمد وغیرہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت سے بہتر (افضل) ابو بکر اور عمر ہیں امام ذھبی نے فرمایا یہ فرمان حضرت علی سے متواتر منقول ہے پس اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت کرے کتنے جاھل ہیں۔ حضرت علی کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ماننے والا رافضی اھلسنت سے خارج ہے مذکورہ بالا اثر علی کو امام ذھبی کے تبصرہ نے بالکل واضح کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم پر فضیلت دینے کا عقیدہ رافضیوں کا ہے اور رافضی اور اھلسنت میں تباین کلی ہے کیونکہ رافضی ناری فرقوں میں سے ہے اور دوزخی ہے اور اھلسنت ناجی جنتی ہے۔ اور لعنت ان پر اس عقیدہ کے پیش نظر ہے۔ امام ذھبی نے ان کی جہالت پر تعجب کیا کہ اس مضمون کے فرامین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو حد تواتر کو پہنچتے ہیں اور بد بخت متواتر علی کے منکر ہیں۔

فرمان علی نمبر۶:

اخرج ابن عساکر عن ابی لیلی قال قال علی لایفضلنی احد علی ابی بکر وعمر جلا تہ حد المفتری (تاریخ الخلفاء) ابی لیلیٰ نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا جو شخص مجھے حضرت ابو بکر اور عمر پر فضیلت دیگا تو اسے بہتان باندھنے والے کی حد ماروں گا۔

فرمان علی نمبر ۷:

اجرج الطبرانی فی الاوسط عن علی قال والذی نفسی بیدہ ما استبقناالی خیر قط الا استیقنا الیه ابوبکر تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں امام طبرانی کی روایت کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے،ہم جس نیکی کی طرف بڑھتے ہیں ابوبکر صدیق وہ نیکی پہلے کر چکے ہوتے ہیں۔

فرمان نمبر ۸:

عن جحیفه قال علی خیر الناس بعد رسول الله صَلّی الله علیه وسلم ابوبکر و عمر لا یجتمع حبی و بُغض ابی بکرو عمر فی قلب مومن تاریخ الحلفاء امام جلال الدین سیوطی طبرانی کے حوالہ سے روایات کرتے ہیں جحیفہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صَلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے خیر (افضل) ابوبکر اور عمر ہیں میری (حضرت علی) محبت اور ابوبکر وعمر کا بغض مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے اور خیال رہے اھل سنت کے نزدیک جسطرح حضرت علی کی محبت اور شیخین کا بغض مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے یوں ہی شیخین کی محبت اور حضرت علی کا بغض مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے (مؤلف) حضرت علی سے مروی نمبر ۹ **اخوج الدار قطنی فی الافرادو الخطیب و ابن عساکر عن علی قال قال لی رسول الله صَلّی الله علیه وسلم سالت الله ان یقد مک ثلاثا فابی علی الا تقدیم ابی بکر تاریخ الخلفاء** امام جلال الدین سیوطی دار قطنی خطیب اور ابن عساکر کے حوالہ

روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میں نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا امامت کیلئے تجھے آگے کروں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکا انکار فرمایا مگر ابوبکر (حکم ہوا ابوبکر کو آگے کرو) سبحان اللہ کیا تسلی اور کیا اظہار مرتبہ، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پیاری صاجزادی ہیں ان کی تسلی کے لیے اور اظہار محبت کیلئے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا فیصلہ تقدیم ابی بکر کا ہی ہے۔ دوسرا یہ جو مرتبہ ابوبکر صدیق کا نگاہ الوھیت میں تھا ظاہر کرنا تھا کہ یہ افضل الخلق بعد الانبیاء ہیں. تیسرا یہ تقدیم ابی بکر کا مسئلہ وحی الٰہی سے ہے بلکہ اس میں صریح حدیث بھی ہے اخرج ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات و ابن عساکر عن حفصۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت لرسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اذ انت مرضت قدمت ابا بکر قال لست انا اقدمہ ولکن اللہ یقدمہ تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی نے ابوبکر شافی اور ابن عساکر کے حوالہ سے حدیث روایت کی ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم آپ ایام مرض میں ابوبکر کو امامت کے لیے آگے کرتے ہیں؟ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے میں ابوبکر کو آگے نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ آگے کرتا ہے.

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں: امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے باب اھل العلم والفضل احق

بـالامامته اس کے تحت امام ابن حجر عسقلانی متوفی فتح الباری شرح البخاری میں ارقام فرماتے ہیں "ومـقـتـضـاه ان الاعـلـم والا فـضـل احـق مـن الـعـالـم والـفـاضـل. اسـکا مقتضا یہ ھے کہ امامت کا زیادہ حقدار وہ ھے کہ جـو عـلـم میں اور فضل میں باقیوں سے زیادہ ھو .اس باب کے تحت امـام بخاری نے یہ حدیث درج فرمائی ھے .عن ابی موسیٰ قال مرض الـنبی صَلَّی الـلـه علیه وسلم فاشتد مرضه فقال مروا ابابکر فلیصل بـالـنـاس قـالـت عـائشـه رضـی الـلـه تعالیٰ عنها انه رجل رقیق اذا قام مـقـامک لم یستطع ان یصلی بالناس قال مری ابابکر فلیصل بالناس فـعـادت فـقـال مـری ابابکر فلیصل بالناس فان کن صواحب یوسف فاتاه الرسول فصلی بالناس فی حیات النبی صَلَّی الله علیه وسلم۔

(بخاری شریف جلد نمبر ۱)

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہا اُنہوں نے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا آپ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو میرا حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ابوبکر (میرے والد) رقیق القلب ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو وہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عائشہ ابوبکر کو حکم دو وہ نماز پڑھائیں۔ام المؤمنین نے پھر وہ الفاظ دھرائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیسری بار فرمایا تم (عائشہ) ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔آپ نے فرمایا تم ہی تو یوسف علیہ السلام کی صواحب ہو۔تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاصد (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم پہنچایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس باب کے تحت امام بخاری نے مختلف طرق سے پانچ احادیث روایت فرمائی ہیں۔ جن میں ایک حدیث یہ بھی ہے ان ابابکر کان یصلی لھم فی وجع النبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم الذی توفی فیہ حتی اذا کان یوم الاثنین وھم صفوف فی الصلوٰۃ فکشف النبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم ستر الحجرۃ ینظر الینا و ھو قائم کانہ کان وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک فھممنا ان نفتتن من الفرح بردیۃ البنی صَلَّی اللہ علیہ وسلم فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف و ظن ان النبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم خارج الی الصلوٰۃ فاشار الینا النبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم ان اتمو صلاتکم وارخی الستر فتوفی من یومہٖ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ۔ بیشک ابوبکر صدیق صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے اُس تکلیف کے دوران جسمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا جب سوموار (پیر) کا دن ہوا صحابہ کرام صفیں باندھے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ چہرہ مبارک ورقہ مصحف کی طرح چمک رہا ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللہ علیہ وسلم مسکرائے ضحک فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیکھنے کی ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ ہم نے خیال کیا ہم آزمائش میں پڑھ گئے ہیں (یعنی کہیں نماز چھوڑ نہ دیں) ابوبکر صدیق اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہوئے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے صف میں تشریف لائیں انہوں نے گمان کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کیلئے تشریف لا رہے ہیں پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اشارہ فرمایا تم اپنی نماز کو پورا کرو اور پردہ ڈال دیا پس اسی

دن سرکار صَلَّی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوگیا.

قارئین بخاری شریف کی ان دو احادیث مبارکہ کے ملاحظہ کرنے سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ میں ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ میں سے سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں کیونکہ امامت کا زیادہ حقدار وہی ہوتا ہے جو اعلم و افضل ہو. آپ نے غور فرمایا کہ ام المؤمنین نے بار بار مشورہ دیا کہ آپ کسی اور کو امامت کا حکم فرمائیں بلکہ اسی مقام پر بخاری شریف میں حدیث موجود ہے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام صراحتہ محبوبہ محبوب رب العالمین نے امامت کیلئے پیش کر دیا۔ درحقیقت محبوبہ محبوب رب العالمین کی یہ بصیرت وفقاہت تھی کہ آپ اس اعتقادی (افضلیت صدیق اکبر علی جمیع الامۃ علی الاطلاق) مسئلہ کو زبان رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم سے مؤکد کروانا چاہتی تھیں علماء نے تصریح فرمائی کہ حضرت ابوبکر صدیق کو ان کے فضل کی بناء پر امام مقرر فرمایا گیا اور پھر پردہ ہٹا کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ فرما کر مسکرانا اور ضحک فرمانا اس وجہ سے تھا کہ ابوبکر صدیق کے پیچھے صحابہ کی اجتماعیت ہے تین روز تک یوں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ظاہرہ میں نماز پڑھائی جاتی رہی اور اس سے یہ بھی مستفاد ہے کہ آپ ہی خلیفۃ الرسول بلافصل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبکر صدیق کی افضلیت و امامت کو یوں بھی بیان فرمایا۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں عن عائشہ لاینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یئومھم غیرہ [1] جس قوم میں ابوبکر صدیق موجود ہوں اُس قوم کے لیے جائز نہیں

---

[1] جامع ترمذی

وہ کسی اور کو امام بنائے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے امامت کبریٰ (خلافت) بھی ان احادیث سے ثابت ہے امام ابن ہمام ارشاد فرماتے واحسن ما یستدل بہ تقدیم الاعلم علی الا قرء حدیث مروا ابابکر فلیصل بالناس [1] سب سے بہتر دلیل اس پر کے اعلم الناس کو امام بنانا چاہئے وہ حدیث مروا ابا بکر ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں) ہے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو امام الصحابہ اس لیے بنایا گیا کہ آپ اعلم الصحابہ تھے اور جو اعلم الناس ہو وہی افضل الناس ہوتا ہے۔ قیاس منطقی یوں بنے گا ابوبکر صدیق اعلم الامتہ صغری و کل اعلم الامتہ افضل الامتہ ، نتیجہ آئے گا ابوبکر صدیق افضل الامتہ. امام سراج الدین بن عبدالرشید نے باب مقاسمۃ الجد میں ارقام فرمایاقال ابوبکر ن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومن تابعہ من الصحابۃ بنوالاعیان و بنو العلات لایرثون مع الجد و ھذا قول ابی حنیفہ و یفتی بہ [2] حضرت صدیق اکبر اور ان کے متبعین صحابہ میں سے فرماتے ہیں بنو اعیان اور بنو علات دادے کے ہوتے ہوئے میت کے وارث نہیں بن سکتے اور یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس مقام پر محشی یوں رقم طراز ہیں قولہ ابوبکر ن الصدیق وھو اعلم الصحابۃ و افضلھم ولم تتعارض عنہ الروایات فلذالک اختارہ الامام الاعظم ۔ابوبکر صدیق تمام صحابہ سے زیادہ علم والے اور تمام صحابہ سے افضل ہیں ان سے روایات متعارض نہیں ہیں اسی لیئے امام اعظم نے ان کا مذہب اختیار کیا۔ علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی متوفی ۹۷۵ھ روایت فرماتے ہیں عن ابی امامۃ قال

---

[1] فتح القدیر شرح ھدایہ [2] سراجی

قال رسول الله صَلَّی اللہ علیہ وسلم وضعت فی کفة المیزان و وضعت امتی فی الکفة الاخریٰ فرجحت بهم ثم و ضع ابوبکر مکانی فرجح بهم ثم وضع عمر مکانه فرجح بهم ثم رفع المیزان [1]
حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور ساری امت کو دوسرے میں رکھا گیا میرا پلڑا بھاری رہا۔ پھر میری جگہ ابوبکر کو رکھا گیا باقی تمام امت سے ابوبکر کا پلڑا بھاری رہا۔ پھر ابوبکر کی جگہ عمر فاروق کو رکھا گیا تو باقی ساری امت سے عمر کا پلڑا بھاری رہا۔ اور حدیث عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم خیر امتی من بعدی ابوبکر و عمر لا تخبر همایا علی [2] حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہا ان سے رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری ساری امت سے بہتر اور افضل ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ہیں اے علی ان کو نہ بتانا ایک اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی کو معلوم تھا کہ یہ قید حیات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے دوسرا حضرت ملا علی قاری مرقات میں فرماتے اسکا مقصد یہ تھا کہ بڑی بشارت اب علی یہ خبر تم نہ دو۔ یہ مسرور کن خبر میں خود ان کو دوں گا۔ اور حدیث عن ابن عمر ان رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم دخل المسجد و عن یمینه ابوبکر و عن یساره عمر فقال هکذا نبعث یوم القیامة [3] عبداللہ بن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اس حال میں کہ آپکے دائیں طرف حضرت ابوبکر تھے اور بائیں طرف عمر فاروق تھے فرمایا اسی طرح ہم

---

[1] کنز العمال جلد ۱۳۔۱۴ [2] کنز العمال بحوالہ دیلمی [3] کنز العمال

قیامت کو اٹھائے جائیں گے۔اورحدیث عن ابن عمر قال خرج رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم بین ابی بکر و عمرثم قال هکذا نموت و هکذا ندفن و هکذ ند خل الجنة[1] عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہاانہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے درمیاں تشریف لائے فرمایا اسی طرح ہمارا وصال ہوگا۔اسی طرح ہم دفن کیئے جائیں گے اور اسی طرح ہم جنت میں داخل ہوں گے۔اورحدیث عن ابن عباس قال قال رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم لکل نبی و زیران من اهل السماء و اهل الارض فوزیرای من اهل السماء جبرائیل و میکائیل و زیرای من اهل الارض ابوبکر و عمر[2] حضرت ابن عباس سے مروی کہاانہوں نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو زمین پر ہوتے ہیں۔میرے آسمان میں جبریل اور میکائیل ہیں۔ اور زمین میں ابوبکر اور عمر ہیں .امام ترمذی نے حدیث روایت کی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم مالا حد عندنا ید الا و قد کان کافیناه ماخلا ابوبکر فان له عندنا یدا یکافیه الله تعالیٰ بها یوم القیامته و ما نفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی بکرو لو کنت متخدا خلیلا لاتخذت ابانکر خلیلا اَلاوان صاحبکم خلیل الله حضرت ابوھریرہ سے مروی ہے کہاانہوں نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ جس نے بھی احسان کیا ہم نے اسکا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر صدیق کے ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالی دے گا اور مجھے کبھی کسی

---

[1] کنز العمال [2] کنز العمال [3] جامع ترمذی

کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے نفع دیا ہے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا خبردار تمہارا نبی اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے اس حدیث میں غیر اللہ سے خلتہ کی نفی ہے دوسری حدیث مثبت ملاحظہ ہو حضرت ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ امام الواحدی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں اخرج الواحدی فی تفسیرہٖ عن ابی امامة قال قال رسول الله صَلَّی الله علیه وسلم ان الله اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا وانه لم یکن نبی الاله فی امته خلیل الا وان خلیلی ابوبکر وا خرج الحافظ ابو الحسن علی بن عمر الحزلی السکری عن ابی بن کعب قال ان احدث عهدی نبیکم صَلَّی الله علیه وسلم قبل و فاته بخمس لیال دخلت علیه وهو یقلب یدیه وهو یقول انه لم یکن نبی الا و قد اتخذ من امته خلیلا [1]

ابی امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا ہی خلیل بنایا جیسا ابراھیم علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ اوالسلام کو خلیل بنایا۔ ہر نبی کا خلیل اس امت میں ضرور رہا ہے اور خبردار میرا خلیل ابو بکر ہے ابی ابن کعب سے حافظ ابو الحسن علی نے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں تمہارے نبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی وہ بات بیان کرتا ہوں جو وفات سے پانچ راتیں قبل ہوئی، میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ھاتھوں کو پلٹ رہے تھے فرما رہے تھے کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت میں سے اپنا خلیل بنایا اور میرا خلیل میری امت سے ابو بکر بن ابی قحافہ ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح خلیل بنایا جسطرح ابراھیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا۔ حضرت ملا

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ

علی قاری حنفی احادیث نافیہ ومثبتہ کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں والا حادیث النافیة الاتخاذ اصح واثبت وان صحت هذهٖ الروایة فیکون قد اذن الله له عند تبرئهه من خلة غیر الله مع تشوقه بخلة ابی بکر لولا خلة الله فی اتخاذهٖ خلیلا مراعاة بجنوحه و تعظیمالشان ابی بکر ولا یکون ذالک انصرافا عن خلة الله عزوجل بل اخلتان ناتبان کما تضمنه الحدیث احدهما تشریف للمصطفیٰ صَلّی الله علیه وسلم والا خریٰ تشریف لابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه .وفی الجملة هذا الحدیث دلیل ظاهر علی ان ابابکر افضل الصحابته. [1]

وہ احادیث جن میں اتخاذ خلت کی نفی ہے وہ اصح اور اثبت ہیں اور اگر اثبات والی روایات صحیحہ ہوں تو پھر مطلب ہوگا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابوبکر کو خلیل بنانے کا شوق تھا اللہ تعالیٰ کی خلت سے انصراف نہیں ہے۔دونوں خلتیں ثابت ہیں جسطرح کہ حدیث مبارک سے واضح ہے ایک خلت میں عظمت و شرافت مصطفےٰ ﷺ کا اظہار ہے اور دوسری میں شرافت ابوبکر صدیق کا بیان ہے۔

خلاصہ کلام یہ ھے کہ یہ حدیث مبارکہ واضح دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔امام ابن حجر عسقلانی نافی اور مثبت احادیث کے درمیان تطبیق دیتے ھوئے یوں ارقام فرماتے ہیں فان ثبت حدیث ابی امامة امکن ان یجمع بینها بانه لما بری من ذالک تواضعا لربهٖ واعظا ماله اذن الله تعالٰی له فیه من ذالک الیوم لماریٰ

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

من تشوقه اليه و اكراما لابی بکر بذالک فلا یتنا فی الخبر و ان اشار الی ذالک المحب الطبری و قد روی من حدیث ابی امامة نحو حدیث ابی بن کعب دون التقید بالخمس. [1]

اگر ابی ابن کعب کی حدیث ثابت ہو تطبیق و جمع ان دونوں (نافی اور مثبت) کے درمیان ممکن ہے وہ یوں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں عاجزی اور اسکی بارگاہ کی تعظیم کرتے ہوئے غیر اللہ کی خلت سے برات ظاہر فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شوق کا لحاظ کرتے ہوئے اور ابوبکر صدیق کی عزت و تکریم ظاہر کرتے ہوئے ان کی خلت (یعنی ان کو خلیل بنانے) کی اجازت دے دی لہذا دونوں احادیث میں منافات نہ رہی امام ترمذی نے ایک روایت یہ بھی درج فرمائی عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر [2] .میرے بعد تم ان دو بزرگوں (ابی بکر صدیق اور عمر فاروق) کی اقتدا کرو۔ حضرت ملا علی قاری حنفی مجدد فقہ حنفی یوں ارقام فرماتے ہیں وزاد الحافظ ابو نصر القصار فانهما حبل اللہ ممدود فمن تمسک بهما تمسک بالعروة الوثقی لا انفصام لها [3] حافظ ابونصر قصار نے زیادہ کیا ہے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جس نے ان دونوں کو تھاما اس نے بڑی مضبوط گرہ کو تھاما جسے کبھی کھلنا نہیں ہے جامع ترمذی والی حدیث کو امام حاکم نے متعدد طرق سے روایت کیا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر واهتدوا بهدی عمار و تمسکوا لهدی ابن ام عبد (ولبدة

---

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاری [2] جامع ترمذی [3] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

قال) هذا حدیث من اجل ماروی فی فضائل الشیخین. یہ حدیث شیخین کے فضائل میں بڑی واضح ہے امام ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کی عن انس قال قال رسول للہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاً عثمان واقرء ھم لکتاب اللہ ابی بن کعب وافرضھم زید بن ثابت واعلم ھم بالحلال والحرام معاذبن حبل الا وان لکل امة امیناً وان امین ھذہ الامة ابو عبیدة ابن الجراح [1] اس حدیث کی ترتیب میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کو ذکر فرمایا۔ یہ واضح اشارہ ہے کہ ساری امت سے افضل علی الاطلاق وہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام ترمذی نے روایت کی عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ان اھل الدرجات العلی لیراھم من تحتھم کماترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابابکر و عمر منھم وانعما [2] ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے جو درجات علیا والے حضرات ہیں ان کو نیچے رہنے والے لوگ یوں دیکھیں گے جیسے افق آسمان پر طلوع ہونے والے ستارے کو تم دیکھتے ہو۔ اور بلاشبہ ابوبکر اور عمر فاروق ان لوگوں میں سے بلکہ ان کی بلندی اور زیادہ ہے۔ امام ترمذی کی ایک اور روایت۔

ان امراة اتت رسول للہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم فکلمته فی شیءٍ فامرھا بامر فقالت ارئیت یارسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ان لم اجدک قال ان لم تجدینی فاتی ابابکر ھذا حدیث [3]

---

[1] مستدرک علی الصحیحین [2] جامع ترمذی [3] جامع ترمذی

ایک عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی کسی معاملہ میں معروضات پیش کیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکو کوئی امر فرمایا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اگر پھر آؤں اور آپ موجود نہ ہوں (اسکی مراد وصال تھا) تو پھر کیا کروں فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا قارئین ملاحظہ فرمایا یہ ابوبکر صدیق کی خلافت کی خبر ہے جو کہ خبر مغیب ہے کہ آپ خلیفہ بلافصل ہیں اور افضلیت کی بڑی دلیل ہے۔اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو امام ابن عساکر نے روایت کی اخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال جاء ت امراۃ الی النبی صَلَّی اللہ علیہ وسلم تسالہ شیاء فقال اتعود ین فقالت یارسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم ان عدت فلم اجدک تعرض بالموت قال ان جئت فلم تخدینی فاتی ابا بکر فانہ الخلیفۃ من بعدی ۲ سبحان اللہ تعالیٰ کتنی واضح اور نص ہے خلافت بلافصل پر اور آپ کی افضلیت کو واضح فرمایا امام بنایا حیات طیبہ ظاہرہ میں پھر فرمایا لاینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ یہ امامت صغریٰ اور کبریٰ دونوں پر نص ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں وفیہ دلیل علی فضلہ فی الدین علی جمع الصحابہ وکان تقدیمہ فی الخلافۃ اولی و افضل ولھذا قال سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمک رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم فی امر دیننا فمن الذی یؤخرک فی دنیانا ۳ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ آپ تمام صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں علی الاطلاق اور آپکی

---

۱ جامع ترمذی ۲ بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۳ لمعات شرح مشکوٰۃ

خلافت وتقدیم اولیٰ وافضل ہے اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر صدیق آپکو رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے امور میں مقدم رکھا کون ہے وہ جو آپکو ہمارے دنیاوی امور میں موخر کرے۔ بارگاہ مصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ وسلم سے افضلیت ابی بکر اسی پر حضرت ملاعلی قاری حنفی رقم طراز ہیں **وفیہ دلیل علی انہ افضل جمیع الصحابہ** [1] اور سند عن ابی ہریرۃ **قال قال رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اتانی جبریل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی . فقال ابوبکر یارسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم و ددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال اماانک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی** [2] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے پاس جبریل امین آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی کاش میں آپکے ساتھ ہوتا تو وہ دروازہ میں بھی دیکھتا فرمایا ابوبکر میری ساری امت میں سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے اور دیکھ لو گے حضرت ملاعلی قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کی شرح میں یوں ارقام فرماتے ہیں **وفیہ دلیل علی انہ افضل الامۃ والا لما سبقھم فی دخول الجنۃ** اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ ابوبکر صدیق ساری امت سے افضل ہیں ورنہ جنت میں داخل ہونے کی سبقت نہ لے جاتے.

ایک وھم کا ازالہ:

اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور کہا **ھذا حدیث**

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ [2] مشکوٰۃ شریف

صحیح علی شرط الشیخین. ولم یخرجاہ۔ اگر کوئی شبہ وارد کرے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ پہلے داخل ہوں گے تو جواب میں عرض ہے وہ بحیثیت خادم اور لجام تھامے ہوئے بالتبع داخل ہو رہے ہوں گے جبکہ مستقل داخلہ اولا امت میں سے وہ ابوبکر صدیق کا ہی ہوگا۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی روایت کرتے ہیں عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اذطلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الاالنبیین والمرسلین یاعلی لاتخبرھما[1] حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔ کہا انہوں نے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اچانک حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق حاضر بارگاہ ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ دونوں ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہیں اولین وآخرین میں سے سوائے انبیاء ومرسلین کے اے علی ان کو یہ نہ بتانا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی یہ شبہ وارد کرے کہ جنت میں تمام نوجوان ہوں گے ادھیڑ عمر کا کوئی نہیں ہوگا لہذا ان کی سیادت وافضلیت ثابت نہ ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ بات درست ہے کہ جنت میں سب نوجوان ہوں گے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہول لفظ استعمال کر کے ان حضرات کی عظمت شان کو واضح فرمایا کیونکہ کہول کی عمر ۳۲ سال سے لیکر ۵۱ سال تک کہلاتی ہے اور عقل کی پختگی اور فہم وفراست والی عمر ہے۔ بنسبت

---

[1] جامع ترمذی

نوجوانوں کے یہ عقل وفہم کے لحاظ سے زیادہ کامل عمر ہوتی ہے۔

اور جنت میں مراتب فہم وفراست کے مطابق دیئے جائیں گے لہذا بتایا یہ گیا یہ حضرات دنیا و آخرت میں سوائے انبیاء ومرسلین کے تمام افراد سے زیادہ عقل وفہم وفراست والے ہیں لہذا جنت میں ان کا مقام بھی انبیاء ومرسلین کے بعد سب سے ارفع واعلیٰ ہوگا۔

تو ثابت ہوا کہ یہ دونوں تمام امت سے افضل ہیں کیونکہ افضل کا ہی مقام ارفع واعلیٰ ہوتا ہے۔ اس کی تائید امام احمد بن حنبل کی اِس روایت سے ہوتی ہے:

هذان سيدا كهول اهل الجنة وشبا بها بعد النبين والمرسلين [1]

یہ دونوں بزرگ ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے بھی سردار ہیں اور نوجوانوں کے بھی انبیاء ومرسلین کے بعد باقی یہ پہلے ہم بتا چکے ہیں جو نہ بتانے کا حکم فرمایا تو مقصد تھا یہ مسرور کن خبر میں خود ان کو دونگا۔

ایک اور حدیث:

ماطلعت الشمس ولاغربت بعد النبيين والمرسلين على احد افضل من ابى بكر. [2]

انبیاء ومرسلین کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا جو ابوبکر صدیق سے افضل ہے اس حدیث کو عالم نحریر امام علامہ خیالی حاشیہ شرح عقائد میں نقل فرما کر یوں ارقام فرماتے ہیں: **ومثل هذا السوق لاثبات الافضلية المذكور وبه يظهر ان ابابكر افضل من سائر الامم ايضاً** ۔اس طریقہ

---

[1] بحوالہ مرقات شرح مشکوٰۃ [2] مشکوٰۃ

سے کلام فرمانا مذکور (ابوبکر صدیق) کی افضلیت بیان کرنا ہے (نہ کہ مساواۃ) اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی تمام امتوں سے بھی افضل ہیں۔ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ خیالی کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: **ان مثل هذا الكلام انما قال فى العرف لاثبات الافضليت وان كان المنطوق لايفى بذالك فانك اذا قلت لارجل افضل من زيد يفهم من اثبات افضليت زيد** ۔اس طرح کی کلام عرف میں اثبات افضلیت کیلئے بولی جاتی ہے۔ کیونکہ جب کہا جائے کوئی مرد زید سے افضل نہیں ہے تو اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ زید سب سے افضل ہے۔

خیال رہے حاشیہ خیالی وہ کتاب ہے علم عقائد میں جو علامہ سیالکوٹی کے حاشیہ کے بغیر سمجھ نہیں آتی۔ اور ہر مدرسہ میں نہیں پڑھائی جاتی بلکہ آج کل تو متروک ہی ہو چکی ہے۔ صرف بندیالوی حضرات یعنی جو استاذ الکل حضرت علامہ شیخ المسلمین عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ ہیں وہی پڑھاتے ہیں۔ استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے پہلے زمانہ میں جو خیالی پڑھاتا تھا اس کے مکان پر جھنڈا لہرایا جاتا تھا کہ یہ خیالی پڑھاتا ہے۔ کسی نے کہا

خیالات خیالی پس بلند است ۔۔۔ نہ ایں جا گل احمد و جند است

و لے عبدالحکیم را فکر عالی ۔۔۔ کہ حل کردہ خیالات خیالی

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لحسان هل قلت فى ابى بكر شيئاً فقال نعم فقال قل وانا اسمع فقال وثانى اثنين فى الغار المنيف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبلا

وكان حب رسول الله قد علموا من البرية لم يعدل به رجلا فضحك النبی صلی الله علیه وسلم حتی یدت نواجده ثم قال صدقت يا حسان۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے ابوبکر صدیق کی مدح میں کوئی کلمات کہے ہیں تو انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا وہ کہو میں ابوبکر کی شان سننا چاہتا ہوں۔تو حضرت حسان نے عرض کیا وہ دو میں سے دوسرا بلند غار میں دشمن اس کے گرد گھوم رہا تھا کہ وہ بلند پہاڑ پر چڑھ گیا۔اُس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت اتنی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کی محبت کو رسول اللہ ﷺ ان کی محبت کے برابر نہیں جانتے۔

یہ سننے سے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔آپ نے فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ہے۔

قارئین اِس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے۔نمبر 1۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی مجلس میں قصداً ابوبکر صدیق کا ذکر خیر کروایا۔نمبر 2۔افضلیت ابوبکر صدیق بیان کرنا کروانا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔نمبر 3۔افضلیت ابوبکر صدیق سن کر خوش ہونا سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔لہذا جس کے سینہ میں بغض ابوبکر ہے وہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔نمبر 4۔افضلیت ابوبکر سننا، سنانا، ماننا اور اس پر خوش ہونا یہ ہے ما انا علیہ الیوم واصحابی لہذا افضلیت مطلقہ ابوبکر صدیق کیلئے ماننا ہی

---

[1] طبرانی شریف

اہل سنت و جماعت اور حق کی علامت ہے۔

ایک اور حدیث عن عبداللہ بن زمعة قال لما استقربرسول اللہ ﷺ وجعه وانا عنده فی نفرمن الناس دعاه بلال الی الصلوٰۃ فقال رسول اللہ ﷺ مروا ابابکر یصلی بالناس قال فخرجنا فاذا عمر فی الناس وکان ابوبکر غائباً فقلت یا عمر قم فصل بالناس فتقدم مکبر فلما سمع رسول اللہ ﷺ صوته' وکان عمر رجلا مجهرا قال فاین ابوبکر یابی اللہ ذالک والمسلمون یابی اللہ ذالک والمسلمون فبعث الی ابی بکر فجاء بعد ان صلی عمر تلک الصلوٰۃ فصلی بالناس زاد فی روایة قال لما سمع النبی ﷺ صوت عمر خرج النبی ﷺ حتی اطلع راسه من حجرته ثم قال لا لا لا فیصل بالناس ابن ابی قحافة یقول ذالک مغضباً۔ [1]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس مذکورہ حدیث کو بطور دلیل لائے ہیں۔

عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا درد شدت اختیار کر گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر تھا کہ حضرت بلال حاضر بارگاہ ہو کر نماز کے متعلق عرض کرنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ نماز پڑھائیں میں نماز کیلئے مسجد میں گیا تو دیکھا عمر فاروق موجود ہیں اور ابوبکر صدیق موجود نہیں تو میں نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں وہ آگے ہوئے اور تکبیر کہی جب رسول اللہ ﷺ نے اِن کی آواز سنی

---

[1] ابوداؤد، وابوعمر فی الاستیعاب۔ بحوالہ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین

چونکہ یہ جہیر الصوت تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کہاں ہیں اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اسکا انکار کرتے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر کی طرف آدمی بھیجا تو ابوبکر تشریف لائے کہ حضرت عمر نماز پڑھا چکے تھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے پھر سے نماز پڑھائی۔ انہی سے دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق کی آواز سنی تو آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا نہیں۔ نہیں۔ نہیں ابن ابی قحافۃ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

اس حدیث کے تیور بتاتے ہیں ابوبکر صدیق مطلقاً افضل الامۃ ہیں۔ اور اس میں تصریح موجود ہے کہ اِن کے ہوتے ہوئے کسی اور کا امام بننا اللہ کو پسند نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کا غضب وجلال بتاتا ہے ابوبکر صدیق کو مرتبہ میں کم جاننے والا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا مغضوب ہے اور بارگاہ ایزدی سے دور ہے اور رسول اللہ ﷺ کا مردود ہے۔ یہ حدیث کس قدر افضلیت ابی بکر صدیق پر واضح ہے۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کی نظر میں:

امام ابن حبان روایت کرتے ہیں: عن ابن عمر قال کنا نفاضل علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم نسکت (صحیح ابن حبان)۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر فضیلت ذکر کرتے تھے پہلے ابوبکر پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر سکوت اختیار کرتے تھے۔

علامہ علاؤالدین علا المتقی روایت کرتے ہیں: **فلما قبض ابوبکر قال رجل الی عمر بن الخطاب فقال یا امیر المؤمنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر الصدیق فمن قال غیرہ فعلیہ ماعلی المفتری** (کنزالعمال)۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ایک آدمی کھڑا ہو گیا اُس نے حضرت فاروق اعظم سے سوال کیا اے امیر المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون سب سے افضل ہے آپ نے جواب میں فرمایا ابوبکر صدیق اور جو ان کے علاوہ کسی اور کو فضیلت دے اس کو مفتری کی حد (۸۰ کوڑے) مارے جائیں۔

افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُمت کا اجماع

امام جلال الدین السیوطی الشافعی رضی اللہ تعالیٰ متوفی ۹۱۱ھ نے تاریخ الخلفاء میں فصل باندھی ہے: **فصل فی انه (ابابکر) افضل الصحابة وخیرهم۔**

فصل کے عنوان میں امام موصوف نے واضح فرما دیا کہ افضل [1] اور خیر الفاظ مترادفہ ہیں۔ ان کا معنی ہے کثرت ثواب اعمال الخیر واعلیٰ مرتبۃ عنداللہ۔ لہذا دونوں کا مصداق انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ایک ہی ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام اجل فرماتے ہیں:

اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم سائر العشرة ثم باقی اهل بدر ثم

---

[1] اس سے وہ لوگ اپنی غلط فہمی دور کریں جو کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق افضل نہیں بلکہ خیر ہیں اور حضرت علی افضل ہیں

باقی اهل احد ثم باقی اهل البیعة ثم باقی الصحابة هکذا حکی الاجماع علیه ابو منصور البغدادی تاریخ الخلفاء. (مطبوعہ مصر)

اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے اِس پر کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذی النورین پھر علی المرتضیٰ پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر باقی اہل بدر، پھر باقی اہل احد پھر باقی اہل بیعت الرضوان تحت الشجرۃ پھر باقی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ارقام فرماتے ہیں: نقل البھقی فی الاعتقاد لسبندہٖ عن ابی ثور عن الشافعی انہ قال اجمع الصحابة واتباعهم علی افضلیت ابی بکر ثم عمر، ثم عثمان، ثم علی [1] امام بیہقی نے الاعتقاد میں امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اس پر امت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے متبعین کا کہ تمام صحابہ میں سے ابوبکر افضل پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام ابن حجر قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارقام فرماتے ہیں: وقد وقع الاجماع بآخرہٖ بین اهل السنة ان مرتبتهم فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة رضی الله عنهم [2] تحقیق آخر کار اہل سنت و جماعت کے درمیان اتفاق ہو گیا کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اُسی ترتیب سے مراتب ہیں فضیلت میں۔

امام علامہ مسعود بن عمر بن عبداللہ الشہیر لسعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ یوں ارقام فرماتے ہیں: الافضلیت عندنا بترتیب الخلافة مع تردد بین عثمان وعلی رضی الله عنهما۔ [3] وفی مقام آخر ایضا فقال اهل

---

[1] فتح الباری شرح بخاری [2] ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸ [3] شرح مقاصد جلد ۳ الفقہ الاکبر

السنة الافضل ابوبكر ثم عمر، ثم عثمان، ثم علی شرح مقاصد جلد۳ افضلیت ہمارے (اهل السنة) کے نزدیک خلافت کی ترتیب سے ہے حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تردد ہے۔ دوسرے مقام پر عبارت ہے کہ اہل سنت و جماعت نے فرمایا سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں پھر علی المرتضیٰ ہیں۔

امام الائمہ سراج الامۃ کاشف الغمہ امام ابوحنیفہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: افضل الناس بعد النبین علیهم الصلوٰة والسلام ابوبکر ن الصدیق ثم عمر بن الخطاب، ثم عثمان بن عفان ذوالنورین ثم علی بن ابی طالب المرتضیٰ رضی الله عنهم اجمعین.

محقق علی الاطلاق برکت رسول اللہ ﷺ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں: ومقام ثانی آنکه افضلیت خلفاء اربعة بترتیب خلافت است ۔یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی ومراد از افضلیت اکثریت ثواب است عندالله [2] مقام ثانی یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کے مراتب ترتیب خلافت کے ساتھ ہیں۔یعنی تمام صحابہ سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین اور افضلیت سے مراد اکثریت ثواب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

افضلیت خلفاء راشدین خلافت کی ترتیب پر ہے۔

اِس پر اکابرین اہل سنت کی تصریحات ذکر کی جا چکی ہیں۔

---

۱ تکمیل الایمان

اہل سنت و جماعت کی نہایت ہی معتبر کتاب عقائد نسفیہ جو قدیم زمانہ سے نصاب درس نظامی میں پڑھائی جاتی ہے یہ امام ہمام عمر بن محمد النسفی متوفی ۵۳۷ھ نے تصنیف فرمائی۔ تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے۔ علم العقائد میں نہایت ہی معتبر ہے۔ وہ یوں ارقام فرماتے ہیں: **افضل البشر بعد نبینا علیہ ﷺ ابوبکر صدیق ثم الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ** [1] نبی اکرم ﷺ کے بعد افضل البشر حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان ذوالنورین ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ کتاب عقائد اہل سنت و جماعت کی نہایت معتبر ہے۔ امام علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: **علی هذا (الترتیب) وجدنا السلف والظاهر انه لولم یکن لهم دلیل لما حکموا بذالک.** [2]

ہم نے اس ترتیب پر سلف کو پایا تو یہ بات یقینی ہے کہ ان کے پاس دلیل ہے ورنہ وہ حکم نہ لگاتے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ [3] ان کے متعلق جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر استاذی المکرم علامہ محمد اشرف السیالوی دامت برکاتہم العالیہ ارقام فرماتے ہیں کہ: **فصار ماهرا فی سائتین وسبعین علوماً۔**

شارح شرح العقائد کہ یہ ۲۷ علوم میں ماہر تھے۔

وہ یوں ارقام فرماتے ہیں: **اجمع الصوفیة علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی** صوفیاء کرام کا بھی اجماع و اتفاق ہے کہ امت میں ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم

---

[1] عقائد نسفیہ [2] شرح عقائد [3] ترجمۃ عبدالعزیز پرہاروی

اجمعین۔

حافظ امام ابوسعید السمان روایت کرتے ہیں: **عن علی رضی الله عنه قال خیر الناس فی هذهٖ الامته ابوبکر ، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین ثم انا۔** ۱؎

امام حجۃ الاسلام حامد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ یوں ارقام فرماتے ہیں: **ان یعتقد فضل الصحابة وترتیبهم وان افضل الناس بعد النبی ﷺ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی لله تعالیٰ عنهم** بندے کے ایمان کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ کرام کی فضیلت میں ترتیب کالحاظ رکھیں اور یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں ۲؎

ابوالحسن علی بن عثمان الہجویری الغزنوی الاھوری المشہور بہ داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۵۰۰ھ یوں رقم طراز ہیں۔

باب فی ذکر آئمتهم من الصحابة ومنهم شیخ الاسلام وبعد از انبیاء۔ بہترین انام کہ خلیفۂ پیغمبر ﷺ بوداما م وسید اھل تجرید وپیشوائے ارباب تفرید واز آفات نفسانی بعید ابوبکر عبداللہ بن عثمان الصدیق رضی اللہ عنہ ۳؎ حضرت ابوبکر صدیق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوق میں افضل ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوئے۔ اھل تجرید کے امام اور ارباب تفرید کے پیشوا اور آفات نفسانی سے دور ہیں۔

۱؎ النبراس بحوالہ فصل الخطاب ۲؎ احیاء علوم الدین ۳؎ کشف المحجوب

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کشف المحجوب شریف میں ایک اور مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقدم ھمہ خلائق است از پس انبیاء وروانباشد کہ کسے قدم پیش وے نہد۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوق پر مقدم (افضل) ہیں۔ کسی کیلئے جائز نہیں کہ ان سے آگے بڑھے۔ یعنی فضل وکمال میں کوئی بھی ان سے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ یعنی کسی کیلئے ممکن ہی نہیں کہ مرتبہ وکمال وفضل میں ان سے آگے بڑھ جائے۔

علم وعرفان کے آفتاب شریعت وطریقت کے مہتاب دنیا تصوف میں نئے باب کا اضافہ کرنے والے نظریہ وحدۃ الشہود قائم فرمانے والے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: وخلیفہ مطلق بعد خاتم الرسل علیہ وعلیھم الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت عمر فاروق است رضی للہ عنہ بعد ازاں عثمان ذوالنورین ست رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب است رضی للہ عنہ افضلیت ایشاں بترتیب خلافت است [1]

علامہ قاری علی رضا اپنی معتبر کتاب بدائع منظوم فارسی جو درس نظامی کی مقبول ترین کتاب ہے یوں ارقام فرماتے ہیں:

ہست ابوبکر اول آچار   پیشوائے مہاجر وانصار
پس عمر آنکہ رائے اوبصواب   یافت راہ موافقت بکتاب
بعد ازاں معدن حیا عثمان   کامل الحلم وجامع القرآن

---

[1] مکتوبات امام ربانی

بعدازاں حامل لواء نبی   شاہ مرداں حق علی ولی

تمام علماء حق اہل سنت و جماعت کا طرز تحریر وتقریر یہی ہے کہ جب خلفاء اربعہ کا ذکر فرماتے ہیں تو اِسی ترتیب سے، اِس سے اہل سنت و جماعت کا مسلک بے غبار ہوتا ہے۔ **كما قال امام المحدثين محقق على الاطلاق بركت رسول الله ﷺ فى الهند.**

امام عبدالوھاب الشعرانی متوفی ۹۷۳ھ یوں ارقام فرماتے ہیں:

قداطبق السلف الصالح من الصحابة والتابعين على احترام هولاء الاربعة الخلفاء عند الله وتعظيمهم على هذا الترتيب الذى ذكرنا اما الصحابة فلانهم شاهد وافضل ابى بكر بقرائن الاحوال المقترنة بقوله ﷺ وبفعله المنبئين عن الافضلية عند الله تعالىٰ واما التابعون فلانهم خير القرون بعدالصحابة ولانهم اعرف بعقائد الصحابة فى ابى بكر وغيره۔[1]

سلف صالحین صحابہ کرام اور تابعین میں تمام کا اتفاق ہے۔ کہ ان خلفاء اربعہ کا احترام وتعظیم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ صحابہ کرام نے تو حضرت صدیق اکبر کے فضل کا مشاہدہ کیا ایسے قرائن واحوال کے ساتھ جو نبی اکرم ﷺ کے قول وفعل مبارک سے حاصل تھے۔ ان سے ان کی افضلیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے معلوم ہوگئی۔

تابعین اس لئے کہ خیرالقرون ہیں بعداز صحابہ کرام کیونکہ یہ صحابہ کرام کے

---

[1] الیواقیت والجواھر

عقائد سے بخوبی واقف تھے کہ ابوبکر صدیق اور دوسروں کے متعلق ان کے کیا عقائد تھے۔دوسرے مقام پر امام شعرانی شافعی یوں رقم طراز ہیں:

اعلم ان الامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابوبکر فعمر فعثمان فعلی رضی الله عنهم اجمعین [1] جان تو بیشک امام برحق رسول اللہ ﷺ کے بعد ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ حدیث بشارت بالجنۃ کے تحت یوں ارقام فرماتے ہیں: اینجا نکتہ ایست کہ برائے آن متنبہ باید شد کہ ذکر خلفاء اربعہ ہرجا کہ دراحادیث واقع شدہ کلا وبعضاً ہمیں ترتیب شدہ وبایں استینا سے بمذہب اہلسنت وجماعت حاصل میگردد [2]

اس جگہ(**ابوبکر فی الجنة عمر فی الجنه عثمان فی الجنة علی فی الجنه** ہے) نکتہ ہے جو معلوم ہونا چاہیے کہ خلفاء اربعہ کا جہاں بھی ذکر ہوا ہے کلاً یا بعضاً اسی ترتیب سے ہوا ہے۔اس سے اہل سنت وجماعت کا مسلک حاصل ہوتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ جس ترتیب سے ان کا ذکر ہے اسی ترتیب سے مراتب عنداللہ ہیں۔

(مؤلف)

لفظ افضل اور خیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں بطور نص:

قارئین ہم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ پر دلائل کتاب وسنت۔آثار صحابہ اور خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشادات اور

---

[1] الیواقیت والجواهر [2] اشعۃ للمعات شرح مشکوٰۃ

اجماع امت سے پیش کئے ہیں جن میں لفظ افضل، تفضیل، خیر سید، بطور نص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بولے گئے ہیں۔ افضل و خیر میں نسبت تساوی کی ہے لیلۃ القدر میں فرمایا خیر من الف شھر (افضل الف شہر) اور مصداق دونوں کا حضرت ابوبکر صدیق کی ذات ہے۔ لہذا ان دلائل سے واضح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت اور خیریت میں شک وشبہ اور تاویل و توجیہ کی بالکل گنجائش نہیں اور اہل سنت و جماعت کا مذہب اور عقیدہ بے غبار ہے اور جو اس عقیدہ سے منحرف ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کی تحقیق:

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اکابرین امت نے اس کی تصریح کی ہے کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے عنداللہ مراتب ہیں۔

اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شیخین کی ترتیب، تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں ان کی آپس میں ترتیب، دوسری ان کے مجموعہ کی باقی دو (ختنین) کے ساتھ ترتیب یہ دونوں صورتیں ایسی ہیں کہ پوری امت متفق ہے کہ حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم سے افضل ہیں اور اس میں بھی پوری امت متفق ہے کہ شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) ختنین (حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی المرتضیٰ) سے افضل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں: وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابوثور از شافعی روایت میکند کہ ہیچ یکے از صحابہ و تابعین در تفضیل ابوبکر و عمر و تقدیم ایشاں اختلافی نکردہ و اختلافی اگر ہست در علی و عثمان است۔

وبالجملہ قرار داد مشائخ اہلسنت بران است کہ در تقدیم ابوبکر وعمر بر سائر صحابہ درر عایت ترتیب میان ایشان اختلافے نیست۔ [1] امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں ابوثور امام شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرم اور تابعین میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت واقدمیت میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں اگر اختلاف ہے تو حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان ہے۔ شیخ صاحب بالجملہ سے خود خلاصہ ذکر فرماتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مشائخ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تمام صحابہ سے افضل ہیں اور ان کی ترتیب خلافت کی رعایت میں کوئی اختلاف نہیں یعنی جس طرح ترتیب خلافت میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق ہیں یوں ہی مراتب میں دوسری صورت کہ ختنین (حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ) کی خلافت کی ترتیب ہے ان کے مراتب بھی اسی ترتیب پر ہیں۔ اس میں صحابہ وتابعین کا اجماع ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف ترمذی شریف، کے علاوہ دیگر کتب سے احادیث نقل کی جا چکی ہیں۔

جن کا خلاصہ یہی ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر افضل وخیر الناس ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر خاموش رہتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سن کر خاموش رہتے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ کا اپنا ارشاد **خیر الناس فی ھذہ الامتہ ابوبکر وعمر وعثمان ذوالنورین ثم انا النبراس** اس امت میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان ذوالنورین پھر میں (علی المرتضیٰ) رواہ الحافظ ابوسعید۔ امام ابن حجر قسطلانی

---

[1] تکمیل الایمان مطبع لکھنو

امام ابن عساکر کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ **عن عبداللہ ابن عمر قال انکم تعلمون انا کنا نقول علی عہد رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر و عثمان و علی یعنی فی الخلافۃ کذا فی اصل الحدیث ففیہ تقید الخیریت المذکورہ والافضلیت بما یتعلق بالخلافۃ فقد اطبق السلف علی خیریتھم عنداللہ علی ھذا الترتیب بخلافتھم۔** [1] حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تمہیں علم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی یعنی فی الخلافۃ۔ یہ آخری جملہ یعنی فی الخلافۃ حضرت عبداللہ بن عمر کی تفسیر ہے کہ یہ ترتیب خلافت ہے۔ اس جملہ سے ایک تو اس ترتیب سے خلافت حقہ کا ثبوت ہے دوسرا اصحابہ کرام کے علم غیب کا ثبوت۔ باقی اس سے افضلیت بالترتیب کی نفی نہیں۔ بلکہ مشعر بالافضلیت ہے۔

حضرت امام ابن حجر قسطلانی فرماتے ہیں اس حدیث میں افضلیت وخیریت کو مقید کیا ہے۔ اس شئے سے جو متعلق بالخلافۃ ہے اور متعلق بالخلافۃ ترتیب ہے لہذا اسلف نے اتفاق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مراتب بھی اسی ترتیب پر ہیں۔ امام قسطلانی کی عبارت کو مولوی برخوردار ملتانی صحیح نہ سمجھ سکا یا تجاھل عارفانہ کے پیش نظر نبراس شرح شرح عقائد کے حاشیہ میں اس ترتیب سے افضلیت عنداللہ کے خلاف پیش کرتا ہے۔ اس پر مزید بات آگے کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

امام ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں **ونقل اللبیھقی فی الاعتقاد بسندہٖ الی ابی ثور عن الشافعی انہ قال اجمع الصحابۃ واتباعھم علی**

---

[1] ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸

افضلیت ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی۔ [1]

صحابہ وتابعین کا اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنھم اسی ترتیب سے افضل ہیں عنداللہ۔ علامہ عبدالعزیز پرھاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: **بل حکی ابومنصور البغدادی الاجماع علی ان عثمان افضل وعن عبداللہ بن عمر قال اجمع المھاجرون والانصار علی ان خیر ھذہٖ الامتہ ابوبکر وعمر وعثمان رواہ خیثمہ بن سعد** [2]
ابومنصور بغدادی نے اجماع نقل کیا کہ حضرت عثمان غنی حضرت علی سے افضل ہیں اور عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے مہاجرین اور انصار صحابہ نے اجماع کیا ہے کہ اس امت سے افضل ابوبکر وعمر وعثمان ہیں۔

ایک اور مقام پر علامہ امام عبدالعزیز پرہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: **وفی التعرف اجمع الصوفیہ علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنھم۔**

صوفیاء کرام نے بھی اجماع کیا ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ثم عمر الفاروق ثم عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھم۔

لہذا ثابت ہوا صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب ہیں۔ امام ھمام عمر النسفی علم عقائد کی معرکۃ الآراء کتاب عقائد نسفیہ میں اسی ترتیب کو ذکر فرماتے ہیں، افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذوالنورین، ثم علی المرتضیٰ اس پر حضرت علامہ تفتازانی شرح عقائد

---

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷ [2] النبر اس شرح شرح عقائد

میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔

وعلیٰ ھذا وجدنا السلف شرح عقائد امام عبدالعزیز پرھاروی ملتانی ھذا کا مشارالیہ ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: الترتیب المذکور [1] السلف کی شرح میں شارح شرح عقائد یوں ارقام فرماتے ہیں: **وقال بعض المحشین المراد من السلف الصحابة والتابعون فقط. واما الذی توقف فی عثمان وعلی الذی فضل الثانی علی الاول فمن المتاخرین انتھی** [2] یہاں جو امام سعد الدین تفتازانی نے سلف کا لفظ ذکر فرمایا کہ ہم نے مذکورہ ترتیب پر اسلاف کو پایا یہاں سلف سے مراد صحابہ اور تابعین ہیں فقط باقی یہ جو ہے کہ بعض نے ختنین کی تفضیل میں توقف فرمایا یا حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہیں تو اختلاف متاخرین میں ہے۔ لہذا صحابہ وتابعین کا اجماع ہے کہ خلافت کی ترتیب پر عنداللہ مراتب ہیں۔

خلفاء اربعہ میں سے کن کی تفضیل میں اور کن کا اختلاف؟

یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ شیخین کی افضلیت میں سلف وخلف کا اتفاق ہے۔ ختنین یعنی شیخین کی افضلیت ختنین پر اتفاقی ہے۔ ہاں ختنین کی آپس میں تفضیل اختلافی ہے متاخرین کے نزدیک۔ علامہ امام عبدالعزیز پرھاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: **ان کثرة الثواب لاتعرف بالعقل ولذا وقف الامام مالک قیل له وعثمان وعلی قال مادرکت احد اقتدی به یفضل احدهما علی الآخر** [1]

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد [2] نبراس [3] نبراس شرح شرح عقائد

افضلیت کا معنی کثرت ثواب ہے یہ معنی بغیر اعلام اللہ واعلام النبی ﷺ محض عقل سے معلوم نہیں ہوسکتا اسی لئے امام مالک نے توقف کیا ان سے پوچھا گیا نبی اکرم ﷺ کے بعد کون افضل الناس ہے آپ نے فرمایا ابوبکر وعمر کی افضلیت میں کوئی شک نہیں۔ پوچھا گیا حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے کون افضل ہے فرمایا ہم نے ایسا کوئی نہیں پایا جس کی اقتدا کریں کہ انہوں نے دونوں میں سے ایک کو فضیلت دی ہو دوسرے پر۔

مگر یہ اختلاف اٹھ گیا۔ امام عبدالعزیز پرھاروی یوں ارقام فرماتے ہیں:

قال الامام النووی فی شرح مسلم الصحیح المشھور تقدیم عثمان علی علی رضی الله عنهما انتی۔[1] امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا صحیح اور مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی یوں ارقام فرماتے ہیں: منقول از ابوبکر ابن خزیمہ تفضیل علی بر عثمان ودر جوہر الاصول میگوید کہ منقول از اہل تقدیم علی علی عثمان است وسفیان ثوری نیز بہمیں قائل است واز علماء حدیث آنکہ تقدیم علی بر عثمان کردہ است محمد اسحاق بن خزیمہ است وامام محی الدین نووی در شرح صحیح مسلم میگوید کہ بعضی اہل سنت وجماعت از اہل کوفہ بتقدیم علی بر عثمان رفتہ اند وقول صحیح ومشہور تقدیم عثمان است بر علی۔[2]

وہ حضرات متاخرین میں جو تفضیل علی رضی اللہ عنہ کے قائل تھے ان کو شیخ نے ذکر فرمایا اور آخر میں امام نووی شارح مسلم کے قول کو بطور فیصلہ کن ذکر فرمایا کہ صحیح قول اور مشہور اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد [2] تکمیل الایمان

اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع:

امام مالک رضی اللہ عنہ کا توقف بین عثمان وعلی رضی اللہ عنہما جو نقل کیا گیا آپ نے اس سے رجوع فرمایا امام عبدالعزیز پرہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: **ذکر القاضی عیاض عن الامام مالک انه رجع عن التوقف الی هذا وحکی القسطلانی عن سفیان الثوری انه رجع عن تفضیل علی الی تفضیل عثمان** [1] قاضی عیاض نے ذکر فرمایا کہ امام مالک نے تفضیل علی رضی اللہ عنہ سے تفضیل عثمان ذی النورین کی طرف رجوع فرمایا اور امام قسطلانی نے فرمایا حضرت سفیان ثوری نے بھی تفضیل عثمان کی طرف رجوع فرمایا۔ امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں: **وقسطلانی در شرح صحیح بخاری میگوید که بعضی از سلف بتقدیم علی بر عثمان رفته اندو سفیان ثوری از ایشان است وبعضے گفته اند که وے در آخر ازاں رجوع کرده است** [2] ۔امام قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا کہ بعض سلف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقدیم منقول ہے اور سفیان ثوری انہیں میں سے ہیں اور آخر میں انہوں نے رجوع کرلیا۔ مؤلف امام قسطلانی کی عبارت یوں ہے: **وذهب بعض السلف الی تقدیم علی علی عثمان وممن قال به سفیان الثوری لکن قیل انه رجع** [3]

---

[1] نبراس [2] تکمیل الایمان [3] ارشادالساری شرح بخاری جلد ۸

سیدی و مرشدی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ان کے ارشاد کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں اہل سنت کا بالکل اختلاف نہیں۔ اگر متاخرین میں اختلاف ہے بھی تو ختنین میں ہے اور اس میں رجوع ثابت ہے۔ کہ توقف در افضلیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ از امام مالک نقل کردہ اند قاضی عیاض گفتہ کہ اور جوع کردہ است از توقف بسوئے تفضیل عثمان [1]

وہ توقف جو حضرت عثمان غنی کی افضلیت میں حضرت امام مالک سے منقول ہے حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان کی افضلیت کی طرف رجوع فرمایا۔

امام ابن حجر عسقلانی شافعی یوں ارقام فرماتے ہیں: **وان الاجماع انعقد بآخرة بین اهل السنة ان ترتیبهم فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة رضی الله عنهم اجمعین** [2]

آخر کار اس پر اہل سنت و جماعت کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ خلفاء اربعہ فضیلت خلافت کی ترتیب پر ہیں۔

اسی مقام پر فتح الباری میں یوں مذکور ہے: **ان هؤلاء الاربعة اختارهم الله تعالیٰ بخلافة نبیه و اقامة دینه منزلتهم عنده بحسب ترتیبهم فی الخلافة** ۔ ان چار خلفاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی خلافت کیلئے اور اقامۃ دین

---

[1] ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸ [2] مکتوبات شریف جلد ۱ [3] فتح الباری شرح بخاری جلد ۸

کیلئے پسند فرمایا تو ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی ترتیب کے مطابق ہے جو خلافت کی ترتیب ہے۔

افضلیت صدیق اکبر اور عمر فاروق میں اہل سنت کا بالکل اختلاف نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ افضلیت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما میں اہل سنت و جماعت کا اختلاف بالکل نہیں۔ اور رہا ختنین (حضرت عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے درمیان جو فاضل ومفضول والا اختلاف ہے) اولاً تو اختلاف کرنے والے بزرگوں نے رجوع فرمالیا اور اگر باقی ہے تو ایک یہ ہے کہ وہ متاخرین اہل سنت میں اختلاف ہے۔ دوسرا یہ کہ جمہور (اکثر) اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی سیدی ومرشدی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: **واما تفضیل عثمان بر علی رضی اللہ عنہما پس اکثر علماء اہل سنت بر آنند کہ افضل بعد از شیخین عثمان است** [1] بہر حال **افضلیت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ** پر تو اکثر علماء اہل سنت کا مذہب ہے کہ شیخین کے بعد حضرت عثمان غنی افضل ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔

آئمہ اربعہ کے نزدیک مسئلہ تفضیل:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ رقم طراز ہیں کہ ومذھب آئمہ اربعہ مجتہدین نیز ھمیں است۔ [2] ائمہ اربعہ حضرت امام

---

1. مکتوبات امام ربانی 2. مکتوبات شریف

اعظم ابوحنیفہ۔ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنھم کا مذہب یہ ہے کہ جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب وفضیلت ہے۔ عنداللہ تعالیٰ۔

ایک شبہ کا ازالہ اور علامات اہل سنت:

امام علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد میں ایک عبارت ذکر فرمائی ہے۔ اُس سے ایک شبہ پیدا ہو رہا ہے۔ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ مکتوبات میں اُس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں۔

اولاً شرح عقائد کی عبارت ملاحظہ ہو **والسلف کانو متوقفین فی تفضیل عثمان حیث جعلوا من علامات اهل السنة والجماعت تفضیل الشیخین ومحبة الختنین**[1] **سلف تفضیل عثمان غنی رضی الله عنه** میں توقف کرتے ہیں۔ جس مقام پر کیا انہوں نے تفضیل شیخین اور محبت ختنین کو اہل سنت و جماعت کی علامت۔

[2] اسی طرح وہ توقف جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے سمجھا گیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کی علامات سے تفضیل شیخین و محبت ختنین فقیر (امام ربانی) کے نزدیک اس عبارت کے اختیار فرمانے کی اور وجہ ہے چونکہ ان دونوں بزرگوں کے دورِ خلافت میں فتنوں اور خلل کا ظہور زیادہ تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان بزرگوں کے متعلق کدورتیں پائی جاتی تھیں۔

جب امام صاحب نے یہ معنی ان بزرگوں کے حق میں ملاحظہ فرمایا تو آپ

---

[1] شرح عقائد [2] مکتوبات امام ربانی

نے ان بزرگوں کے حق میں لفظ محبت استعمال فرمایا اور ان کی دوستی کو اہل سنت کی علامت قرار دیا اور تفضیل کے توقف کا تو شائبہ تک بھی نہیں ہے۔ توقف در تفضیل کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ کتب حنفیہ بھری پڑی ہیں اس بات سے ان (خلفاء اربعہ) کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔ جیسا کہ خود امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عقائد کی معتبر کتاب فقہ اکبر میں تصریح فرمائی ہے کہ انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے بعد مرتبہ ابوبکر صدیق کا پھر عمر فاروق کا پھر عثمان ذوالنورین کا پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ (مؤلف)

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجہ کیا ہے؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی الاطلاق کی وجہ کیا ہے؟

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ہم جس افضلیت سے بحث کر رہے ہیں اس کا معنی کثرت ثواب اور اعظم جزاء علی اعمال الخیر ہے۔ لہٰذا اس میں کثرت خیرات وحسنات یعنی کمیت کا لحاظ نہیں بلکہ کثرت ثواب خیرات وحسنات یعنی کیفیت کا لحاظ ہے۔ جیسے بعد والے لوگ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کریں تو صحابہ کرام کے ایک سیر جو یا آدھا سیر جو کے برابر ثواب نہیں پا سکتے۔ دوسری مثال جیسے حدیث شریف میں آتا ہے اگر جماعت سے نماز ادا کی جائے تو بغیر جماعت کے ادا کی ہوئی نماز سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ اور تیسرا حدیث میں ہے کہ جس نماز کے وضوء میں مسواک استعمال کی جائے اس نماز کا ثواب اس نماز (جس کے وضو میں مسواک استعمال نہیں کی گئی ہے) کے ثواب سے ۷۰ درجے زیادہ ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص مسواک استعمال کرنے کے باوجود بغیر جماعت کے نماز ادا کرے تو ۷۰ درجے ثواب

زیادہ رکھنے کے باوجود جماعت والی نماز کے ثواب کو نہیں پا سکتا بظاہر مسواک والی نماز کے درجے کمیت وتعداد میں زیادہ ہیں۔ وجہ یہ ہے کیفیت اور کثرت ثواب میں فرق ہے۔ مسواک والی نماز کے ۷۰ درجے اجر وثواب اور کیفیت میں جماعت والی نماز کے ایک درجے سے بھی کم ہیں۔ یہ ہے فرق اور تفاوت ابوبکر صدیق کی حسنات ونیکی اور دوسرے صحابہ کرام کے حسنات ونیکیوں کے درمیان۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **لو اتنرن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح**۔ اگر ابوبکر کا ایمان میری ساری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہوگا۔ لہذا مدار افضلیت کثرت اعمال الخیر نہیں بلکہ کثرت ثواب اعمال الخیر ہے۔ امام عبدالعزیز پرھاروی چشتی ملتانی یوں ارقام فرماتے ہیں: **والسر فی ذالک ان اصل الخیر هو الاخلاص فی العمل ومحبة الحق سبحانه ودوام الحضور معه وهی امور باطنية ولذا قال بکر بن عبدالله المزنی مافضلکم ابوبکر بصوم وصلوٰة. ولکن بشیٔ فی قلبهٖ انتهٰی** [1]۔ افضلیت میں سر یہ ہے کہ اصل خیر وہ اخلاص فی العمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ ہمیشہ حضور اور یہ امور باطنی ہیں اسی لئے بکر بن عبداللہ المزنی نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق کو تم پر صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے فضیلت نہیں دی گئی بلکہ ایسی باطنی شی کی وجہ سے جو ان کے دل میں پائی جاتی ہے۔

تصوف کے امام حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں یوں ارقام فرماتے ہیں: **اعلم ان السر الذی وقر فی صدر ابی بکر رضی الله**

---

[1] النبراس شرح شرح عقائد

تعالىٰ عنه وفضل به على غيره هو القوة التى ظهرت فيه يوم موت رسول الله ﷺ فكانت له كالمعجزة فى الدلالة على دعوىٰ الرسالة فقوى حين ذهلت الجماعة [1]۔ جان تو بیشک وہ راز جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ بے کینہ کے اندر رکھا گیا جس کی وجہ سے آپ ساری امت پر فضیلت پا گئے وہ قوت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت ظاہر ہوئی۔ یہ قوت دعوی رسالتہ رسول اللہ ﷺ کیلئے معجزہ تھی۔ جب باقی جماعت صحابہ کمزور ہو چکی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق قوی و مضبوط تھے۔

لہذا افضلیت کی مدار کثرت فضائل و مناقب پر نہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں:

وزیرا که سلف از صحابه وتابعین آن قدر فضائل ومناقب که از حضرت امیر نقل کرده انداز هیج صحابی منقول نشده است حتی قال الامام احمد بن حنبل ماجاء لاحد من الصحابة من الفضائل ماجاء لعلی مع ذالک هم ایشان حکم کرده اند بافضیلت خلفاء ثلاثه پس معلوم شد وجه افضلیت دیگر است وراء ایں فضائل ومناقب [2]

اسلاف نے صحابہ کرام اور تابعین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل مناقب اس قدر نقل کیئے کہ کسی صحابی کے اس قدر نقل نہیں کیئے۔ حتی کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کسی صحابی کے اتنے فضائل بیان میں نہیں آئے تھے جتنے حضرت علی

---

[1] فتوحات مکیہ بحوالہ الیواقیت الجواہر [2] مکتوبات امام ربانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان ہوئے ہیں اسکے باوجود سلف خلفاء ثلاثہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افضلیت کا حکم کرتے ہیں معلوم ہوا افضلیت کی وجہ ان فضائل ومناقب کے سوا کوئی اور چیز ہے مئولف وہ وجہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوچکی ہے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ بے کینہ کے اندر ودیعت فرمائی گئی ہے.

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے اہل سنت کو مغالطہ دینا:

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان میں ایک عبارت ذکر فرمائی ہے۔ بعض اھل سنت و جماعت کی صفوں میں پیش پیش حضرات اس عبارت کا غلط مطلب بیان کرتے ہیں۔ یا اس عبارت کو سمجھے نہیں۔ یا پھر اھل سنت عوام کو مغالطہ دے کر ان کے عقائد کو خراب کرتے ہیں۔ ہم قارئین کی نذر وہ عبارت کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کا اخذ کیا ہوا مطلب ذکر کریں گے پھر اُس عبارت کا صحیح مطلب پیش کریں گے شیخ محقق کی عبارت یہ ہے۔ بدانکہ جمہور اھل سنت و جماعت بریں ترتیب اند کہ مذکور شد۔[1] جاننا چاہیئے کہ جمہور اھل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جس ترتیب پر خلافت ہے اسی ترتیب پر مراتب ہیں اس عبارت کی وضاحت عبارت میں لفظ ایں اسم اشارہ ہے اسکا مشار الیہ شیخ صاحب کی وہ عبارت ہے جو پچھلے صفحہ پر موجود ہے وہ یہ عبارت ہے۔

افضلیت خلفاء اربع بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی. شیخ نے لفظ مذکورہ شد سے اسی کا حوالہ دیا۔ یہ عبارت خاص ہے اس پر نص ہے کہ ان چار بزرگ صحابہ کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلافت کی ترتیب پر

---

[1] تکمیل الایمان

ہیں اور خلافت ایک واقعی چیز ہے جو واقع ہو چکی ہے۔

یہ ترتیب جزی حقیقی ہے. اور وہ ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضٰے، یہ متعدد چیزوں کو ھیئت وحدانیہ لگی ہوئی ہے اس وجہ سے یہ ترتیب جزی حقیقی بن گئی ۔ شیخ صاحب نے لفظ جمہور ذکر فرمایا اس سے اختلاف کی طرف اشارہ ہے بعض اہل سنت و جماعت اس ترتیب مراتب کے قائل نہیں مطلب یہ ھوا تمام متفق نہیں یہ نفی ہے اور ترتیب چار چیزوں میں ہے اور یہ متعدد ہیں اور یہ قانون ہے متعدد پر نفی آئے تو کئی صورتیں بن جاتی ہے. لہذا اختلاف کی کئی صورتیں بن جاتی ہیں

نمبر ۱: حضرت عمر فاروق حضرت ابو بکر صدیق سے افضل.

نمبر ۲: حضرت عثمان غنی حضرت ابو بکر سے افضل.

نمبر ۳: حضرت علی المرتضٰے حضرت ابو بکر صدیق سے افضل.

نمبر ۴: حضرت عثمان غنی حضرت عمر سے افضل.

نمبر ۵: حضرت علی حضرت عمر سے افضل.

نمبر ۶: حضرت علی المرتضٰے حضرت عثمان غنی سے افضل:

اسی طرح دو دو کو پھر تین کے مجموعہ کو لیکر ترتیب نکالی جائے تو کئی صورتیں بن جاتی ہیں ان تمام صورتوں میں ایک صورت اختلافی ہے یعنی مادہ اختلاف متعین ہے وہ ہے حضرت عثمان غنی اور علی المرتضٰے کے درمیان کہ جمہور کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں اور بعض اہل سنت کے نزدیک حضرت علی المرتضٰے کی تفضیل ہے لہذا باقی تمام احتمالات باطل اور بحثیت مختلف فیہ ایک ہی صورت ہے۔

جب ایک مادہ میں جمہور اور بعض کا اختلاف ہوا ہے جمہور اُس مادہ ترتیب کے مثبت

ہیں اور بعض نافی ہیں اور صورت اثبات میں وہ ترتیب ھئیت واحدانیہ کے ساتھ جزئی حقیقی ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ جمہور اس ترتیب پر ہیں لیکن لفظ جمہور کا متعلق صرف وہ ایک مادہ ترتیب ہے جو حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان متحقق ہے۔ باقی وہ مادہ ترتیب جو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے درمیان فاضل و مفضول والا متحقق ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں. اور پھر جو حضرت عمر فاروق کی تقدیم کا مادہ ہے باقی ختنین پر اس میں بھی اختلاف نہیں.

قارئین اب ہم مادہ اختلاف کے تعین پر احادیث واقوال پیش کرتے ہیں.

حضرت عثمان کی فضیلت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اس میں (اختلاف ہے) اکثر علماء اھل سنت کا مذھب ہے کہ شیخین کے بعد حضرت عثمان افضل پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، احمد بن حنبل، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا یہی مذھب کہ حضرت عثمان غنی افضل ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے۔ اور یہی مراد ہے شیخ عبدالحق محدث دھلوی کی عبارت سے جمہور علماء اھل سنت اس ترتیب پر ہیں کیونکہ ترتیب خلافت میں جمہور اور غیر جمہور کا تعلق صرف اس افضلیت میں ہے جو حضرت علی اور حضرت عثمان غنی کے درمیان پائی جاتی ہے۔ باقیوں میں جمہور غیر جمہور کا مسئلہ نہیں ہے. امام علی القاری حنفی یوں ارقام فرماتے ہیں

اجمع اھل السنة والجماعة علی ان افضل الصحابة ابوبکر فعمر فعثمان فعلی فبقیة العشرة المبشرہ بالجنته فاھل بدر فباقی اھل احد فباقی اھل بیعة الرضوان بالحدیبیة فباقی الصحابته انتھٰی.

ولعله اراد بالا جماع اجماع اکثر اھل السنته والجماعة لان

الاختلاف واقع بین علی و عثمان رضی الله تعالیٰ عنهم عند بعض اهل السنة وان کان الجمهور علی الترتیب المذکور [1]. اجماع سے مراد اکثر اهل سنت و جماعت کا اجماع مراد ہے کیونکہ اختلاف واقع ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بعض اہل سنت کے نزدیک اگرچہ جمہور ترتیب مذکور پر ہیں کہ صحابہ میں افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضٰے ....

حضرت ملا علی قاری نے بالکل واضح فرمادیا کہ اختلاف صرف حضرت علی اور حضرت عثمان کے درمیان ہے جمہور اور اکثر اہل سنت کے نزدیک خلافت والی ترتیب پر مراتب ہیں لہذا الشیخ صاحب کی عبارت اور ملا علی صاحب کی عبارت بالکل باہم مطابق ہیں. لیکن یہ کہنا کہ جمہور کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ اور غیر جمہور (بعض) کے نزدیک حضرت علی المرتضٰے ابوبکر صدیق سے افضل ہیں جہالت یا بددیانتی کے سوا کچھ نہیں.

امام علامہ سعدالدین تفتازانی یوں ارقام فرماتے ہیں فقال اهل السنته والجماعت الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی وقد مال البعض منهم الی تفضیل علی رضی الله تعالیٰ عنه علی عثمان والبعض الی التوقف بینهما [2]

اہل سنت کے نزدیک ابوبکر صدیق سب سے افضل پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضٰے .اہل سنت سے بعض نے میلان کیا ہے اس طرف کہ حضرت علی المرتضٰے حضرت عثمان غنی سے افضل ہیں اور بعض نے ان کے درمیان توقف کیا ہے۔

---

[1] شرح فقہ اکبر [2] شرح مقاصد

علامہ تفتازانی نے واضح فرمادیا اھل سنت کے درمیان اگر اختلاف ہے تو صرف ختنین کے درمیان ہے۔

امام ابن حجر مکی یوں تحریر فرماتے ہیں: **اعلم ان الذی اطبق علیہ عظماء الملت و علماء الامة ان افضل ھذہٖ الامة ابو بکر الصدیق ثم عمر ثم اختلفو ا فالا کثرون ومنھم الشافعی واحمد و ھو المشھور عن مالک ان الافضل بعد ھما عثمان ثم علی**[1] بلاشبہ یہ بات ہے کہ عظماء ملت اور علماء امت کا اتفاق ہے کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں۔ پھر اختلاف پایا جاتا ہے۔

اکثر اور ان میں سے امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام مالک کا مذھب یہ ہے حضرت عثمان غنی افضل ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لہذا ان کی عبارت سے مادہ اختلاف کا تعین بھی ہوا اور بالکل بے غبار ہوئی شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب روز روشن کی طرح واضح ہوا۔ لہذا تفضیل حضرت علی علی ابی بکر الصدیق والا مطلب نکال کر اھل سنت کو مغالطہ دینا اور اُس تفضیلی شیعہ کو سنی قرار دینا اور حوالہ شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ تعالیٰ کی تکمیل الایمان کا دنیا سراسر اھل سنت کو دھوکہ دینا ہے. اور ساتھ یہ کہنا میں جمہور والا عقیدہ رکھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق کو افضل مانتا ہوں یہ باطنی رفض کو مخفی رکھنے اور اھل سنت کی ضرب کاری سے بچنے کی کوشش ہے اور پھر اوپر سے شیخ عبدالحق محدث دھلوی کا حوالہ دیکر دوسرے علماء اھل سنت و جماعت کو مرعوب کرنے اور علماء اھل سنت کے اس عقیدہ کے محل میں زلزلہ پیدا

---

[1] الصواعق المحرقہ

کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے.

امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں: **فالمقطوع بین اهل السنت بافضیلت ابی بکر ثم عمر ثم اختلفو فیمن بعدهما فالجمهور علی تقدیم عثمان** [1] افضلیت صدیق اکبر پھر عمر فاروق اہل سنت کے نزدیک قطعی ہے اختلاف ان کے بعد میں (عثمان غنی اور علی المرتضے میں ہے) جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں.

شیخ صاحب کی عبارت واضح ہوگئی.

امام ابن حجر قسطلانی یوں تحریر فرماتے ہیں: **فقد اطبق السلف علی خیریهم عند الله علی هذا الترتیب کخلافتهم و ذهب بعض السلف الی تقدیم علی علی عثمان** [2] اسلاف کا اتفاق ہے کہ خلفاء اربعہ کی افضلیت (خیریت) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی ترتیب پر ہے جس ترتیب پر خلافت واقع ہوئی ہے۔ہاں بعض سلف کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے.

اس عبارت نے بھی شیخ صاحب کی عبارت کو واضح فرمادیا۔

شیخ صاحب کی ایک اور عبارت سے مغالطہ دیا جاتا ہے. تکمیل الایمان میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی ایک اور عبارت ہے اہل سنت کو اس عبارت سے بھی مغالطہ دیا جاتا ہے۔ہم پہلے عبارت نقل کرتے ہیں پھر وضاحت

---

[1] فتح الباری شرح بخاری جلد ۷ [2] ارشادالساری شرح بخاری جلد ۸

کریں گے۔شیخ صاحب کی عبارت،ولیکن بعضے ازفقهاء محدثین درشرح قصیدہ امالیه نقل کرده اند که افضلیت خلفاء اربعه مخصوص است بماعدای اولاد پیغمبر ﷺ وابن عبدالبر که ازمشاهیر علماء حدیث است دراستیعاب ذکر میکند که سلف اختلاف کرده انددر تفضیل ابوبکر و علی میگوید که مروی ازسلمان وابوذر و مقداد و خباب وجابر وابو سعید خدری و زید بن ارقم آں است که علی مرتضٰی او کسی است کـه اسلام آورده و لیکن ازجهت خوف ابی طالب کتمان نموده و گفته است که ایں جماعت ازصحابه علی را تفضیل دهند برهر که غیر اوست ایں کلام ابن عبدالبر است.

لیکن بعض فقہا محدثین سے شرح قصیدہ امالیہ میں منقول ہے کہ خلفاء اربعہ (یعنی ابوبکر صدیق،عمر فاروق،عثمان غنی،علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم) کی افضلیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک کو چھوڑ کر باقیوں کے ساتھ خاص ہے۔

ابن عبدالبر جو کہ مشاہیر علماء حدیث میں سے ہے۔ استیعاب میں یوں ارقام کرتے ہیں سلف نے افضلیت ابوبکر صدیق اور علی المرتضٰی میں اختلاف کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت سلمان، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خباب، حضرت جابر اور حضرت ابوسعید خدری اور حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضٰی وہ ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے مگر ابوطالب کے خوف سے ظاہر نہ کیا ابن عبدالبر نے کہا صحابہ کی یہ جماعت حضرت علی کو ان کے غیر پر فضیلت دیتی تھی یہ

---

[1] تکمیل الایمان مطبوعہ لکھنو ھند

کلام ابن عبد البر کی ہے۔

قارئین بعض لوگ اِس عبارت سے استدلال کرتے ہیں کہ شیخ کا مذہب ہے کہ ابن عبد البر کی یہ روایت معتبر ہے اور اہلسنت اس روایت کو لیتے ہیں۔

لہذا بعض اہل سنت کے نزدیک حضرت علی حضرت ابو بکر صدیق سے مطلق افضل ہیں۔

اس عبارت کی وضاحت:

اولاً عرض ہے کہ اس عبارت کو افضلیت حضرت علی المرتضیٰ پر بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں چونکہ عبارت کے حصہ اولیٰ کا معنی یہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک خلفاء اربعہ سے افضل ہے تو خلفاء اربعہ میں حضرت علی المرتضیٰ بھی ہیں لہذا اس عبارت کے پہلے حصہ سے حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت بعد الانبیاء علی سائر الخلق ثابت نہ ہوئی۔

ثانیاً ابن عبد البر کی عبارت بحوالہ تکمیل الایمان پیش کر کے عوام وخواص کو یہ بتانا کہ یہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا عقیدہ ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ بعض اہل سنت افضلیت حضرت علی المرتضیٰ علی ابی بکر صدیق کے قائل ہیں۔ سراسر بدیانتی اور دھوکہ اور فریب ہے اہل سنت وجماعت کے قطعی عقیدہ اور عظمت ابی بکر صدیق کو مجروح کرنا ہے اور شیخ عبد الحق جو امام اہل سنت ہیں انکے عقیدہ پر حملہ ہے اور پھر شیخ کا حوالہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں شیخ کی شخصیت کو بطور حجت پیش کیا جاتا ہے مگر یہ دھوکہ عوام اہلسنت کو دیا جا سکتا ہے لیکن اہل علم کو نہیں دیا جا سکتا۔

اب ان کی بددیانتی ملاحظہ ہو۔ شیخ صاحب تکمیل الایمان میں ابن عبد البر کی

مذکورہ روایات کونقل کر کے فرماتے ہیں: ایں کلام ابن عبدالبر است۔ یہ کلام ابن عبدالبر کی ہے۔اس کے بعد شیخ یوں ارقام فرماتے ہیں: ولیکن میگویند کہ ایں مقالہ از ابن عبدالبر مقبول و معتبر نیست زیرا کہ روایت شاذہ کہ مخالف قول جمہور افتد معتبر نباشد و جمہور آئمہ دریں باب اجماع نقل میکنند [1] لیکن مشائخ اہل سنت فرماتے ہیں ابن عبدالبر کا یہ قول معتبر و مقبول نہیں کیونکہ جو روایت شاذہ جمہور کے قول کے مخالف ہو وہ معتبر نہیں ہوتی اور جمہور اِس باب میں (یعنی افضلیت ابی بکر علیٰ سائر الصحابہ میں) امت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔قارئین دیکھا کہ شیخ صاحب کی ابن عبدالبر کی عبارت نقل کرنے کی غرض کیا تھی وہ ابن عبدالبر کا رد کرنا چاہتے تھے اس لئے اس کی عبارت استیعاب سے لائے اور جمہور کی طرف سے رد پیش فرمایا کہ جمہور مشائخ اہل سنت اس روایت کو رد کرتے ہیں یعنی اہل سنت کے نزدیک ابن عبدالبر کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں اور کتنا ظلم ہے کہ اہل سنت کے بڑے بڑے اجتماعات میں صرف ابن عبدالبر کی درجہ اعتبار سے ساقط و مردود عبارت سے بعض اہل سنت کا عقیدہ صحیحہ ثابت کرنا کہ یہ عقیدہ رکھنے والے لوگ اہل حق ہیں۔یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن حکیم کی آیت: (ولا تقربوا الصلوٰۃ نماز کے قریب نہ جاؤ) پڑھ کر تبلیغ کی جائے (وانتم سکاریٰ درآں حالیکہ تم نشے میں ہو) کو نہ پڑھا جائے یہ بے دینی نہیں تو اور کیا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب تکمیل الایمان میں لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق افضل ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ جمہور والا ہے۔ یہ کیسا

---

[1] تکمیل الایمان

مغالطہ ہے اہل سنت کو کہ اُدھر بھی حق ہے جو حضرت علی المرتضٰی کو حضرت ابوبکر صدیق پر فضیلت دے۔ شیخ محقق ابن عبدالبر کی عبارت پر مؤلف کا تبصرہ کہ ابن عبدالبر کی عبارت سرے سے افضلیت علی الاطلاق ثابت ہی نہیں ہوتی کیونکہ اِس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ یہ صحابہ کرام اس بات کے قائل تھے کہ حضرت علی المرتضٰی ایمان لانے میں سابق ہیں لیکن اس کا یہ مطلب کب ہے کہ آپ حضرت ابوبکر یا عمر فاروق اور عثمان غنی سے افضل ہیں۔ تکمیل الایمان کے اِسی صفحہ ۵۶ پر چند سطور بعد یوں تحریر فرماتے ہیں: وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابوثور ز شافعی روایت میکند کہ ہیچ یکے ز اصحاب وتابعین در تفضیل ابوبکر وعمر وتقدیم ایشاں اختلافی نکردہ واختلافی اگر ست در علی وعثمان وبالجملہ قرارداد میں مشائخ اہل سنت براں است کہ در تقدیم ابوبکر وعمر رسائر صحابہ در رعایت ترتیب میاں ایشاں اختلافے نیست۔ امام بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں کہا کہ ابوثور نے امام شافعی سے روایت کی ہے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت وتقدیم میں صحابہ وتابعین میں سے کسی کا اختلاف نہیں اگر اختلاف ہے بھی تو حضرت علی لمرتضٰی اور حضرت عثمان غنی کے درمیان ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے مشائخ اہل سنت کا مذہب یہ کہ افضلیت صدیق اکبر اور عمر فاروق تمام صحابہ میں اتفاقی ہے اس میں اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں۔ قارئین حضرت شیخ محقق کی زبانی مادہ اختلاف متعین ہوگیا۔

تکمیل الایمان کا حوالہ دینے والے لوگ خیانت سے کام لیتے ہیں۔ صرف رفض کا بیج بونے کیلئے۔ اور شیخ صاحب کی عبارت سے یہ مطلب لینا کہ جمہور کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی سے افضل ہیں اور بعض اہل سنت کے نزدیک

حضرت علی افضل ہیں یہ انتہا درجے کی جہالت ہے یا انتہاء درجے کا دھوکہ اور مغالطہ ہے جس کا مقصد عوام اہل سنت کے سینوں سے سنیت کی نعمت کو نکالنا ہے اور تأثر یہ دینا کہ جو حضرت علی المرتضٰی شیر خدا کو حضرت ابوبکر صدیق سے افضل مانے وہ بدستور سنی رہتا ہے۔ ہم عنقریب اس کا اپریشن کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب اور کتب سے مادہ اختلاف کو متعین کرتے ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں وترتیب افضلیت درمیان خلفاء راشدین بترتیب خلافت است اما افضلیت شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است۔ چنانچہ نقل کردہ اند آنرا جماعہ ز اکابر آئمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی است قال الشيخ الامام الاشعری اِن تفضيل ابی بكر ثم عمر علی بقية الامة قطعی قال الذهبی وقدتواتر عن علی فی الخلافة و كرسی مملكته وبين الجم الغفير من شيعته ان ابابكر وعمر افضل الامة ثم قال ورواه عن علی كرم الله وجهه الكريم نيف وثمانون نفسا وعد منهم جماعةً ثم قال قبح الله الرافضة ماجهلهم وروىٰ البخاری عنه انه قال خيرالناس بعد النبی ﷺ ابوبكر ثم عمر ثم رجل آخر فقال ابنه محمد بن الحنفيه ثم انت فقال انما انا رجل من المسلمين وصحح الذهبی وغيره عن علی انه قال الا وانه بلغنی ان رجالا يفضلوننی عليهما ومن وجدته' فضلنی عليهما فهو مفتر عليه ماعلی المفتری واخرج الدار قطنی عنه لااجد احدا يفضلنی علی ابی بكر وعمر

الاجلدته' جلد المفتری وامثال ذالک منه ومن غیرہٖ من الصحابة متواترة بحیث لامجال فیه لانکار احد. واما تفضیل عثمان بر علی رضی الله عنه عنهما۔ پس اکثر علماء اہل سنت بر آنند کہ افضل بعد از شیخین عثمان است پس علی ومذہب آئمہ اربعہ نیز ہمیں است۔[1]

خلفاء اربعہ کی افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے۔ لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ کرام وتابعین کے اجماع سے ثابت ہے۔ آئمہ اکابرین کی جماعت نے نقل کیا ہے ان میں سے امام شافعی بھی ہیں۔

امام شعرانی فرماتے ہیں شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے امام ذہبی نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ نے اپنے دور حکومت وخلافت میں اپنے گروہ کے جم غفیر میں فرمایا تھا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ساری امت سے افضل ہیں پھر امام ذہبی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ۸۰ سے زائد افراد نے روایت کیا اور ایک جماعت کو ان میں سے ذکر کیا۔ پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کو ہلاک کرے کتنے جاہل ہیں۔ مؤلف امام ذہبی نے تصریح فرمادی کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت کا منکر رافضی ہے۔

امام بخاری نے روایت فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے ابوبکر صدیق خیر (افضل) ہیں پھر عمر فاروق پھر اور ایک آدمی حضرت محمد بن حنفیہ نے کہا پھر آپ نے فرمایا میں مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ امام ذہبی اور ان کے علاوہ آئمہ نے اس روایت کو صحیح

---

[1] مکتوبات امام ربانی

قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار مجھے خبر ملی ہے کچھ لوگ مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں۔ فرمایا جو مجھے ان بزرگوں پر فضیلت دیگا وہ مفتری (بہتان تراش) ہے اس پر بہتان تراش کی حد ہے۔ امام الدار قطنی نے روایت فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے شیخین پر فضیلت دیگا میں اُسے مفتری کی حد ۸۰ کوڑے ماروں گا۔ اس طرح کی روایات حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے حد تواتر کو پہنچ رہی ہیں۔ کسی کیلئے انکار کی مجال نہیں۔ بہر حال حضرت عثمان غنی کی فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی افضل ہیں حضرت علی سے اور آئمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔ قارئین دیکھا حضرت مجدد پاک نے مسئلہ کس طرح بے غبار فرمایا کہ چند طریق سے:

نمبر ۱: افضلیت شیخین قطعی ہے۔ نمبر ۲: حضرت جمع غیر میں نص فرما رہے ہیں:

نمبر ۳: امام بخاری کی روایت بھی واضح اور صریح ہے.

نمبر ۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضلیت کے منکر کو کوڑے مارنے کی حد بیان فرماتے ہیں.

نمبر ۵: امام ذھبی نے فرمایا افضلیت شیخین کا منکر رافضی (خارج از اھل سنت ہے)

نمبر ۶: مجدد صاحب فرماتے کسی کے لیے انکار کی گنجائش نہیں. ہاں مادہ اختلاف حضرت علی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ہے اور آئمہ اربعہ اور دیگر اکثر علماء اہل سنت و جماعت تفضیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل ہیں۔ ثانیا شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عبدالبر کی روایت کا رد علی طریقۃ التسلیم

فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: وبر تقدیر تسلیم روایت وے ازاں جماعت صحابہ کہ تفضیل علی مرتضیٰ نقل کردہ وامثال آں روایات چنانچہ خطابی از بعضے مشائخ حدیث نقل مے کند کہ میگفتند ابوبکر خیر من علی وعلی افضل من ابی بکر وامام تاج الدین سبکی کہ از اعاظم علماء شافعیہ است در طبقات کبریٰ از بعضے متاخرین نقل کردہ است کہ ایشاں تفضیل ختنین میکنند از جہت ثبوت زوجیت بابضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشیخ جلال الدین سیوطی در کتاب خصائص از امام علیم الدین عراقی نقل کردہ است کہ فاطمہ وبرادر وے ابراھیم باتفاق افضل اند از خلفاء اربعہ وامام مالک آوردہ اند کہ گفت ما افضل علی بضعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدا فرمود من ہیچ یکے را برآنکہ جگر پارہ رسول اللہ است تفضیل ندھم ایں تفضیل نسبت بدیگراں است نہ بالیشاں میگویند کہ ایں ہمہ روایات ضرر بمقصود ندارد ومنافی مدعائے مانیست مدعا ما ایجا چنانچہ تحریر کردہ آمد اثبات افضلیت بوجھے خاص است وآں بمفضولیت بوجھے دیگر منافات ندارد (واین فضائل الخ) دیگر منافات ندارد وایں فضائل کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب ونفع اہل اسلام نیست بلکہ بمزید شرف نسب وکرامت جوھر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغمبر ﷺ کہ اجزائے اویند شرفی وشانی ھست کہ در ذات شیخین نیست ہیچکس را در آنجا مجال توقف وانکار نخواہد بود باوجود آں ثواب شیخین اکثر ونفع ایشاں در اسلام واھل آں اعظم واوفر است۔ [1] ۔اب شیخ صاحب ابن عبدالبر کی روایت کا جواب علی طریقۃ التسلیم دیتے ہیں۔شیخ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے ابن عبدالبر والی روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق

---

[1] تکمیل الایمان

اکبر رضی اللہ عنہ پر افضلیت دیتے تھے وہ افضلیت اور معنی میں ہے جیسا کہ بعض حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضٰی دونوں کو افضل قرار دیتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی بنات طیبات طاہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم و علیھن کے ساتھ زوجیت والی تھی۔ اور یہ دونوں بنات طیبات چونکہ سرکا ﷺ کے جسم پاک کا ٹکڑا ہیں۔ لہذا بایں معنی حضرت علی المرتضٰی کی افضلیت اہل سنت کے مدعا کو مفر نہیں جیسا کہ بعض نے قول کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام اولاد پاک شیخین سے افضل ہے۔ کیونکہ جسم رسول اللہ ﷺ کا ٹکڑا ہیں تو فضیلت شرف نسب کی بنا پر ہے۔ باوجود اس شرف کے شیخین کا مرتبہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ ہے۔ کیونکہ افضلیت کی مدار شرف نسب پر نہیں بلکہ کثرت ثواب اعمال الخیر پر ہے اور یہ معنی ساری امت میں مع اولاد پاک ﷺ سب سے زیادہ شیخین میں پایا جاتا ہے۔ پھر اکثر و جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان غنی افضل ہیں پھر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم ہیں۔

قابل غور بات یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے یہ بات بھی نقل فرمائی بعض کے نزدیک خلفاء اربعہ کی افضلیت سوائے اولاد پاک ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے تو اس میں حضرت علی المرتضٰی بھی شامل ہیں اور اولاد پاک پر ان کی افضلیت بھی ثابت نہیں ہوتی تو پھر اگر خصم حضرت علی کو فاضل مانے تو بتائے کس دلیل سے اگر علی الاطلاق فاضل مانتا ہے تو وضاحت کرے پھر ہم بھی جواب دیں گے۔ حقیقت یہ ہے جواب وہی حق ہے جو شیخ محقق نے خود تکمیل الایمان میں ارشاد فرما دیا ہے۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

لہذا خواہ مخواہ یہ رٹ لگانی کے حضرت علی افضل ہیں غلط ہے اِس سے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ رد ہوتا ہے جو کہ خلاف واقع ہے کیونکہ جس معنیٰ میں حضرت صدیق اکبر افضل ہیں جو اہل سنت کی مراد ہے کثرت ثواب اس میں حضرت صدیق اکبر کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں ہوسکتا بلکہ ممکن نہیں۔

ابن عبدالبر کی روایت کی وضاحت امام ابن حجر مکی کی زبانی

تفضیلیوں (شیعہ) کو ایک یہ گذارش بھی ہے کہ شیخ صاحب کی عبارت سے واضح ہے کہ بعض حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت کے قائل اس لئے ہیں کہ اُن کی نسبت بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فاطمہ الزہراء) سے زوجیت والی ہے تو پھر ہم گذارش کریں گے پھر تمہیں چاہیے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت علی سے ایک مرتبہ اور شیخین سے دو مرتبہ افضل مانا جائے کیونکہ ان کے نکاح میں دو بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ (مؤلف)

امام ابن حجر مکی یوں ارقام فرماتے ہیں: **فان قلت ینافی ماقدمته من الاجماع علی افضلیت ابی بکر قول بن عبدالبر ان السلف اختلفوا فی تفضیل ابی بکر وعلی رضی الله تعالیٰ عنهما وقوله ایضا قبل ذالک روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید الخدری وزید بن ارقم ان علیا اول من اسلم وفضله هولاء علی غیرہٖ قلت اما ماحکاه اولا من ان السلف اختلفو فی تفضیلهما فهو شئ غریب انفرد عن غیرہٖ ممن هو اجل منه حفظا واطلاعا فلایعول علیه. فکیف والحاکی لاجماع الصحابة والتابعین علی تفضیل ابی بکر**

وعمر وتقديهما اعلى سائرالصحابة جماعة من اكابر الائمة منهم الشافعى رضى الله عنه كما حكاعنه البيهقى وغيره وان من اختلف منهم انما اختلف فى على وعثمان وعلى التنزل فانه حفظ مالم يحفظ غيره فيجاب عنه بان الائمة اعرضوا عن هذهٖ المقالة لشذوذها الى ان شذوذالمخالف لايقدح فيه اورأو انها حادثة بعد انعقاد الاجماع فكانت فى حيز الطرح والرد على ان المفهوم من كلام ابن عبدالبر ان الاجماع استقر على تفضيل الشيخين على الحسنين واما ما وقع فى طبقت ابن السبكى الكبرىٰ عن بعض المتاخرين من تفضيل الحسنين من حيث انهما بضعة فلانيا فى ذالک مما قدمناه ان المفضول قد توجد فيه مزية ليست فى الفاضل على ان هذا تفضيل لايرجع لكثرة الثواب بل لمزيد شرف ففى ذات اولادهٖ ﷺ من الشرف ماليس فى ذات الشيخين ولكنهما اكثر ثوابا واعظم نفعا للمسلمين والاسلم واخشى لله واتقى ممن عداهم من اولادهٖ ﷺ فضلا عن غيرهم واما ماحكاه اعنى ابن عبدالبر حاكيا عن اولئک الجماعة فلا يقتضى انهم قائلون بافضيلت على على ابى بكر مطلقا. امامن حيث تقدمه عليه اسلاماً بناء على القول بذالک اومرادهم بتفضيل على على غيره ماعداالشيخين وعثمان لقيام الادلة الصحريحة الصحيحة على افضيلت هولاء عليه۔[1] خلاصہ اس عبارت کا

---

[1] الصواعق المحرقہ ص۵۹۔۵۸ مطبوعہ مصر

یہ ہے کہ امام ابن حجر مکی نے افضلیت صدیق اکبر پر اجماع نقل فرمایا۔ ابن عبدالبر کی عبارت کو لیکر معترض نے اعتراض کیا تو امام ابن حجر اُس اعتراض کو نقل کرتے ہیں فان قلت سے تو پھر کئی وجوہ سے جواب دیتے ہیں۔

اعتراض یہ ہے کہ آپ نے کہا افضلیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے حالانکہ ابن عبدالبر کا قول ہے کہ سلف نے تفضیل ابی بکر اور علی میں اختلاف کیا ہے۔ دوسرا یہ بھی قول ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سلمان حضرت ابوذر حضرت مقداد حضرت خباب حضرت جابر حضرت ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی المرتضٰی اسلام لائے اور یہ صحابہ کی جماعت حضرت علی المرتضٰی کو ان کے غیر پر فضیلت دیتی تھی۔

قلت سے جواب دیتے ہیں: اولا یہ جو حکایت ابن عبدالبر نے کی ہے کہ سلف نے ان دونوں (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضٰی) میں تفضیل کا اختلاف کیا ہے۔ یہ شئ غریب ہے اس میں ابن عبدالبر منفرد ہے ان اکابر سے جو حفظ ومعلومات کے اعتبار سے اِس سے بڑے ہیں لہذا اِس روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کس طرح اعتماد کیا جاسکتا ہے حالانکہ تفضیل ابی بکر اور ان کی تقدیم تمام صحابہ پر صحابہ وتابعین کا اجماع منقول ہے اور حکایت کرنے والی اکابر آئمۃ کی جماعت ہے۔ ان اکابر میں سے امام شافعی ہیں جس طرح امام بیہقی وغیرہ نے حکایت کیا ہے اور وہاں اگر اختلاف ہے تو حضرت علی المرتضٰی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہے۔

ثانیا علی سبیل التنزل جواب۔ اگر مانا جائے کہ ابن عبدالبر نے وہ کچھ محفوظ

کیا جو اس کے غیر نے نہیں کیا۔ تو جواب یہ ہے کہ اولاً آئمہ نے اس مقالہ سے اعراض فرمایا کیونکہ یہ روایت شاذہ ہے اور مخالف کا شذوذ اجماع میں خرابی پیدا نہیں کر سکتا۔ ثانیاً آئمہ نے دیکھا کہ یہ اختلاف اجماع منعقد ہونے کے بعد پیدا ہوا تو یہ اختلاف مطروح و مردود ہے اس پر کوئی اعتماد نہیں۔

اِس کے علاوہ یہ بات ہے کہ ابن عبدالبر کی کلام سے مفہوم یہ ہے کہ اجماع تفضیل شیخین علی الحسنین پر منعقد ہوا۔

اور اعتراض کہ طبقات ابن السبکی میں ہے کہ بعض متاخرین حسنین کو شیخین پر فضیلت دیتے تھے اس حیثیت سے کہ یہ بضعہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو یہ ہمارے مدعا کے منافی نہیں کیونکہ مفضول میں کبھی ایسی فضیلت پائی جاتی ہے جو فاضل میں نہیں پائی جاتی۔

علاوہ اس کے اور جواب یہ کہ تفضیل کثرت ثواب کی طرف رجوع نہیں کرتی بلکہ یہ شرف نسب کی فضیلت کی طرف رجوع کرتی ہے اور جو شرف اولاد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں پایا جاتا ہے وہ جزوی شرف ذات شیخین میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن یہ دونوں بزرگ اکثر ہیں ثواب کے لحاظ سے اور اعظم ہیں از روئے مسلمان کے نفع کے اور اسلام کے نفع کے۔ یہ دونوں بزرگ شیخین اولاد رسول اللہ ﷺ سے بھی زیادہ تقویٰ اور خشیت الٰہی رکھنے والے ہیں بڑھ کر ان کے غیر سے بھی

لیکن ابن عبدالبر نے جو صحابہ کرام سے تفضیل نقل کی ہے وہ اس کی مقتضی نہیں کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ کو حضرت ابو بکر صدیق پر مطلقاً افضل مانتے تھے یا اس وجہ سے کہ حضرت علی المرتضیٰ اسلام لانے میں مقدم و اوّل ہیں یا ان صحابہ کرام کی مراد یہ

ہے کہ حضرت علی المرتضٰی حضرات شیخین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ ان تین بزرگ صحابہ کی افضلیت پر دلائل صریحہ صحیحہ قائم ہیں۔

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ نے ابن عبدالبر کی روایت پر تبصرہ کر کے مسئلہ کو بے غبار فرمادیا اس کے بعد اس روایت کو افضلیت حضرت علی المرتضٰی میں علی الاطلاق ذکر وہی کریگا جو متعصب اور ہٹ درم ہوگا۔ منصف اور متلاشی حق کیلئے یہ وضاحت کافی ہے۔

ابن عبدالبر کا اعتراف کہ افضلیت علیٰ ترتیب الخلافۃ ہے۔

علامہ ابن عبدالبر نے حدیث بخاری پر اعتراض کرتے کرتے افضلیت خلفاء اربعہ کا علیٰ وجہ ترتیب الخلافۃ کا اعتراف کرلیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے حدیث روایت کی ہے: **عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنا نخیر بین الناس فی زمن النبی ﷺ فنخیر ابابکر ثم عمر ابن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم** ۔امام ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح میں چند ایک اور روایات بھی پیش فرمائی ہیں۔یوں ارقام فرماتے ہیں: **وفی روایۃ عبیداللہ بن عمر عن نافع فی مناقب عثمان کنا لانعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ ﷺ ولابی دائود من طریق سالم عن ابن عمر کنا نقول ورسول اللہ حیی ﷺ افضل امۃ النبی بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان زاد الطبرانی فی روایتہ فیسمع رسول اللہ ﷺ ذالک**

فلاینکرہ روی خیثمۃ بن سلیمان فی فضائل الصحابۃ من طریق سھل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابن عمر کنا نقول اذا ذھب ابوبکر وعمر وعثمان استوی الناس فیسمع النبی ﷺ فلا ینکرہ[1] - یہ تمام روایات حدیث ترجمۃ الباب کی شرح میں لائی گئی ہیں جن میں بالکل واضح ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی اسی مقام پر یوں تحریر فرماتے ہیں: وفی الحدیث تقدیم عثمان بعد ابی بکر وعمر کماھو المشھور عند جمھور اھل السنۃ وذھب بعض السلف الیٰ تقدیم علی علیٰ عثمان ۔ انہوں نے بھی مادہ اختلاف متعین فرمایا۔ (مؤلف) آگے فرماتے ہیں وحدیث الباب حجۃ للجمھور۔ کہ بخاری شریف کی حدیث جمہور اہل سنۃ کی دلیل ہے۔ اب آیا اعتراض ابن عبدالبر کا جو جمہور اہل سنۃ کی دلیل پر ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں: وقد طعن فیہ ابن عبدالبر واستند الی ماحکاہ عن ھارون بن اسحاق قال سمعت ابن معین یقول من قال ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وعرف لعلی سابقیۃ وفضلہ فھو صاحب سنۃ قال ذکرت لہ من یقول ابوبکر وعمر وعثمان ویسکتون فتکلم فیھم بکلام غلیظٍ وتعقب بان ابن معین انکر رای قوم وھم العثمانیۃ الذین یغالون فی حب عثمان وینتقصون علیا. ولاشک فی ان من اقتصر علی ذالک ولم یعرف لعلی ابن ابی طالب فضلہ فھو مذموم وادعی

---

[1] فتح الباری شرح بخاری

ابن عبدالبر ایضاً ان هذا الحدیث خلاف قول اهل السنة ان علیا افضل الناس بعد الثلاثة فانهم اجمعوا علی ان علیا افضل الخلق بعد الثلاثة ودل هذا الاجماع علی ان حدیث ابن عمر غلط وان کان السند الیه صحیحا. وتعقب ایضاً بانه لایلزم من سکوتهم اذا ذاک عن تفضیله عدم تفضیله علی الدوام وبان الاجماع المذکور انما حدث بعد الزمن الذی قیده ابن عمر فیخرج حدیثه عن ان یکون غلطا [1] تحقیق ابن عبدالبر نے اِس حدیث الباب میں طعن واعتراض کیا اور اس طعن پر سند اس کو پیش کرتا ہے جو ھارون بن اسحاق سے مروی ہے۔ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے محدث ابن معین کو یہ بات کہتے ہوئے سنا جس نے کہا ابوبکر وعمر وعثمان وعلی (یہ ترتیب پیش نظر رکھتا ہے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی فضیلت ومرتبہ کا قائل ہے وہ اہل سنت وجماعت اور حق پر ہے۔ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے کہا جو کہے ابوبکر وعمر وعثمان اور پھر خاموش ہوجائے تو اس کے متعلق کیا فرماتے ہو تو انہوں نے سخت کلام کی ایسے شخص کے متعلق امام ابن حجر اسکا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ابن عبدالبر کا تعاقب کیا گیا ہے۔امام ابن معین نے ان لوگوں کا رد وانکار کیا ہے جو حضرت عثمان غنی کی شان میں غلو کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی شک نہیں جو شخص ان تین بزرگوں کا ذکر کرے اور بغض علی کی بنا پر حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر نہ کرے وہ بد بخت ہے اور مذموم ہے کہ اس نے فضل علی المرتضیٰ کو نہیں پہچانا۔اعتراض کی دوسری شق ابن عبدالبر نے یہ

---

[1] فتح الباری شرح بخاری

بھی دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث اہل سنت کے قول کے خلاف ہے کیونکہ اھل سنت وجماعت کا قول ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ افضل البشر ہیں اور یہ اجماع دلالت کرتا ہے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما غلط ہے اگرچہ اس کی سند صحیح ہے۔ ''جواب'' اس کا بھی تعاقب کیا گیا ہے اولاً یوں کہ ان تین بزرگوں کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کے ذکر سے سکوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت ابن عمر کے نزدیک ان کے بعد حضرت علی کی فضیلت نہیں ثانیاً جو اہل سنت وجماعت کا اجماع اس زمانہ کے بعد منعقد ہوا جس زمانہ سے حضرت عبداللہ بن عمر نے مقید کیا ہے۔لہذا حدیث غلط ہونے سے خارج ہوگئی۔امام ابن حجر عسقلانی پھر یوں بھی ارقام فرماتے ہیں: **والذی اظن ان ابن عبدالبر انما انکر الزیادة التی وقعت فی روایة عبیدالله بن عمر وھی قول ابن عمر ثم نترک اصحاب رسول الله ﷺ لکن لم ینفرد بھانافع فقد تابعه ابن الماجشون اخرجه خیثمة من طریق یوسف بن الماجشون عن ابیه عن ابن عمر کنا نقول فی عھد رسول الله ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان ثم ندع اصحاب رسول الله ﷺ فلا تفاضل بینھم ومع ذالک فلا یلزم من ترکھم التفاضل اذ ذاک ان لایکونوا اعتقد وابعد ذالک تفضیل علی علی من سواه والله اعلم۔**

میرا گمان یہ ہے کہ ابن عبدالبر صرف اس زیادتی کا انکار کرتے ہیں جو عبداللہ بن عمر کی روایت میں واقع ہوئی جو نافع سے روایت وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں وہ زیادتی ابن عمر کا قول ہے ثم نترک اصحاب رسول اللہ ﷺ۔لیکن اس

روایت میں نافع منفرد نہیں ابن ماجشون نے متابعت کی ہے خیثم نے یوسف بن ماجشون کے طریق سے اپنے باپ سے روایت کیا وہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے ابوبکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا کرتے تھے ان میں سے افضل ومفضول کا بیان نہیں کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ تو لازم نہیں آتا فضیلت کا بیان نہ کرنا اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت کا بعد والے لوگوں پر عقیدہ نہیں رکھتے تھے لہذا ابن عبدالبر کا اعتراض حدیث الباب سے اڑ گیا اور مسکت جواب آ گیا۔ امام ابن حجر عسقلانی مزید یوں ارقام فرماتے ہیں: قد اعترف ابن عمر بتقديم علی علی غيره كما تقدم فی حديثه الذی اوردته فی الباب الذی قبله وقد جاء فی بعض الطرق فی حديث ابن عمر تقييد الخيرية والا فضلية بما يتعلق بالخلافة وذالک فيما اخرجه ابن عساكر عن عبدالله ابن عساكر عن سالم عن ابن عمر قال انكم لتعلمون انا نقول علی عهد رسول الله ﷺ ابوبكر وعمر وعثمان يعنی فی الخلافة كذافی اصل الحديث۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی المرتضیٰ کی افضلیت کا اعتراف کرتے ہیں کہ بعد از خلفاء ثلاثہ تمام لوگوں سے آپ افضل ہیں۔ جیسا پہلے باب کی حدیث میں گذر چکا ہے اور بعض طرق میں حضرت عبداللہ بن عمر سے یوں بھی آیا افضلیت اُس ترتیب سے متعلق ہے جس ترتیب سے خلافت ہے۔ چونکہ خلافت میں ابوبکر اوّل، ثانی حضرت عمر، ثالث حضرت عثمان پھر افضل الناس حضرت علی المرتضیٰ۔ اور اس میں وہ

حدیث ہے جو ابن عسا کر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے بیشک تم کو معلوم ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ہم کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر عثمان رضوان اللہ علیہم یعنی خلافت میں یعنی جو ترتیب خلافت میں ہے وہی ترتیب افضلیت بمعنی کثرت ثواب اور مراتب میں ہے عنداللہ۔

ایک روایت میں یوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ **کنا نقول فی عهد رسول الله ﷺ من یکون اولی الناس بهذا الامر ثم نقول ابوبکر ثم عمر**[1] ۔ کہ ہم کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں خلافت کا مستحق کون ہے؟ ہم کہا کرتے تھے ابوبکر پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

قارئین امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے فتح الباری میں ابن عبدالبر کے اعتراض کو ھباء منثورا کر دیا ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ ابن عبدالبر اس کے قائل اور معترف ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ حضرت علی خلفاء ثلاثہ کے بعد تمام خلق سے افضل ہیں۔ اور رہا علی الاطلاق افضل تو ابوبکر صدیق ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان کیونکہ ابن عبدالبر کی عبارت **فانهم اجمعوا علی ان علیا افضل الخلق بعد الثلاثة** کہ اہل سنت کا اجماع ہے اس بات پر کہ تین خلفاء کے بعد تمام خلق سے حضرت علی افضل ہیں اور جو روایت صحابہ والی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صحابہ کرام ان خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کو سب سے افضل مانتے تھے اور یہی مطلب امام ابن حجر مکی ھیتمی صواعق محرقہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان میں ذکر فرمایا۔ لہٰذا ابن عبدالبر کا اپنا عقیدہ

---

1. فتح الباری شرح بخاری

بھی یہی ہے کیونکہ وہ اہل سنت سے خارج تو نہیں۔

ایک اور مغالطہ **ابوبکر خیر من علی وعلی افضل من ابی بکر۔**

جو لوگ افضلیت کا زہر گھولتے ہیں اور اہل سنت میں رافضیت کا بیج بوتے ہیں وہ یہ روایت بھی بیان کرتے ہیں بعض اکابر امت یوں کہا کرتے تھے حضرت ابوبکر حضرت علی المرتضیٰ سے خیر ہیں اور حضرت علی حضرت ابوبکر سے افضل ہیں۔لہذا یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے کہ حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق سے افضل ہیں۔

امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں اس کو ذکر فرمایا: **ماحکاه الخطابی عن بعض مشائخه انه کان یقول ابوبکر خیر وعلی افضل لکن قال بعضهم ان هذا تهافت من القول ای انه لامعنی للخیریة الا الافضلیة**

خطابی نے اپنے بعض مشائخ سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ابوبکر خیر ہیں اور حضرت علی افضل ہیں۔لیکن بعض اکابر نے فرمایا اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ خیر اور افضل دونوں الفاظ مترادفہ ہیں۔ایک ہی معنی ہے۔(وہ معنی اس باب میں کثرت ثواب ہے۔مؤلف) جو بیان کیا جا چکا ہے۔لہذا یہ تفریق درست نہیں۔

ثانیاً یہ کہ افضلیت ابوبکر صدیق پر قرآن سے لیکر احادیث صحیحہ صریحہ دال ہیں اور پھر امت کا اجماع منعقد ہے تو وہاں خطابی کی اس حکایت کا کیا اعتبار ہے۔اور اجماع وہ قوی دلیل ہے کہ اگر حدیث صحیح معارض آجائے تو درجہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے تو پھر ابن عبدالبر کی روایت شاذہ اور خطابی کی حکایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

امام ابن حجر مکی خطابی کی روایت کی تفصیل یوں فرماتے ہیں: **فان ارید ان**

خیریة ابی بکر من بعض الوجوه والفضلیة علی من وجه آخرلم یکن ذالک من محل الخلاف ولم یکن ذالک الامر خاصا بابی بکر وعلی وابوبکر وابوعبیده مثلا یقال فیهما ذالک فان الا مانة التی فی ابی عبیدة وخصه بها ﷺ لم یخص ابابکر بمثلها فکان خیراً من ابی بکر من هذا الوجه الحاصل ان المفضول قدیوجد فیه مزیة بل مزایا لاتوجد فی الفاضل۔

فان اراد الشیخ الخطابی ذالک وان ابابکر افضل مطلقا الا ان علیا وجدت فیه مزایا لا توجد فی ابی بکر فکلامه صحیح والافکلامه فی غایة التهافت خلافا لمن انتصرله ووجه بمالا یجدی بل لایفهم۔[1]

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ خطابی کی نقل کردہ روایت سے ہم پوچھتے ہیں خطابی کی کیا مراد ہے۔اگر خیریت ابی بکر سے مراد اور وجہ ہے اور افضلیت حضرت علی سے مراد اور وجہ ہے تو پھر یہ بات محل اختلاف نہیں اور یہ بات حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت ابوعبیدہ کے درمیان میں بھی کہا جا سکتا ہے۔ابوبکر خیر من ابی عبیدہ اور ابوعبیدہ افضل من ابی بکر کیونکہ امانت کے سلسلہ میں جو حضور ﷺ نے ان کو خصوصیت عطا فرمائی ہے اسکا بیان انہی کے لیئے ہے۔تو لہذا کہا جا سکتا ہے ابوعبیدہ اس وجہ خاص (امانت میں) ابوبکر صدیق سے خیر ہیں. خلاصہ یہ ہوا کہ بعض اوقات مفضول میں ایسی فضیلتیں پائی جاتی

---

[1] الصواعق المحرقہ

ہیں جو فاضل میں نہیں پائی جاتیں (مگر فاضل فاضل ہی ہوتا ہے اور مفضول مفضول ہی ہوتا ہے). اگر شیخ خطابی کا اعتقاد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق مطلقاً افضل ہیں اور حضرت علی المرتضٰی میں کچھ ایسی فضیلتیں پائی جاتی ہیں کہ حضرت ابوبکر میں وہ جزئیات نہیں پائی جاتیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں جزئیات میں کلام درست ہے۔ اگر یہ مطلب نہیں تو پھر کلام درجہ اعتبار سے ساقط ہے باقی اگر کوئی اسکے علاوہ توجیہ کرتا ہے تو وہ بے فائدہ اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ یہ تبصرہ تھا امام ابن حجر مکی کا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اس روایت کو ذکر کر کے جواب ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ ہو. شیخ صاحب یوں ارقام فرماتے ہیں آنکہ از قول خطابی کہ از بعض مشائخ خود نقل کردہ است نیک تواں دریافت کہ چہ مقصود دارو خیریت چیست و افضلیت کدام خیر است کہ گفتہ است کہ ابوبکر خیر من علی وعلی افضل من ابی بکر اگر مراد خیریت۔ ابوبکر از وجہے است و افضلیت علی از وجہے دیگر پس این سخنے است بیروں از دائرہ خلاف و خارج از محل نزاع واگر مراد از خیریت کثرت ثواب است و از افضلیت وجوہ دیگر مثل شرف ذات و کرامت است و امثال آں پس منافات بمقصو دندارد اگر غرضے دیگر و مرادے دیگر دارو بیان کند تا معلوم شود کہ حقیقت حال چیست واللہ اعلم [1] عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خطابی نے جو اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر خیر من علی و علی افضل من ابی بکر اس خیریت وافضلیت سے کیا مراد ہے. اگر یہ مراد ہے کہ حضرت ابوبکر کی خیریت ایک وجہ سے ہے اور حضرت علی کی افضلیت اور وجہ سے ہے تو پھر یہ مسئلہ اختلاف اور نزاع سے خارج ہے اگر خیریت ابوبکر سے کثرت ثواب مراد ہے اور

---

[1] تکمیل الایمان

افضلیت حضرت علی اور وجہ سے مثلاً ذاتی شرف اور کرامت (کہ سیدۃ النساء اھل الجنت بضعۃ رسول ﷺ کے شوہر حسنین کریمین کے والد گرامی ہیں) تو یہ بات ہمارے مدعا کے خلاف نہیں اور اگر کوئی اور غرض اور مراد ہے تو بیان کی جائے تا کہ معلوم ہو جائے حقیقت حال کیا ہے؟

قارئین دونوں بزرگوں کی توضیحات اس عبارت کے سلسلہ میں آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں. نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ اھل سنت کے نزدیک افضلیت کا معنی کثرت ثواب ہے جسکو متعدد بار پہلے واضح کیا جاچکا ہے اس معنی کے اعتبار سے انبیاء و مرسلین ورسل ملائکہ کے بعد ابو بکر صدیق مطلقا پوری خلق خدا سے افضل ہیں اور یہاں فضائل کی اور تعداد کی بات نہیں بلکہ قیمت اور کیفیت کی بات ہے جزوی فضیلتیں جو مخصوصہ ہیں ان سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی ۔ ورنہ لازم آئے گا بعض غیر نبی نبی سے افضل ہو جائیں العیاذ باللہ وھذا باطل ۔ جسطرح جزئیات خاصۃ کے لحاظ سے غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا یوں جزئیات خاصہ کی کثرت کے پائے جانے سے امت میں سے کوئی شخص بھی حضرت ابو بکر صدیق سے افضل نہیں ہوسکتا (ان کے ایمان کی اتنی قدر و قیمت ہے کہ **لو اتزن ایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح** اگر ساری امت کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ابو بکر صدیق کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو ایمان ابی بکر کا پلڑا بھاری ہوگا اور باقی نیکیوں کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے) کہ حضرت عمر فاروق کی ساری نیکیاں حضرت ابو بکر صدیق کی صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غار میں قیام والی ایک نیکی کی برابری نہیں کرسکتی۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اھل سنت و جماعت سے خارج ہے:

اس مدعا پر دلیل سے پہلے ایک تمہید ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ حدیث مبارکہ میں ہے عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ لیا تین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذالک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ وستفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالو امن ھی یارسول اللہ ﷺ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی احمد وابی داؤد عن معاویۃ ثنتان و سبعون فی النارو واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم تلک الاھواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عرق و لا مفصل الادخلہ [1]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا جس طرح بنی اسرائیل پر آیا تھا اس طرح مطابقت ہوگی جسطرح نعل کی نعل (جوتے کی جوتے) سے مطابقت ہوتی ہے حتی کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کو علانیہ آیا تو میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو یہ فعل کریں گے۔ اور بیشک بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی تمام ناری (دوزخی) ہوں گے مگر ایک فرقہ ناجی اور جنتی ہوگا صحابہ کرام نے عرض کیا وہ

---

[1] مشکوٰۃ شریف

ایک ناجی جنتی کون سا ہے۔آپ نے فرمایا وہ جواس عقیدہ پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اسکو ترمذی نے روایت کیا۔

امام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔۷۲فرقے نار (آگ) میں ہیں اور ایک جنت میں.اور جنتی فرقہ اھل سنت و جماعت ہے اور عنقریب میری امت میں ایسی قومیں ظاہر ہوں گی جن میں ھوائے نفس اسطرح سرایت کر جائیں گی جسطرح کتے کا زہر کاٹے ہوئے انسان میں سرایت کر جاتا ہے کوئی رگ اور جوڑ باقی نہیں رہتا مگر اس میں اسکا زھر سرایت کر جاتا ہے.

دوسری حدیث عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ان الله لایجمع امتی اوقال امة محمد ﷺ علی ضلالة وید الله علی الجماعة ومن شذ فی النار رواه الترمذی وعنه قال قال رسول الله ﷺ اتبعو السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار . [1]

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ تعالیٰ میری امت یا امتہ محمد ﷺ (علی تردد لراوی) کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ھاتھ (اسکی تائید) جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا وہ نار جھنم میں پھینکا جائیگا۔

انھی سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ساتھ رہو جو اس بڑی جماعت سے جدا ہوا وہ نار جھنم

---

[1] ابن ماجہ شریف بحوالہ مشکوۃ شریف

میں پھینکا جائے گا.

قارئین ان احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ھے کہ حضور ﷺ کی امت میں ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ یہ فرقے اصول (اعتقاد) کے لحاظ سے ہیں نہ کہ فروع (فقہہ) کے لحاظ سے اور ان میں صرف ایک گروہ ناجی اور جنتی اور حق پر ہوگا باقی ۷۲ فرقے گمراہ ناری اور باطل ہوں گے۔

اور پھر حضور ﷺ نے فرمایا جنتی برحق گروہ وہ ہے جو ان عقائد پر ہوگا جو میرے صحابہ کے عقائد ہیں۔ اور ایک تعبیر میں اُس ناجی جنتی اور حق گروہ کو جماعت سے تعبیر فرمایا۔ پھر سواد اعظم سے تعبیر فرمایا اور وہ حق گروہ وہی ہے جسے اھل سنت و جماعت کہا جاتا ہے خارج اور واقع میں یہی گروہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، نقشبندی قادری، چشتی، سہروردی کے نام سے پایا جاتا ہے.

اس پر ایک اور واضح حدیث ذکر کرتے ہیں جو اھل سنت و جماعت میں نص ہے امام ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی متوفی ۵۴۸ھ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں وا خبر النبی ﷺ ستفترق امتی علی ثلاثٍ و سبعین فرقة الناجیة منها واحدة و الباقون هلکی قیل من الناجیة ؟ قال اهل السنة و الجماعة قیل و ما السنة و الجماعة قال ما انا علیه الیوم واصحابی [1] نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ایک ان میں ناجی (نجات پانے والا) ہوگا اور باقی ۷۲ هلاک ہونے والے ہیں عرض کیا گیا وہ ناجی فرقہ کونسا ہے؟ فرمایا وہ اھل سنت و جماعت ہیں

---

[1] الملل والنحل

عرض کیا گیا اھل سنت و جماعت کون ہیں فرمایا جو اس عقیدہ پر ہوں گے جس عقیدہ پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں .قارئین اس حدیث نے اھل سنت و جماعت کی حقانیت اور ناجی ہونے پر نص کردی ہے اور یہ حدیث اھل سنت و جماعت کے نام پر مشتمل ہے۔اس میں کسی قسم کی تاویل وتوجیہ کی گنجائش نہیں.

اس حدیث میں تصریح ہے کہ معیار حقانیت صحابہ کرام ہیں باب العقائد میں انہی کے عقائد کا اعتبار ہے ۔لہذا زیر بحث مسئلہ افضلیت بعد الانبیاء میں بھی وہی عقیدہ معتبر ہوگا جو صحابہ کرام کا تھا۔اور وہی عقیدہ اھل سنت کا ہوگا بلکہ اھل سنت وہی ہوگا جو صحابہ کرام کے عقیدہ پر ہوگا اب دیکھئے صحابہ کرام کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ تھا.

ہم پہلے متعدد احادیث پیش کر چکے ہیں تو اب بھی چند ایک احادیث پیش خدمت ہیں .عن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ بعثه علی حبیش ذات السلاسل قال فاتیته فقلت ای الناس احب الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال عمر فعدٗر جالا فسکت فخافة ان یجعلنی فی اخرهم. [1] حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں نبی ﷺ نے ان کو ذات سلاسل کے لشکر پر بھیجا کہا انہوں نے ، میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا لوگوں میں سب سے زیادہ آپکو کون محبوب ہے فرمایا عائشہ الصدیقہ میں نے عرض کیا مردوں میں سے فرمایا ان کے باپ (ابوبکر صدیق) میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر فاروق.تو چند مرد آپ ﷺ نے شمار فرمائے تو میں خاموش ہوگیا اس خوف سے کہ کہیں مجھے ان کے آخر میں شمار فرمادیں گے۔

---

[1] متفق علیہ مشکوۃ المصابیح

قارئین یہ حدیث بخاری ومسلم نے روایت کی جو ایسی حدیث کا منکر ہو۔ ابن حجر قسطلانی امام بدرالدین عینی اور حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں وہ ملحد بے دین ہے یہ حدیث نص ہے اس بات میں کہ تمام لوگوں میں سے زیادہ محبوب رسول ﷺ کے نزدیک ابوبکر صدیق ہیں جو سب سے زیادہ ان کے نزدیک محبوب ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے کیونکہ محبوب کا محبوب ہوتا ہے اور جو احب الناس ہو وہ افضل الناس ہوتا ہے۔لہذا اس حدیث سے افضلیت ابوبکر صدیق دلالۃ النص کے مرتبہ میں ثابت ہے.

اب صحابہ کرام کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

عن ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس بعد النبی ﷺ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ولا ینکر ذالک علینا ۔[1] عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں ہم کہا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر پھر عمر فاروق پھر عثمان ذولنورین اور حضور ﷺ اسکا ہم پر انکار نہیں فرمایا کرتے تھے.

حدیث نمبر۲: **عن محمد بن الحنفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی ﷺ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر و خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا رجل من المسلمین** [2] حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا انہوں نے میں نے اپنے والد گرامی (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم) سے عرض کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے فرمایا ابوبکر میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر اور مجھے خوف دامن

---

[1] رواہ البخاری [2] رواہ البخاری

گیرھوا کہ اب سوال پر حضرت عثمان غنی کا نام لیں گے میں نے عرض کیا پھر آپ؟ آپ نے فرمایا میں صرف مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں۔ (مؤلف) اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر۳: **عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی ﷺ لا نعدل بابی بکر احد اثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی ﷺ لانفاضل بینھم و فی روایته لابی دائود قال کنا نقول و رسول ﷺ افضل امة النبی ﷺ بعده ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی الله تعالیٰ عنھم** [1] حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہا انہوں نے ہم (صحابہ کرام) نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ابوبکر صدیق کے برابر (مرتبہ) میں کسی کو نہیں مانتے تھے پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر صحابہ کرام کو چھوڑ دیا کرتے تھے ہم ان کے درمیان فضیلتوں کو بیان نہیں کیا کرتے تھے .اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہم کہا کرتے تھے درآں حالیکہ رسول ﷺ ظاہری حیات طیبہ کے ساتھ موجود تھے حضور ﷺ کی تمام امت سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی بحوالہ مشکوٰۃ۔

حدیث نمبر۴: **اخرج ابن عساکر عن ابن عمر کناو فینا رسول الله ﷺ نغضل ابابکر و عمر و** عثمان وعلیا بحوالہ صواعق محرقہ ابن عمر فرماتے ہیں درآں حالیکہ رسول ﷺ ہم میں موجود تھے .ہم ابوبکر کو فضیلت دیتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر حضرت علی المرتضےٰ کو۔

حدیث نمبر۵: **واخرج ایضاًعن ابی ھریرۃ کنامعشر اصحاب**

---

[1] مشکوٰۃ شریف

رسول ﷺ و نحن متوافرون نقول افضل هذہ الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم نسکت [1] ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم گروہ اصحاب رسول ﷺ درآں حالیکہ ہم کثیر تعداد میں تھے کہا کرتے تھے نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان غنی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر ہم خاموش ہو جاتے تھے.

حدیث نمبر ۶: عن عمر قال ابوبکر سیدنا و خیرنا واحبنا الی رسول الله ﷺ [2] حضرت عمر نے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم میں سے بہتر و افضل ہیں ہم سب سے زیادہ رسول ﷺ کو محبوب تھے.

حدیث نمبر ۷: اخرج ابن عساکر ان عمر صعد المنبر ثم قال الا ان افضل هذہ الامة بعد نبیها ابوبکر فمن قال غیر هذا فهو مفتر علیه ما علی المفتری [3] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا خبردار نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں جو ان کے علاوہ کسی اور کو افضل مانے گا وہ مفتری ہے اسکو بہتان تراش کی حد ماری جائے گی.

امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں یوں ارقام فرماتے ہیں

انه تواتر عن علی خیر هذہ الامة بعد نبیها ابوبکر و عمر و انه قال لیس یفضلنی احد علی ابی بکر و علی عمر الا جلدته حدا حد المفتری [4] حضرت علی المرتضیٰ سے تواتر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا اس

---

[1] صواعق محرقہ [2] رواہ الترمذی [3] ابن عساکر [4] شرح عقیدۃ الطحاویہ

امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر فاروق نبی اکرم ﷺ کے بعد اور فرمایا جو مجھے ان دونوں بزرگوں پر فضیلت دیگا میں اُسے بہتان تراش کی حد (۸۰ کوڑے) ماروں گا۔

حدیث نمبر ۷: عن علی قال خیر الناس فی هذه الامة بعد ابی بکر عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم انا رواه الحافظ ابو سعید السمان کما فی فصل الخطاب بحوالہ نبراس شرح شرح عقائد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اس امت میں ابوبکر کے بعد سب سے افضل عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ذوالنورین پھر میں (حضرت علی المرتضٰی)

امام قاضی علی بن علی دمشقی متوفی ۷۹۲ھ یوں ارقام فرماتے ہیں.

قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فی خطبته التی خطبها عمر فی مجمع من المهاجرین والانصار انت خیرنا وسیدنا واحبنا الی رسول ﷺ ولم ینکر ذالک منهم احدٌ[1] سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس خطبہ میں جو مہاجرین وانصار کے مجمع عام میں فرمایا اے ابوبکر صدیق آپ ہمارے سردار ہیں ہم سب میں سے افضل ہیں اور ہم سب میں سے رسول ﷺ کو زیادہ محبوب تھے. صحابہ کے اس عظیم مجمع عام میں انصار ومہاجرین میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

قارئین یہ بھی افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع صحابہ ہے:

امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی چشتی یوں نقل فرماتے ہیں عن عبدالله بن

---

[1] شرح عقیدۃ الطحاویہ

عمر قال اجمع المهاجرون والانصار علی ان خیر هذہ الامۃ ابوبکر و عمر و عثمان رواہ خیثمتہ بن سعد. [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا انصار ومہاجرین کا اس امر پر اجماع ہے کہ ساری امت سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام ابن حجر عسقلانی شافعی یوں ارقام فرماتے ہیں **عن الشافعی انه قال اجمع الصحابة واتباعهم علی افضلية ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی** [2] امام شافعی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا صحابہ کرام وتابعین کا اجماع کہ تمام امت سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ قارئین یہاں تک ہم نے یہ واضح کیا صحابہ کرام کا عقیدہ یہ تھا کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ اور یہ بھی حدیث پاک کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ صحابہ کرام کے عقیدہ پر صرف اہل سنت و جماعت ہیں۔ اہل سنت و جماعت خارج اور واقع میں وہ لوگ ہیں جو آئمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقلد ہیں۔

امام طحطاوی یوں ارقام فرماتے ہیں۔ **ومن شذ عن جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فيما يدخله فی النار فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله وحفظه وتوفيقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی**

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد [2] فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۸

مخالفتهم وهذهٖ الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والشافعیون والمالكیون والحنبلیون رحمهم الله تعالٰی ومن كان خار جاعن هذهٖ الاربعة فی هذهٖ فهو من اهل البدعة والنار فی حاشية الدرمستفاد از رسائل رضويه امام سيد طحطاوی حاشیہ درمختار میں نقل فرماتے ہیں۔ جو شخص جمہور اہل فقہ، اھل علم اور بڑی جماعت سے الگ ہوا وہ ایسی چیز میں الگ ہوا جو اُسے جہنم میں لیجائیگی۔ تو اے گروہ مسلمانان تم پر ناجی گروہ اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت حفظ اور توفیق اِسی کی موافقت میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسوائی، اس کا غضب اور ناراضگی اہل سنت و جماعت کی مخالفت میں ہے اور وہ ناجی (اہل سنت و جماعت) آج چار مذہبوں میں جمع ہیں۔ وہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں اور جو ان چاروں سے باہر ہے وہ بدعتی جہنمی ہے۔ رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ ہدایت المسلمین میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

دین نبی دا سارا مذہباں وچ چواں دے ہر ایک شہر ولایت خلق تابع دارا نہاں دے

یعنی دین سارا اصول وفروع اعمال وعقائد کے اعتبار سے سارا ان چار مذاہب میں بند ہے ان سے باہر بے دینی ہے۔ ہم پہلے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ مستند کر چکے ہیں کہ آئمہ اربعہ کے نزدیک خلفاء اربعہ کے مراتب عند اللہ اُسی ترتیب پر ہیں جس ترتیب پر خلافت واقع ہوئی ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ناجی گروہ صرف اور صرف اہل سنت و جماعت ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ اہل سنت و جماعت وہ ہیں جو حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مطلقاً بعد از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام خلق سے افضل مانیں اور مقدمہ بھی واضح ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت اجابت میں ۷۳ فرقے ہوں گے اُن میں سے ناجی اور جنتی گروہ صرف اہل سنت و جماعت ہیں اور باقی تمام ۷۲ فرقے ناری دوزخی ہیں۔ اِن مذکورہ مقدمات کو ملانے سے منطقی قیاس یوں بنے گا افضلیت ابی بکر صدیق علی الاطلاق حق ہے کیونکہ افضلیت صدیق اکبر عقیدہ صحابہ کرام ہے اور عقیدہ صحابہ کرام حق عقیدہ ہے۔ حد اوسط عقیدہ صحابہ عقیدہ صحابہ کو گرا دیا تو نتیجہ یہی آیا عقیدہ افضلیت ابی بکر صدیق برحق عقیدہ ہے۔ دوسرا مدعا یہ ہے افضلیت ابی بکر صدیق عقیدہ اہل سنت کا ہے۔

قیاس یہ ہے کیونکہ یہ عقیدہ صحابہ کرام کا ہے اور جو عقیدہ صحابہ کرام کا ہے وہی عقیدہ اہل سنت کا ہے لہذا نتیجہ آیا افضلیت ابی بکر صدیق عقیدہ اہل سنت کا ہے۔

ایک اور مدعا اہلسنت کا عقیدہ ہی حق ہے کیونکہ ان کا عقیدہ صحابہ کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جو عقیدہ صحابہ کے عقیدہ کے مطابق ہو وہی حق ہے لہذا نتیجہ آئے گا اہل سنت کا عقیدہ ہی حق ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ افضلیت ابی بکر صدیق حق ہے اور حق اہل سنت میں ہی بند ہے۔ لہذا جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ اہل سنت نہیں بلکہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

قارئین جب افضلیت صدیق اکبر کا منکر اہل سنت سے خارج ہوا تو پھر ظاہر ہے اُن ۷۲ ناری جہنمی فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ میں داخل ہوگا۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر رافضی شیعہ ہے:

جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر

فضیلت دے وہ رافضی شیعہ ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ عقائد صحابہ کرام کے خلاف ہے اور پھر یہ عقیدہ رکھنے والا ۷۲ باطل ناری فرقوں میں سے کسی ایک میں ضرور داخل ہوگا۔ اور جس ناری فرقے میں یہ داخل ہوگا وہ رافضی اور شیعہ ہے اور رافضی (شیعہ) باطل فرقوں میں سے مشہور اور قدیمی فرقہ ہے۔ مثلاً باطل فرقوں میں سے جبری، قدری، معتزلی، خارجی یونہی رافضی ہے۔ ہم تنگی مقام کی وجہ سے نہایت ہی اختصار سے صرف خارجی اور رافضی کا ذکر کریں گے چونکہ موضوع سے تعلق ہے، خارجی وہ باطل گروہ ہے جو صحابہ کرام سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اُن کا بہت چرچا کرتا ہے اُن کے نام پر فوج بناتا پھرتا ہے اور ان کے نام پر کٹ مرتا ہے مگر اہل بیت اطہار سے عداوت رکھتا ہے ان کی گستاخی کرتا ہے، گستاخی چاہے کسی صورت میں کرے وہ گستاخی ہے۔ وہ کبھی سیاست امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ باد کا نعرہ لگائے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گستاخی ہے کیونکہ یہ حضرات دونوں مقابل تھے تو اگر ایک مقابل کی سیاست زندہ باد ہوئی تو دلالتہ یہ بات ثابت ہوئی کہ دوسرے مدمقابل کی سیاست مردہ باد ہوتی لہذا یہ نعرہ لگانے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سیاست کو مردہ باد کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ یہ کتنی بڑی اہل بیت کی گستاخی ہے۔ لان علیا من اھل البیت ایضاً جب کہ اہل سنت کے نزدیک سیاست حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مبنیٰ حق ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست کا مبنیٰ بصورت مقابلہ خطاء اجتہادی ہے یعنی خطا ہے لیکن یہ خطا گناہ نہیں۔ مگر فرق واضح ہے صواب وحق اور خطاء کے درمیان اور کبھی خارجی یوں گستاخی کرتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ باغی تھے اور یزید امیر المؤمنین تھا العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اہل سنت کے

نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ پاک ہیں یزید پلید ہے۔ یہ سراپا حق ہیں وہ سراپا باطل وگناہ ہے۔ یہ سید الشہداء اور سید شباب اہل الجنۃ ہیں، وہ قاتل اہل بیت النبی ﷺ ہے اور وہ ناری دوزخی ہے۔

تو خارجی کی بظاہر محبت اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درحقیقت عداوت اہل بیت النبی ﷺ ہے لہذا یہ محبت مردود ہے اور رافضی وہ گروہ ہے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھتا ہے اور اہل بیت النبی ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے اُن کی محبت میں پیٹتا ہے اور کٹتا ہے واویلا کرتا ہے چونکہ ان میں محبت اہل بیت کے ساتھ صحابہ کرام کی عداوت ہوتی ہے لہذا یہ محبت بھی مردود وبیکار ہے لہذا یہ فرقہ بھی ناری ہوا۔

تو اہل سنت وجماعت کی کیا کیفیت ہے وہ مادہ اجتماعی ہے اس ناجی گروہ میں دونوں پاک گروہوں کی محبتیں ہیں اور اِن محبتوں کو ایمان کا حصہ مانتے ہیں۔ چونکہ مشہور حدیث ہے **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** میرے صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں جس کی اقتدا کرو گے ہدایت وروشنی ملے گی۔ اور دوسری حدیث **مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک** میرے اہل بیت کی شان اور کیفیت تم میں ایسے ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی تھی جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہوگیا۔ اِس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

ے اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

لہذا اہل سنت کے ہاتھ میں دونوں کا دامن ہے یہ صحابہ اور اہل بیت دونوں کے سپاہی اور محبت کرنے والے ہیں۔آپ نے غور فرمایا دو باطل فرقے معرض وجود میں صحابہ کرام اور اہل بیت کی نسبت آئے۔

باطل فرقہ رافضی پر ایک نظر اور افضلیت ابوبکر صدیق کا منکر رافضی کس طرح ہے۔

قارئین رافضی، شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اولاً خلافت کا حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق نہ تھی۔اب ان کو جب دلیل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔اگر خلافت حق نہ ہوتی تو امت کا اجماع کیسے منعقد ہوتا لہذا یہ اجماع اور اتفاق دلیل ہے اس امر کی کہ خلافت آپ کی برحق ہے امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: ان اجماع الامة على الباطل ممنوع ولاسيما الصحابة الذين هم افضل البشر بعد الانبياء واجاب الروافض بانهم ارتدوا بعد موت النبی ﷺ الاابعة نفر ابو ذر وسلمان والمقداد وعمار ونقلوا ذالک عن جعفر الصادق افتراً باطلا[1] امت کا اجماع باطل پر ممنوع ومحال ہے۔خصوصاً صحابہ کرام کا اجماع جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں تو روافض شیعہ اس کا

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد

جواب یوں دیتے ہیں کہ تمام صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مرتد ہو گئے تھے سوائے چار افراد کے حضرت ابوذر، حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد اور حضرت عمار العیاذ باللہ تعالیٰ یہ ارتداد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں جو امام جعفر صادق پر افتراء باطل ہے۔

ملاحظہ فرمایا روافض کا عقیدہ خلافت کے بارے میں۔

امام عبدالعزیز پرہاروی مزید برآں ارقام فرماتے ہیں: **ولا یخفیٰ ان من بلغت حماقته بکفر الصحابة اجمع فلیس باهل الخطاب**[1] یہ بات بالکل مخفی نہیں کہ جن لوگوں کی حماقت یہاں تک پہنچی کہ تمام صحابہ کرام کو کافر کہا وہ اس قابل نہیں کہ ان سے بات کی جائے۔

مولوی برخوردار ملتانی اِسی مقام پر نبراس کے حاشیہ میں یوں رقمطراز ہیں:

اعلم ان سائر فرق الشیعة متفقة فی ان الخلافة کانت حقا لعلی و انه وصی الیه بها قال القاضی ثم اختلف هو لاء فکفرت الروافض سائر الصحابة فی تقدیهم غیره وزاد بعضهم و کفر علیا لانه لم یقم فی طلب حقه نبرعهم وقال القاضی ولاشک فی کفر من قال هذا لان من قال کفر الامة کله والصدر الاول فقد ابطل الشریعة وهدم الاسلام جان تو کہ تمام شیعہ فرقے اس میں متفق ہیں کہ خلافت اول مرۃ حضرت علی المرتضیٰ کا حق تھی ان کیلئے خلافت کی وصیت ہو چکی تھی۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں پھر روافض شیعہ کا باہم اختلاف ہوا کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کے علاوہ

---

[1] نبراس

تمام کو کافر کہا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کو حق نہیں دیا۔ دوسروں کو مقدم کیا اور بعض نے حضرت علی المرتضیٰ کو بھی کافر کہا کہ انہوں نے اپنا حق طلب نہیں کیا۔

روافض یہود ونصاریٰ سے زیادہ بُرے ہیں:

امام عبدالعزیز پرہاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: **وذكر بعض الاكابر ان الروافض شر من اليهود والنصارىٰ فان اليهود على ان خير الامم اصحاب موسىٰ على نبينا وعليه الصلوٰة والسلام والنصارىٰ على ان خيرهم اصحاب عيسىٰ على نبينا وعليه الصلوٰة والسلام والروافض على ان شر الناس اصحاب محمد ﷺ وقال الامام الرازى نمله وادى النمل اعقل من الروافض فانها قالت ادخلوا مساكنكم لايحطمنكم سليمان وجنوده وهم لايشعرون فانها لم يجوز الظلم من اصحاب سليمان على نبينا وعليه الصلوٰة والسلام عمدا على النمل والروافض يعتقدون الظلم من اصحاب محمد ﷺ على اهل بيته** [1]

بعض اکابر نے ذکر فرمایا کہ روافض یہود ونصاریٰ سے زیادہ برے ہیں کیونکہ یہود کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو اصحاب موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہیں اور روافض وشیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام لوگوں سے بدترین اصحاب محمد ﷺ ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ امام فخر الملت والدین امام رازی رحمہ الباری فرماتے ہیں وادی نمل کی چیونٹی روافض سے عقل مند تھی کیونکہ

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد

اس نے چیونٹیوں سے کہا تھا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لشکر عدم شعور کی وجہ سے تمہیں پاؤں تلے روند نہ ڈالے۔ تو انہوں نے اصحاب سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمداً چیونٹیوں پر ظلم جائز نہ رکھا لیکن روافض کا عقیدہ ہے کہ اصحاب محمد ﷺ نے اہل بیت النبی ﷺ پر ظلم کیا۔

افضلیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روافض کا پہلا اصول ہے۔ اور شیعہ مذہب کی بنیاد ہے امام عبدالعزیز پرھاروی حنفی چشتی یوں ارقام فرماتے ہیں:

ھذہٖ المسئلة یدور علیها ابطال مذهب الشیعة فان اصولهم ان علیا رضی اللہ عنہ افضل الکل ثم یفرعون علیه انه اشبه الصحابة بالنبی ﷺ فهو الخلیفة ان مذهبه هو الحق لامذهب غیره وان الصحابة ظلموه حیث استخلفوا غیره مع انه افضل واعلم واشجع۔ [1]

افضلیت ابی بکر صدیق پھر عمر پھر عثمان پھر حضرت علی المرتضیٰ ایسا مسئلہ ہے کہ شیعہ مذہب کے ابطال کی اس پر مدار ہے اگر اس ترتیب کو صحیح مانا جائے تو شیعہ مذہب باطل ہو جاتا ہے۔

کیونکہ ان کا پہلا اصول یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ تمام صحابہ سے افضل ہیں پھر اس پر تفریع بٹھاتے ہیں کہ آپ سب صحابہ سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ زیادہ مشابہ تھے لہذا یہی خلیفہ ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ کا مذہب ہی حق ہے ان کے علاوہ باقی صحابہ کا مذہب حق نہیں اور صحابہ کرام نے حضرت علی المرتضیٰ پر ظلم کیا کہ حضرت علی کو خلیفہ نہ بنایا بلکہ غیر کو (یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق پھر عثمان غنی کو) خلیفہ

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد

بنایا۔ باوجود اس بات کے حضرت علی المرتضٰی افضل تھے۔ اعلم اور اشجع تھے۔

قارئین اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ حضرت علی المرتضٰی کو افضل خلفاء ثلاثہ ماننا یہ شیعہ روافض کا بنیادی قاعدہ ہے تاکہ اس بے بنیاد عبارت پر اپنے باطل مذہب کی تعمیر کریں۔ خلاصہ یہ ہوا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو افضل مانے وہ رافضی شیعہ ہے۔

یہ بہترین تحقیق امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جنہوں نے ثابت کیا کہ روافض اور شیعہ مذہب کا مبنیٰ اور مدار ایک مفروضہ ہے جس کی واقع میں بالکل کوئی حقیقت نہیں (صاحب نبراس)۔ ان کی کتاب نبراس سمجھنا ہر عالم کے بس کی بات نہیں۔ بعض مغرب زدہ مولوی صرف چند ٹکوں کے حصول اور خوشامد کیلئے صاحب نبراس پر لغو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کا علم پختہ نہیں تھا کیونکہ انہوں نے اوائل عمر نبراس تصنیف فرمائی۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بعض حضرات جب پاکستان میں تھے تو اُس وقت صاحب نبراس کی تحقیق و تصنیف پر کوئی اعتراض نہ ہوا جبکہ یہ کتاب سمجھدار مدرس دیکھ کے شرح عقائد پڑھاتا ہے۔ درمیانے مدرس کو یہ سمجھ ہی نہیں آتی اور وہاں فتویٰ بھی جاری کیا جاتا تھا کہ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر صدیق کا منکر اہل سنت سے خارج اور گستاخ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما بھی اہل سنت سے خارج اور یہ لوگ شیعہ ہیں یہ اہل سنت کے امام نہیں ہوسکتے۔ یہ فتویٰ اہل سنت و جماعت کے عظیم مرکز دربار عالیہ نقشبندیہ علی پور سیداں شریف سے جاری ہوا اور اس فتویٰ پر تصدیق اُس وقت کے سجادہ نشین قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ استاذ العلماء پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے فرمائی تھی ہم قارئین کی نظر وہ فتویٰ کرتے ہیں کچھ تبصرہ ہم کریں گے باقی تبصرہ آپ پر چھوڑ دیں گے۔

فتویٰ علی پور سیداں سیالکوٹ:

اہل سنت و جماعت کے مسلمات میں سے ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں، علماء اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل سنت کی علامت یہ ہے کہ ان دو بزرگوں کو تمام صحابہ کرام سے افضل جانے جو شخص شیخین کی افضلیت کا منکر ہو اہل سنت سے خارج ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے ایسے کو امام نہ بنایا جائے ۔ نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ ہدایت کے روشن مینار اور چمکتے ہوئے ستارے ہیں تمام ہی بتدریج وترتیب افضلیت کے مالک ہیں اور ان تمام کو رضائے الٰہی حاصل ہے کسی کی شان میں گستاخی اور طعن و تشنیع اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔ جو حضرت امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہتا ہے وہ خود بہت بڑا فاسق بدمذہب بددین ہے ایسا شخص اہل سنت کے زمرۃ سے خارج ہے۔ اس کا اہل سنت و جماعت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس کو امام بنانا ناجائز و حرام ہے۔ اس کے پیچھے اہل سنت و جماعت کی اقتدا قطعاً ناجائز ہے۔ اس کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب ۔

جواب ہمارے دین وفقہ کے عین مطابق ہے۔

حررہ غلام رسول مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف ۲۴ ستمبر ۱۹۷۱ء

اختر حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ

قارئین یہ ہے فتویٰ ان مفتی صاحب کا جنہوں نے صاحب نبراس کو صرف اس لئے ناپختہ عالم کہا کہ انہوں نے مسئلہ افضلیت کی بڑی نفیس اور پختہ تحقیق فرما کر

مسلک اہل سنت و جماعت کو واضح فرمایا اور روافض وشیعہ کا ایسا رد کیا جس کا جواب نہیں۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ یہی مولانا پاکستان کی سرزمین میں اہل سنت و جماعت کے نہایت ہی معتمد علیہ اور معتبر آستانے میں دوران تدریس ایسا فتویٰ صادر فرماتے ہیں جو حرف بحرف مسلک اہل سنت کے مطابق ہے اور جب سرزمین برطانیہ میں جلوہ افروز ہوئے اور برطانیہ میں کئی جلسوں میں خود مولانا مفتی موصوف صاحب نے زوردار طریقہ سے افضلیت علی المرتضٰی علیٰ ابی بکر الصدیق بیان کی ہے۔ اب تعارض کی وجہ کیا ہے؟ اور یہ تعارض اُٹھے گا کس طرح اس کی چند ایک صورتیں ہیں اولا یا تو وہ مولانا کی اوائل عمر تھی علم پختہ نہیں تھا علماء اہل سنت و جماعت کی تقلید میں یہ فتویٰ صادر فرمادیا اب چونکہ بوڑھے ہیں اور عالم جب بوڑھا ہوتا ہے اس کا علم جوان ہوتا ہے اور اب پختہ ہوا لہذا اب حقیقت منکشف ہوئی کہ جس طرح میرا علم اوائل عمر میں پختہ نہیں تھا اسی طرح امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علم بھی پختہ نہیں تھا تبھی تو انہوں نے علماء اہل سنت کی تائید میں افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر صدیق کو رکھا۔ لہذا اب علم جوان ہوا اور انکشاف تام ہوا ہے کہ حضرت علی المرتضٰی افضل البشر ہیں بعد الانبیاء۔ قارئین اگر یہ بات ہو تو پھر یہ ضرور لازم آتا ہے۔ مولانا نے اب اپنے فتویٰ سے رجوع فرمالیا ہے لیکن پوری امت مسلمہ کے اجماع کو کہاں لیجائیں گے اور آئمہ اربعہ کے فتاویٰ کو کہاں لیجائیں گے لہذا اجماع امت اور مزید آئمہ اربعہ کے فتاویٰ کے مطابق یہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور رافضی شیعہ گروہ میں داخل ہیں۔

ثانیاً اگر پاکستان والا فتویٰ درست ہے تو پھر برطانیہ میں اس کی نقیض کا چرچا کیوں؟ ظاہر ہے دونوں درست نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ مانعۃ الجمع ہے اسکا اجتماع اجتماع ضدین ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ سنیت اور رافضیت ضدیں ہیں۔

ہاں دونوں اُٹھ سکتے ہیں مولانا کا نہ پاکستان والا عقیدہ نہ برطانیہ میں بیان کیا جانے والا کہ حضرت علی المرتضیٰ افضل الکل ہیں تو پھر لازم آئے گا کوئی نیا عقیدہ گھڑا گیا ہو یہ قول بالفصل ہوگا۔ تو اب دونوں کی نفی ہو تو پھر وہاں مہتمم اور سجادہ نشین کے خوف سے اہل سنت والا عقیدہ ظاہر کیا گیا اور یہاں مالی منفعت اور دیگر مقاصد کی خاطر یہ عقیدہ ظاہر کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت صاحب نہ سنیوں میں نہ شیعوں میں یعنی نہ He ہیں اور نہ She۔ اور اگر پہلے پاکستان والا عقیدہ جزمی تھا اہل سنت تھے جب برطانیہ میں آئے تحقیق بڑھی تو وہ جزم جاتا رہا اور پھر ان علیاً افضل الکل بعد الانبیاء سے جزم ہوا۔ تو پھر یہ صورت بھی فیصلہ کن ہے کہ چلو پھر بھی اہل سنت و جماعت سے باتفاق اہل سنت خارج ہو کر زمرہ روافض شیعہ میں داخل ہو گئے۔

قارئین ہر حال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق بلکہ شیخین پر فضیلت دینے والا رافضی، شیعہ اور گمراہ باطل فرقہ میں داخل ہوتا ہے۔ امام ابن حجر قسطلانی یوں ارقام فرماتے ہیں کہ **قالت الشیعۃ و کثیر من المعتزلۃ الافضل بعد النبی ﷺ علی** [1]

شیعہ اور اکثر معتزلہ کا مذہب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔

---

[1] ارشاد الساری شرح بخاری

امام علامہ تفتازانی یوں ارقام فرماتے ہیں: **وعند الشیعة وجمهور المعتزلة الافضل علی** ۱ شیعہ اور اکثر معتزلہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔

امام کمال الدین حنفی المعروف بابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ یوں ارقام فرماتے ہیں: **وفی الروافض انمن فضل علیا فهو مبتدع** ۲ جو حضرت علی المرتضیٰ کو اصحاب ثلاثہ پر فضیلت دے بدعتی ہے رافضی ہے اِسی مقام پر فرمایا: **وان انكر خلافة الصديق وعمر الفاروق فقد كفر** الصدیق اکبر اور عمر فاروق کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

حضرت امام ملا علی قاری حنفی یوں ارقام فرماتے: **الشيعة تطلق على الفرقه الذين يفضلون عليا كرم الله وجهه الكريم ويزعمون انهم من شيعته اى اتباع سيرته** ۳ شیعہ کا لفظ ان لوگوں پر بولا جاتا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ کو فضیلت یعنی افضل الکل مانتے ہیں اور گمان کرتے ہیں ہم ان کے گروہ یعنی متبعین میں سے ہیں۔

حضرت امام صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ اعظمی رضوی سنی حنفی برکاتی یوں ارقام فرماتے ہیں عقیدہ بعد از انبیاء و مرسلین خلیفہ برحق اور امام مطلق حضرت سیدنا صدیق اکبر پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ پھر چھ ماہ کیلئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے ان حضرات کو خلفاء راشدین اور ان کی خلافت کو راشدہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔ ۴

---

۱ شرح مقاصد ۲ فتح القدیر شرح ہدایہ ۳ شرح الشفاء ۴ بہارِ شریعت

عقیدہ بعد از انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بدمذہب ہے عقیدہ افضلیت کے یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہو۔ اِسی کو کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ عقیدہ ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت یعنی افضل یہ مسلک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلیئے کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ص ۵۲ جلد ۱)

قارئین صاحب بہارِ شریعت نے بالکل صاف کر دیا ہے۔ باقی ان کے دور میں بھی سنی بننے والے تفضیلے تھے۔

یہ بڑی خطرناک صورت ہوتی ہے سنی بن کر رفض کا ٹیکہ لگانا اور ماہرانہ انداز میں کہ عوام الناس تو عوام الناس درمیانہ طبقے کے علماء اور خطباء سے یہ ہوشیار لوگ ٹیکہ لگا کے داد لیتے ہیں اپنی مہارت پر اور تائید کرواتے ہیں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ایسے بدعقیدہ اہل تفضیہ و نیم عریاں رافضیوں سے محفوظ رکھے۔

ورنہ بڑے بڑے دعوے داران لوگوں کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتے بلکہ اپنے جلسوں میں بلوا کر خطاب کرواتے ہیں۔

امام محمد عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ

یوں ارقام فرماتے ہیں: وقالت الشیعة و کثیر من المعتزلة الافضل بعد النبی ﷺ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ[1] شیعة اور

---

[1] الیواقیت والجواہر

اکثر معتزلہ کا مذہب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی المرتضٰی افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت والبرکت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: **الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافة الصدیق رضی اللہ عنہ فھو کافر خزانة المفتین** (بحوالہ فتاویٰ رضویہ نیا جلد ۱۴) رافضی اگر علی المرتضٰی کو غیر پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

دوسرے مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں: **الرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فھو کافر مجمع الانھر ملتقی الابحر** (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۴) رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہے تو بدعتی ہے اور اگر خلافت صدیق اکبر کا منکر ہے تو کافر ہے۔ تیسرے مقام میں یوں ارقام فرماتے ہیں: **الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنھما (والعیاذ باللہ تعالیٰ) فھو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم علیھما فھو مبتدع** (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۴) رافضی اگر سب وشتم کرتا ہے شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اللہ تعالیٰ کی پناہ اس کفر سے) تو وہ کافر ہے اور اگر صرف حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو افضل مانتا ہے ان دونوں بزرگوں سے تو وہ بدعتی ہے۔

ان عبارات سے بات واضح ہوگئی کہ رفض کلی مشکک ہے کہ اِس کے افراد میں شدت وضعف پایا جاتا ہے۔ رافضی کا وہ فرد جس پر اضعف طور پر سچا آتا ہے وہ تفضیلیہ ہے۔ اس کے بعد شدت وقوت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس کے کئی افراد

ہیں۔اُن میں سے ساب، شاتم شیخین بھی ہے جو کافر ہے۔

قارئین یہ تو ثابت ہو گیا کہ تفضیلیہ رافضی ہے اس پر شیعہ کا بھی اطلاق آتا ہے۔چونکہ شیعہ اور رافضی مترادف ہیں اور تفضیلیہ اُن کا فرد ہے اور ہر کلی اپنے افراد پر محمول ہوتی ہے جیسے الانسان حیوان، وزید انسان ایسے ہی یوں کہا جائے گا التفضیلۃ رافضی وشیعۃ ۔لہذا جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیگا وہ رافضی ہے شیعہ ہے اور رافضی، شیعہ اور اہل سنت کے درمیان تباین کلی ہے۔چونکہ رافضی شیعہ ان ۷۲ ناری فرقوں میں سے ہے۔جو حدیث میں بیان ہوئے ہیں اور اہل سنت و جماعت ناجی اور جنتی گروہ ہے لہذا ہم یہ ضرور کہیں گے اہل سنت و جماعت خواص وعوام الناس تمام ہوشیار رہیں خصوصاً برطانیہ میں جہاں ہر شئے آزاد ہے۔اپنی صفوں میں ایسے لوگوں کو پہچانے جو تفضیلیت کی صورت میں رافضیت اور شیعیت پھیلا رہے ہیں جو تقریروں میں جلسے اور جلوسوں میں یہ کہتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت صدیق اکبر سے افضل ہیں بلکہ تمام اہل بیت کو افضل قرار دیتے ہیں ایسے لوگ سنی نہیں نہ اہل سنت کے مقتدی و پیشوا ہو سکتے ہیں اگر ایسی تقریریں سنانے کی کوشش کی جائے تو انہیں یہ آیت پڑھ کر سنادی جائے وامتازوا الیوم ایھا المجرمون ۔اے مجرمو اہل سنت سے جدا ہو جاؤ یا پھر صحیح معنوں میں اندر و باہر ظاہر و باطن سے اہل سنت بن کر رہو۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

مسئلہ افضلیت نہایت ہی اہم ہے:

مسئلہ افضلیت پر قلم اٹھانا، انتہائی ضروری ہے خصوصاً جب اہل سنت کے اندر ایسے لوگ گھسے ہوئے ہوں جو در پردہ تفضیلیت (رافضیت) پھیلا رہے ہوں چونکہ رافضی، شیعہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر یہ عمارت تعمیر کرتے ہیں کہ آپ چونکہ خلافت کے حق دار تھے اور صحابہ کرام نے آپ کا حق غصب کیا لہذا صحابہ کرام ظالم ہیں العیاذ باللہ اور پھر مسلک اہل سنت و جماعت کو باطل کہتے ہیں اور ضعفاء مسلمین کو گمراہ کرتے ہیں۔

امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالٰی یوں ارقام فرماتے ہیں: **وان الصحابة ظلموه حيث استخلفوا غيره مع انه افضل واعلم واشجع وان الظالمين غير عادلين فلايصح رواية الحديث عنهم فيبطل كل حديث رواه اهل السنة وهذا هو ترتيبهم فى تضليل ضعفاء المسلمين وفساده اشد من مفاسد مذهب المعتزلة والجبريه واشباهم فيجب على العلماء الاهتمام بمسئلة الافضلية**[1] شیعہ نے اپنی مذہبی بنیاد (افضلیت) پر رکھی اور کہا صحابہ کرام ظالم ہیں انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ نہیں بنایا باوجودیکہ وہ افضل تھے۔ اعلم تھے اشجع تھے اور ظالم غیر عادل ہوتا ہے اور غیر عادل کی روایت کردہ حدیث صحیح نہیں لہذا وہ تمام احادیث سے باطل ہیں جنہیں اہل سنت و جماعت نے روایت کیا ہے اور یہ ترتیب ہے ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی اور ان کا فساد معتزلہ جبریہ اور دیگر تمام فرق باطلہ سے زیادہ

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد

نقصان دہ ہے۔ لہذا علماء حق اہل سنت و جماعت پر فرض ہے کہ وہ مسئلہ افضلیت کو اہمیت دیکر واضح کریں۔

قارئین امام عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مسئلہ کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا جیسے کہ وہ برطانیہ کے فتنۂ تفضیلیت سے جزمی طور پر آگاہ تھے۔ آپ نے رافضی، شیعہ کی تفضیل کا طریقہ ملاحظہ فرمایا گویا کہ وہ منطقی قیاس چلا کر مسلک اہل سنت کو باطل کر رہے ہیں ان کے مقدمات کا ذبہ کا بالکل وہی حال ہے جو العالم قدیم کے مقدمات کا حال ہے کہ کہا العالم مستغن عن المؤثر وکل مستغن عن المؤثر فھو قدیم نتیجہ آئیگا العالم قدیم جس طرح یہ مقدمات اور ان کا نتیجہ باطل ہیں یوں ہی روافض، شیعہ کے تفضیلی مقدمات اور پھر اس کا نتیجہ کہ اہل سنت کا مذہب باطل، باطل ہیں۔

لہذا پاکستان اور خصوصاً برطانیہ میں مسئلہ افضلیت کو بے غبار کرنا علماء اہل سنت کے فرائض منصبی میں سے ہے۔

افضلیت شیخین کا عقیدہ اہل سنت کی علامت ہے:

مسئلہ افضلیت کی اہمیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بعد الانبیاء مطلقاً افضل ماننا اہل سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں: **حیث جعلوا من علامات اھل السنة والجماعت تفضیل الشیخین ومحبة الختنین**[1] علماء حق نے اہل سنت و جماعت کی علامات میں کیا ہے۔ شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) کو افضل ماننا اور ختنین (عثمان غنی اور علی المرتضیٰ) سے محبت کرنا۔

---

1 شرح عقائد

علامہ امام عبدالعزیز پرھاروی اس کی شرح میں یوں ارقام فرماتے ہیں:

وحسبک دلیلا علی الاهتمام. بمسئلة الافضیلت انها من علامات اهل السنة والجماعت ۔ مسئلہ افضلیت کے اہتمام اور اہمیت پر دلیل کافی ہے کہ یہ اہل سنت و جماعت کی علامات میں سے ہے۔[1]

قارئین یہ افضلیت شیخین اہل سنت کی علامت قرار پایا۔ تو بالکل مسئلہ صاف ہوگیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کسی اور کو افضل مانے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے کیونکہ **الاشیـــــاء تعرف بعلاماتها** ۔ چیزیں اپنی علامات سے پہچانی جاتی ہیں۔

لہذا جو شخص تقریر میں یہ کہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک ابوبکر صدیق افضل ہیں اور بعض اہل سنت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ یا تمام اہل بیت افضل ہیں وہ دھوکہ دے رہا ہے اور صرف سادہ لوح سنیوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ کسی سنی کا یہ مذہب نہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ یا اہل بیت ابوبکر صدیق سے یا عمر فاروق سے افضل ہیں۔ کیونکہ جو شخص یہ کہے یا لکھے اُس میں اہل سنت کی علامت ہی نہیں پائی جاتی بلکہ اُس میں ناری اور باطل فرقے کی علامت پائی جاتی ہے لہذا ایسی تقریر کرنے والے کو اہل سنت و جماعت کے مجمع سے نکال دیا جائے اور کبھی اہل سنت کے جلسوں وجلوسوں میں نہ بلایا جائے۔

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے شرح عقائد کی وضاحت:

امام علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح عقائد میں ایک عبارت بولی ہے وہ یوں مرقوم ہے: **والسلف کانوا متوقفین فی تفضیل عثمان حیث جعلوا من علامات السنة والجماعت تفضیل الشیخین ومحبة الختنین والا نصاف انه ان ارید بالافضلیت کثرة الثواب فللتوقف جهة وان ارید کثرة مایعده ذوالعقول من الفضائل فلا** [1] ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں یہ عبارت دراصل حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ علیہ نے لفظ محبۃ الختنین کوتوقف کی دلیل بنایا۔

اصل میں یہ عبارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ چونکہ اِس عبارت میں تفضیل شیخین کواور محبت ختنین کو اہل سنت کی علامت قرار دیا ہے اس لئے علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اختلاف پر استدلال کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ سلف تفضیل عثمان غنی بر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما میں مختلف ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں: **وهمچنیں توقفے که از عبارت امام اعظم رحمة الله علیه فمیده اند که من علامات السنة والجماعت تفضیل الشیخین ومحبة الختنین نزد ایں فقیر اختیار ایں عبارت را محمل دیگر است که چوں ظهور فتن واختلال درامور مردم درزمان**

---

[1] شرح عقائد

خلافت حضرات ختنین لبسیارشده بود وبدلهائے مردم ازیں راہ کدورتے راہ یافته امام ایں معنی راملاحظه فرموده درحق ایشاں لفظ محبت اختیار نموده است ودوستی ایشاں را علامات سنت ساخته بے آنکه شائبه توقف ملحوظ بود وکیف وکتب الحنفیه مشحونة بان افضلیتهم علی ترتیب خلافتهم۔

علامہ عبدالعزیز پرھاروی یوں ارقام فرماتے ہیں: ودلیل توقفهم الاکتفاء بذکر المحبة فیهما من غیر تعرض للتفضیل کما فی الشیخین ۔ [1] سلف کے توقف کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے فقط ختنین کی محبت کا ذکر فرمایا۔ تفضیل کا ذکر نہیں فرمایا جس طرح شیخین کی تفضیل کا ذکر فرمایا۔

لیکن اس کا جواب ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں جو حضور امام ربانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا لہذا یہ توقف کی دلیل نہیں اور نہ ہی حضرت امام الائمہ سراج الامۃ کشف الغمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے توقف فرمایا ہم نے الفقہ الاکبر کے حوالہ سے تصریح ذکر کردی ہے کہ آپ کے نزدیک خلافت کا وقوع افضلیت کی ترتیب پر ہی ہوا ہے۔

سادات کرام کیلئے خصوصاً ایمان افروز اور قابل تقلید بات:

قطب الاقطاب غوث الاغواث پیر پیراں شہباز لامکانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم گیارویں والے پیر صاحب رضی اللہ عنہ اپنی مشہور تصنیف غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں اس ارشاد گرامی کو حضور امام ربانی

---

[1] نبراس شرح شرح عقائد

مجدد الف ثانی قندیل نورانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں یوں ارقام فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ در کتاب غنیۃ کہ از مصنفات ایشاں است میفرمایدو حدیثے نقل میکنند کہ آں سرور فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ مرا عروج واقع شداز پروردگار خود مسألت نمودم کہ خلیفہ بعد از من علی بود ملائکہ گفتند کہ اے محمد ﷺ ہرچہ خدا خواہد آں شود خلیفہ بعد از تو ابوبکر است ونیز حضرت شیخ فرمودہ کہ حضرت امیر گفتہ است کہ بیروں نیامد پیغمبر خدا ﷺ از دنیا تا آنکہ عہد کرد بمن کہ خلیفہ بعد از فوت من ابوبکر خواہد بود بعد ازاں عمر بعد ازاں عثمان بعد ازاں تو خلیفہ خواہی بود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[1] حضور غوث پاک غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عروج ہوا بارگاہ الٰہی میں حاضری ہوئی میں نے عرض کیا یا اللہ میرے بعد خلیفہ علی المرتضیٰ ہوں گے تو ملائکہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مشیت وفیصلہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیق آپ کے بعد خلیفہ ہوں گے اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے اُس وقت تک نہیں گئے جب تک مجھ سے عہد نہیں کر چکے کہ میرے وصال کے بعد خلیفہ ابوبکر صدیق ہوں گے ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد حضرت عثمان ان کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین تم خلیفہ ہو گے۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل کے فرد کامل تا ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ مقام قطبیت پر فائز رہنے والے غوث پاک جو حسنی وحسینی سید ہیں۔ کا عقیدہ یہ ہے کہ خلافت کا وقوع برحق اور روافض، شیعہ اسی خلافت کے ابطال کیلئے

---

[1] مکتوبات شریف جلد دوم

افضلیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے۔ لہذا وہ سادات جو اہل سنت کی صفوں میں ہیں اور غوث پاک کو غوث اعظم مانتے ہیں ان کے نام پر نذرانے لیتے ہیں وہ غوث پاک کا عقیدہ بھی اندر باہر ظاہر و باطن سے اپنائیں۔ اور کبھی بھول کے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی جانب مخالف کو حق کا شائبہ دیکر ذکر نہ کریں۔

اب شرح عقائد کی عبارت میں دوسرا مقام شارح تفتازانی رحمہ اللہ علیہ نے حضرات ختنین (عثمان غنی اور علی المرتضیٰ) کے درمیان توقف کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر افضلیت سے مراد کثرت ثواب لی جائے تو پھر توقف کی وجہ ہے کیونکہ کثرت ثواب کا علم صرف عقل سے نہیں آتا وہ وحی الٰہی پر موقوف ہے اور اگر فضائل کی کثرت وتعداد مراد ہو تو پھر توقف کی وجہ نہیں کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کمالات علمیہ اور عملیہ بہت زیادہ ہیں لہذا حضرت علی المرتضیٰ افضل ہوئے حضرت عثمان سے۔

اس عبارت کا جواب حضور مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو وجہ سے ارشاد فرمادیا۔ اولا سرے سے توقف کی ہی نفی ہے کیونکہ جس عبارت (لفظ محبۃ) سے توقف پر استدلال کیا آپ نے وہ منعیٰ ہی اڑا دیا لفظ محبت ذکر کرنے کی وجہ ہی اور ہے لہذا اس سے افضلیت کے اعتقاد کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضور مجدد صاحب نے لفظ محبت ذکر کرنے کی جو وجہ ذکر کی ہے وہ محتمل ہے لہذا افضلیت کا ثبوت حتمی نہ ہوا۔ اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ معنی محتمل کے تعین کیلئے قرینہ ہونا چاہیے تو قرینہ اُس کے حالات ہیں۔ دوسرا یہ خود حضور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ **فی کتابه الوحیه ثم تقربان افضل هذه الامة یعنی وهم خیر الامم بعد نبینا محمد** ﷺ **ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم**

علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔[1]

ح۔ تفتازانی صاحب مستدل ہیں نہ کہ ہم۔ ہم تو ہیں معترض ہمارے لئے احتمال ذکر کرنا کافی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہوتا ہے لہذا لفظ محبت کے ذکر سے عدم افضلیت پر استدلال کرنا باطل ہوگیا اب علامہ تفتازانی پر لازم ہے کہ ہمارے یعنی مجدد پاک کے اعتراض کا جواب دیں۔

ثانیا اگر افضلیت کا معنی کثرت ثواب ہو تو توقف کی وجہ پھر بھی نہیں بن سکتی کیونکہ توقف تو اس لئے تھا کہ کثرت ثواب کا علم ہو تو بھی توقف نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا علم عقل سے نہیں بلکہ وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ وحی نے بیان فرمایا کہ نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ احادیث صحیح کثیرہ وارد ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ افضل ہیں حضرت علی المرتضیٰ سے ان میں سے ایک حدیث یہ ہے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں حدیث عبداللہ ابن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی افضل امتہ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان فیبلغ ذالک رسول اللہ ﷺ فلاینکرہ۔[2] حضرت عبداللہ ابن عمر نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ظاہرہ میں کہا کرتے تھے کہ آپ کی امت میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان غنی یہ خبر نبی اکرم ﷺ کو پہنچتی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انکار نہ فرماتے۔ دوسرا حضرت علی المرتضیٰ نے نص فرمائی ہے فعن علی رضی اللہ عنہ قال خیر الناس فی ھذہ الامۃ بعد ابی بکر

---

[1] شرح الفقہ الاکبر [2] رواہ الترمذی

عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم انا رواہ الحافظ ابو سعید السمان کما فی فصل الخطاب [1] حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں اس امت میں حضرت ابوبکر صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق افضل ہیں پھر عثمان ذوالنورین پھر میں (یعنی علی المرتضیٰ) اس مضمون کی احادیث تو بہت ہیں۔

لہذا وحی نے بیان فرمادیا کہ کثرت ثواب حضرت عثمان غنی میں ہے لہذا یہ افضل ہوئے حضرت علی المرتضیٰ مفضول ہوئے۔

لہذا توقف کی وجہ نہ رہی لہذا توقف ہی نہ رہا یہ احتمال کہ افضلیت کا معنی فضائل کی کثرت ہو یہ پہلے بھی واضح کرچکے ہیں اس کا معنی کثرت فضائل نہیں ورنہ کئی خرابیاں لازم آئیں گی۔ کیونکہ لازم آئے گا غیرنبی نبی سے افضل ہوجائے جو کہ محال ہے غیر صحابی صحابی سے افضل ہوجائے جو باطل ہے۔

افضلیت شیخین پر اجماع قطعی ہے کہ ظنی؟

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں: افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر آئمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی ست شیخ ابوالحسن اشعری کہ رئیس اھل سنت است فرماید کہ افضلیت شیخین برباقی امت قطعی ست انکار نکند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر یا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ بفرماید کہ کسیکہ مرا برابی بکر وعمر فضل بدہد مفتری ست تازیانہ زنم چنانکہ مفتری زنند۔ [2]

افضلیت شیخین پر صحابہ کرام اور تابعین سے اجماع ثابت ہے جیسا کہ اکابر

---

[1] نبراس [2] مکتوبات شریف جلد ۲

آئمہ نے نقل فرمایا ان میں امام شافعی ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی ہے۔ باقی صحابہ کرام پر شیخین کی افضلیت کا انکار صرف جاہل یا متعصب ہی کرسکتا ہے حضرت علی المرتضٰی خود فرماتے ہیں جو مجھے حضرات شیخین پر فضیلت دیگا وہ مفتری ہے میں اسے وہ حد ماروں گا جو مفتری کو ماری جاتی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جمہور و غیر جمہور کی بات نہیں جو ان بزرگوں کی افضلیت کا منکر ہے وہ یا تو جاہل ہے حقیقت امر سے یا پھر متعصب ہے اور دونوں کا اعتبار نہیں لہذا آج بھی ان دو بزرگوں پر جو شخص حضرت علی المرتضٰی یا اہل بیت کو افضل بتائے وہ یا جاہل ہے یا متعصب ہے۔ لہذا اعوام الناس اور درمیانہ طبقہ کے علماء کیلئے فیصلہ دینا آسان ہوگیا۔ اُسے کہا جائے تو جاہل ہے یا متعصب ہے۔ امام عبدالوھاب الشعرانی یوں ارقام فرماتے ہیں: **ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء والمرسلین ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم اجمعین. وهذا الترتیب بین هو لاء الاربعة الخلفاء قطعی عند الشیخ ابی الحسن الاسعری ظنی عندالقاضی ابی بکر الباقلانی۔** [1]

انبیاء و مرسلین کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم ہیں خلفاء اربعہ کے درمیان یہ ترتیب شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے۔ قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

---

1. الیواقیت والجواہر

امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں: **اذا تــقــرر ذالک فـالـمـقـطـوع بہ بین اهل السنة والجماعة افضلية ابی بكر ثم عمر ثم اختـلـفـوا فـيـمـن بـعـدهـمـا فالجمهور على تقديم عثمان** ؎۱ جب ترتیب افضلیت علی ترتیب الخلافۃ پر اہل سنت کا اجماع ثابت ہے تو شیخین کی افضلیت پر تو اجماع قطعی ہے باقی دو بزرگوں میں اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک حضرت عثمان غنی افضل ہیں۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں: **ثـم الـذی مال اليه ابـو الـحـسـن ان الاشعرى امام اهل السنة ان تفضيل ابى بكر على من بعده قطعی وخالفه القاضى ابوبكر باقلانى فقال انه ظنى** ؎۲ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں: اکنوں سخن درآں ماند کہ مسئلہ ترتیب افضلیت یقینی است کہ برھان قاطع برآں گذشتہ چنانچہ ترتیب خلافت یا ظنی است کہ دلیل آں اما امارات وقرائن است کہ رجحان واولویت رساند بعضے برآنند کہ قطعی است ومختار نزد اکثر محققین آنست کہ ظنی است۔ ؎۳

اب رہا مسئلہ یہ کہ جس طرح ترتیب خلافت کا ثبوت قطعی یقینی دلیل سے ہے اسی طرح افضلیت کی ترتیب بھی ہے یا اس طرح نہیں تو اکثر محققین کے نزدیک مسئلہ افضلیت ظنی ہے اور بعض کے نزدیک قطعی ہے۔

وہ علماء کرام جن کے نزدیک مسئلہ افضلیت قطعی ہے ان میں امام ابوالحسن اشعری، امام شافعی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علامہ شاہ عبدالعزیز محدث

؎۱ فتح الباری شرح صحیح البخاری ؎۲ صوعق ؎۳ تکمیل الایمان

دہلوی۔ حضرت امام ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منکر افضلیت کو اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق قرار دیا اور حدیں قطعیات میں ماری جاتی ہیں نہ کہ ظنیات میں۔ حوالہ کیلئے ہم کتب ذکر کر چکے ہیں۔ مکتوبات، صواعق محرقہ، الیوقیت والجواھر۔ شرح فقہ اکبر اور السرا الجلیل للمحدث دہلوی۔ باقی جمہور علماء کے نزدیک مسئلہ افضلیت ظنی ہے۔ یہاں دو اعتراض وارد ہوتے اولا یہ کہ اجماع صحابہ وتابعین افضلیت شیخین پر منعقد ہے تو پھر یہ مسئلہ قطعی ہونا چاہیے تھا کیونکہ اجماع امت قطعیت کا فائدہ دیتا ہے تو پھر جمہور قطعیت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اجماع قطعیت کے مرتبہ سے نیچے اتر آیا ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ومختارھم آں است حکم بظنیت آں درست نباشد چہ اجماع از دلائل قطعیہ است جوابش آں است کہ در علم اصول فقہ مترد ومبرھن شدہ است کہ اجماع دلیل قطعی است ولیکن نہ بجمیع انواع واقسامش بلکہ قطعی آں است کہ در آنجا خلاف اصلا نبود وآنکہ دروے خلافے بود اگر چہ شاذ ونادر باشد ظنی بود واز قطعیت برآید ہر چند آں خلاف بجہت شذوذ وندرتش معتمد بہ نہ بود ومانع از انعقاد اجماع نباشد ولیکن در انحطاط درجہ وے از مرتبہ قطعیۃ بے تاثیرے نبود بآنکہ اجماع کہ دریںجا است برہمیں افضلیت ظنی است[1] خلاصہ عبارت یہ ہے اعتراض یہ ہوا کہ اجماع دلائل قاطعہ میں سے ہے تو پھر افضلیت ظنیہ نہیں قطعیہ ہونی چاہیے جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں اپنی جگہ یہ ثابت اور مبرھن ہے کہ اجماع

---

1. تکمیل الایمان

دلیل قطعی تو ہے لیکن بجمیع انواع واقسام نہیں بلکہ قطعی وہ اجماع ہے جس میں اختلاف بالکل نہ ہو۔ لیکن جس میں اختلاف ہو خواہ روایت شاذ ونادرہ سے ہی کیوں نہ ہو وہ مفید ظن ہوتا ہے یہ اختلاف اتنا اثر ضرور کرتا ہے کہ درجہ قطعیت سے اتار کر درجہ ظنیت میں لے آتا ہے۔ لہذا یہاں جس افضلیت پر اجماع ہے وہ ظنیہ ہے۔

یہ پہلے سوال کا جواب کہ جمہور افضلیت ظنیہ کے قائل کیوں؟

ثانیا وہ علماء جو اجماع کی قطعیت کے قائل ہیں کہ افضلیت قطعی ہے تو افضلیت ابی بکر صدیق کے منکر کے کفر کے قائل کیوں نہیں خود امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمائی ہے کہ افضلیت کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

جواب یہ ہے کہ تفضیل شیخین کا مسئلہ صدر اول میں اگر چہ اجماعی ہے لیکن اختلافی صورت بھی تھی اگر چہ وہ روایت شاذ ونادر ہے۔ اور تفضیل شیخین کے کچھ دلائل تاویل وتخصیص کا بھی احتمال رکھتے تھے۔ لیکن بالآخر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسئلہ تفضیل کی بہت تشہیر وتاکید فرمائی گئی حتی کہ دلائل سے تعارض اٹھ گیا اور تفضیل شیخین کی جانب راجح قرار پائی۔

افضلیت شیخین کا مسئلہ اجلہ واکابر صحابہ کرام نے روایت فرمایا اور مجالس مختلفہ میں نبی اکرم ﷺ سے سماعت فرمایا اور متعدد محدثین دار قطنی وغیرہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایات صحیحہ لائے ہیں۔

آپ نے فرمایا: **لایفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الاجلدته حد المفتری** جو شخص مجھے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیگا میں اُسے مفتری کی حد ماروں گا۔ علماء اکابر نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ الفاظ بطریق کمال

دلالت کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ افضلیت قطعی ہے کیونکہ افضلیت کا منکر صرف گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہی نہیں بلکہ سزا اور حد کا مستحق ہے اور حد والی سزا قطعیت کے خلاف پر لگائی جاتی ہے۔

دوسری یہ بات ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ اصل کے اعتبار سے قطعی ہوتا ہے مگر کیفیت کے اعتبار سے ظنی ہو جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات سبعہ کا ثبوت قطعی ہے لیکن یہ بات کہ وہ ذات پر زائد ہیں۔ عین یا لاعین ولا غیر ہیں۔ اس تعین میں یہ مسئلہ ظنیہ ہے یوں ہی اصل افضلیت شیخین قطعی ہے۔ مگر نزاع اس کیفیت میں ہے کہ تفضیل کس چیز میں ہے۔ کثرت ثواب، نفع اعظم فی الاسلام یا کسی دوسری چیز میں یہ ظنی ہے اس میں قطع و یقین کسی طرف نہیں ہے۔ لہذا یہ مسئلہ باعتبار اصل کے قطعی اور باعتبار تعین کیفیت کے ظنی، حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ اجماع سکوتی ہے نصی نہیں اور اصول فقہ میں اس بات کی تصریح ہے صحابہ کرام کے اجماع نصی کا منکر کافر ہے سکوتی کا منکر کافر نہیں۔

جیسا کہ خلافت ابی بکر صدیق پر اجماع نصی ہے سب صحابہ نے قولاً و عملاً اجماع کیا ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق ہیں لہذا خلافت صدیق اکبر کی حقانیت کا منکر کافر ہے.

منصف مزاج شیعہ افضلیت صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے قائل ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ارقام فرماتے ہیں و عبدالرزاق کہ از اکابر شیعہ است نیز بموجب ایں نقل حکم

بافضیلت شیخین نمودہ است وبایں عبارت گفتہ افضل الشیخین بتفضیل علی ایاھما علی نفسہٖ والاکما فضلتھما کفی بی وزراان احبہ ثم اخالفہ۔ [1]

عبدالرزاق جو کہ اکابر شیعہ میں سے ہے وہ بھی بموجب اس روایت کے افضلیت شیخین کا حکم کرتا ہے .اسکی عبارت یہ کہ شیخین کو حضرت علی المرتضٰے پر فضیلت دیتا ہوں۔اگر میں ان کو فضیلت نہ دوں تو میرے لئے ازراہ جرم یہ کافی ہے کہ میں حضرت علی المرتضٰے سے محبت کا دعوی بھی کروں ۔اور پھر ان کی مخالفت بھی کروں۔

مزید براں مصنف عبدالرزاق کے مقدمے میں یوں مرقوم ہے کہ **قال عبدالله بن احمد بن حنبل سمعت سلمة بن شبیب یقول سمعت عبدالرزاق یقول والله ماانشرح صدری قط ان افضل علیاً من لم یحبھم فما ھو مؤمن. وقال اَوثق عَمَلی حُبِی اِیاھم۔**

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے سلمہ بن شبیب سے پوچھا وہ فرماتے تھے میں نے عبدالرزاق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اللہ کی قسم میرا سینہ کبھی نہیں کھلا اس مسلے کیلئے کہ میں حضرت علی کو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق پر فضیلت دوں۔حضرت ابوبکر صدیق پر اللہ کی رحمت ہو،اور حضرت عمر فاروق پر اللہ کی رحمت ہو اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم پر اللہ کی رحمت ہو۔جو شخص ان سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں۔باوجود اس بات کے کہ شیخ عبدالرزاق کو ہمارے اسلاف نے اکابرین شیعہ میں شمار کیا ہے۔فضیلت کے اندر اُسی ترتیب کو ذکر کیا جو اہل سنت کے نزدیک ہے۔اور کہا عبدالرزاق نے کہ میرا مضبوط ترین عمل ان چاروں

---

[1] مکتوبات شریف جلد۲

سے محبت کرنی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ نے جس ترتیب سے ذکر کیا ہے اسی ترتیب سے محبت ہے۔

قارئین اکابرین کا شیخ عبدالرزاق کے بارے میں شیعہ ہونے کا قول کرنا اس بات کی آئندہ ایڈیشن میں وضاحت کی جائے گی۔ انشاءاللہ (مؤلف)۔

امام ابن حجر مکی یوں ارقام فرماتے ہیں: **و ما احسن ماسلکه بعض الشیعته المنصفین کعبد الرزاق فانه قال افضل الشیخین تبضفیل علی ایاهماعلی نفسہٖ والا لما فضلتهما کفی به وزرا وان لم افضلهما ثم اخالفه** [1] ترجمہ ہو چکا۔ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں۔

وچندیں خطب وفصول از علی مرتضٰے در مدح وثنائے ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کردہ اند کہ بعداز اطلاع کسے طاغی را مجال دم زدن نبود واگر علماء سنت و جماعت درافضلیت ابو بکر وعمر بلکہ درقطعیت آں بھمان اکتفا نمایند واستدلال کنند کافی ووافی بود واز حسن ادائے کہ بعضے از اہل تشیع کہ از جادہ انصاف واعتدال بیروں ن نبودہ اند کردہ وانست کہ عبدالرزاق کہ از ھل روایت ومشاہیر علماء حدیث است گفتہ است کہ من تفضیل شیخین میکنم بجہت تفضیل علی مرایشاں راواگر علی تفضیل ایشاں برخود نمیکرد من نیز نمیکردم گناہے عظیم تر ازیں بنود کہ من علی را دوست دارم ومخالفت وے کنم [2]

وہ خطبے اور فیصلے جو حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہیں ان پر اطلاع پانے کے بعد کسی سرکش کو دم مارنے کی مجال نہیں۔ اور اگر علماء اہل سنت و جماعت

---

[1] الصواعق المحرقہ [2] تکمیل الایمان

افضلیت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بلکہ اس مسئلہ کی قطعیت میں انہی کے ساتھ اکتفا اور استدلال کریں تو کافی وافی ہے ایک بہترین بات یہ بھی ہے کہ بعض ایسے شیعہ جو انصاف و اعتدال کے دائرہ سے باہر نہیں گئے وہ ہے عبدالرزاق (جو اہل روایت اور مشاہیر علماء حدیث میں سے ہے) نے کہی ہے میں شیخین کی افضلیت کا اسلیئے قائل ہوں کہ حضرت علی المرتضٰے خود ان کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں. اگر حضرت علی خود اپنے اُوپر فضیلت نہ دیتے تو میں بھی فضیلت نہ دیتا۔ اور اس سے بڑا گناہ نہیں ہوگا کہ میں حضرت علی کو دوست بھی رکھوں اور ان کی مخالفت بھی کروں۔

قارئین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی عبارت فیصلہ کن ہے۔

وہ علماء ومقررین جو اہل سنت میں پرانی شہرت سے فائدہ اٹھا کر اب آخری عمر میں برطانیہ میں اھل سنت میں رفض کا زہر پھیلاتے ہیں اور پوری زندگی اہل سنت کا جو اعتماد حاصل کیا ہے اب اسکو بروئے کار لاکر درمیانہ طبقے کے علماء وخطباء کو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب تکمیل الایمان کے حوالے دے دے کر ان کے حق عقیدہ افضلیت کو باطل عقیدہ مفضولیت میں بدلنے میں مصروف العمل ہیں وہ عبرت حاصل کریں کہ کتنا بڑا بہتان ہے شیخ محقق پر کہ انہوں نے لکھا ہے بعض اہل سنت حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہیں اور جمہور کا عقیدہ ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں یہ کذب بیانی ہے اور خیال رہے اھل علم کو شیخ کا نام لیکر دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔

شیخ محقق کا علماء اہل سنت کومشورہ:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علماء اھل سنت کومشورہ ارشادفرماتے ہیں کہ اگر آپکا پالا بے دین روافض وشیعہ وتفضیلیوں سے پڑ جائے تو انہیں حضرت علی المرتضے کرم اللہ وجہہ الکریم کے خطبات وفیصلے سنائیں افضلیت شیخین میں بطور دلیل یہ کافی واضح ہیں بلکہ اس مسئلہ کی قطعیت ثابت کرنے کے لئے بھی کافی ووافی ہیں۔امام ابن حجرمکی ارقام فرماتے ہیں **ولک ان تقول ان افضلیت ابی بکر قطعیة ثبتت بالقطع حتی عند غیر الاشعری ایضا بناء علی معتقد الشیعة والرافضةو ذالک واذ عن علی وھو معصوم عندھم والمعصوم (لایجوز علیه الکذب ان ابابکر و عمر افضل الامة قال الذھبی و قدتوا ترعنه فی خلافته و کرسی مملکته و بین الجم الغفیرمن شیعته** [1] **اخرج دار قطنی ان علیا بلغه ان رجلا یعیب ابابکر و عمر فاحضره عرض له بعیبھمالعله یعترف ففطن فقال له اماوالذی بعث محمدا** ﷺ **بالحق ان لو سمعت منک الذی بلغنی اوالذی نبثت عنک وثبت عنک وثبت علیک ببینته لا فعلن بک کذا و کذا** [2] امام ابن حجرمکی دارقطنی کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں حضرت علی المرتضے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخبر پہنچی کہ ایک آدمی حضرت ابوبکرصدیق اورعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی کررہا ہے آپنے اس کو حاضر کروایا اور ان کی گستاخیاں اس سے بیان کروائیں تاکہ وہ اعتراف کرے وہ سمجھ گیا خاموش رہا آپ نے فرمایا خبردار مجھے اس ذات پاک کی قسم

---

[1] الصواعق المحرقہ
[2] الصواعق المحرقہ

جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا اگر وہ خبر جو تیری نسبت مجھے پہنچی ہے یا وہ جو مجھے تیرے متعلق اطلاع ملی ہے میں سن لیتا۔ تجھ سے اور گواھوں سے اگر ثابت ہو جاتی تو تجھے یہ سزا دیتا۔ (مؤلف)

جو لوگ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعوی کرتے ہیں وہ شیخین کی گستاخیوں سے باز آ جائیں اور حضرت علی المرتضٰے شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں سے عبرت حاصل کریں اگر آج حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ ہوتے تو ایک رافضی شیعہ بھی نہ ہوتا کیونکہ آپ سزائیں دیکر ختم کر دیتے۔

اور یہ گستاخ کل قیامت کے دن دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔

امام ابن حجر مکی اسی مقام خصوصاً اھل بیت النبی ﷺ کو مشورہ ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ یوں ارقام فرماتے ہیں۔ **اذا تقرر ذالک فلائق باهل البیت النبوی الاجتناب من قبیح الجهل والغباوة والعناد فالحذر الحذر عما ینقلونه الیهم من ان کل من اعتقد تفضیل ابی بکر علی علی رضی الله تعالیٰ عنهما کان کفرا لان مرادهم بذالک ان یقرروا عندهم تکفیر الامة من الصحابة والتابعین ومن بعدهم من آئمة الدین و علماء الشریعة و عوامهم وانه لامومن غیرهم و هذا مئود الی هدم قواعد الشریعة من اصلها والغاء العمل بکتب السنة وماجاء عن النبی ﷺ وعن صحابته واهل بیته اذالراوی بحمیع آثارهم واخبارهم ولاحادیث باسرها بل والناقل للقرآن فی کل عصر من عصر النبی ﷺ والی هذا العصر لیس الا الصحابة والتابعون**

وعلماء الدين ليس للشيعة والرافضة روايته لادراية يدرون بها فروع الشريقه وانماغاية امرهم ان يقع فی خلال بعض الاسانيد من هو رافضی اونحوه والكلام فی قبولهم معروف عند آئمة الاثرونقادالسنة فاذاقدحوا فيهم قدحوافی القرآن والسنة ابطلوا الشريعة راساو صار الا مر كمافی زمن الجاهلية الجهلاء فلعنة الله عليهم.[1]

(سادات کرام) کو چاہیے وہ اپنے اسلاف بزرگوں کی اتباع کریں اس معاملہ (افضلیت میں) اورروافض اورشیعہ اپنی جہالت غباوۃ اوردشمنی کیوجہ سے جس گمراہی کی طرف لیجاتے ہیں اُس سے اعراض کریں اور بچیں اور دور رہیں اُس چیز سے جوان کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس نے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کوحضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ پرفضیلت دی وہ کافر ہے کیونکہ ان شیعہ اورروافض غالیوں کے نزدیک امت کافر ہے صحابہ کرام تابعین اور بعد والے آئمہ دین علماءشریعت اورعوام الناس ان کے نزدیک مومن صرف روافض شیعہ لوگ ہیں ان کی یہ سازش قواعدشرعیہ کو بنیاد سے گرادیتی ہےاورکتب ستہ پرعمل لغوکردیتی ہے نبی اکرم ﷺ سے جوکچھ عطا ہوا صحابہ کرام اھل بیت اطہار سے جوکچھ ملا کیونکہ آثارو اخبار اور احادیث تمام کی تمام بلکہ قرآن مجید کونقل کرنے والے حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور سے لیکرصحابہ کرام تابعین علماءدین ہیں ان میں روافض کا تو حصہ نہیں نہ روایت میں نہ درایت میں جس سے کوئی فروع شرعیہ معلوم کی جاسکیں. زیادہ سے

---

[1] الصواعق المحرقہ

زیادہ کہیں بعض اسناد میں کوئی رافضی اور اسکے علاوہ باطل عقیدہ والا آجائے تو اسکے قبول کرنے میں ہمارے آئمہ اور شر اور نقاد السنۃ کا ارشاد معروف ہے (اپنے مقام پر) جب انہوں نے صحابہ کرام سے لے کر تابعین آئمہ دین میں نقص و خرابیاں ثابت کرنے کی کوشش کی (اور انہیں نشانہ بنایا) تو اس سے قرآن مجید سے اور سنت مبارکہ سے اعتماد اٹھانا اور شریعت ساری کی ساری کو باطل کرنا مقصود ہے۔تو پھر بالکل اس طرح کا دور اور معاملہ چاہتے ہیں جسطرح زمانہ جاہلیت میں تھا (العیاذ باللہ تعالیٰ) ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

قارئین یہ تبصرہ تفضیلیہ امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے روافض شیعہ اور تفضیلیہ اور ان متعدی خرابیوں پر فرمایا۔

اکابرین امت پر برطانیہ میں شدید حملے:

روافض اور شیعہ کی روش برطانیہ میں یہ ہے کہ کچھ ایسے علماء کو اہل سنت کی باگ دوڑ، زور بازو اور اپنا گروپ بنا کرا کابرین امت کو شدید نقصان اور ان پر رکیک حملے کرتے ہیں۔ جن اکابرین امت پر وقتا فوقتا اپنے خاص پروگراموں اور بعض اوقات دوسروں کے ہاں بڑے پروگراموں میں حملے کئے جاتے ہیں۔ان میں امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ مجتہد مطلق حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ۔ فقہ حنفیہ کے دوسرے مشائخ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رضی اللہ عنہ۔

یہ وہ پاکان امت اور آئمہ دین متین ہیں جن پر حملے فقیر ناچیز نے خود اپنے کانوں سے سنے ہیں چونکہ ہمارا یہ موضوع نہیں لہذا اِس بات کو ہم طرد اللباب ذکر کر

رہے ہیں۔ چونکہ روافض وشیعہ کی سازش سے لنک کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان بزرگوں کو نشانہ بنایا جائے تو عوام کا اعتماد ان سے اُٹھ جائیگا۔ اگر ان سے اعتماد اُٹھا تو پھر اہل سنت کے دین سے اعتماد اُٹھ جائے گا باقی صرف روافض وشیعہ کا جعلی مذہب رہ جائے گا۔ ہم ان اکابرین پر کیئے گئے حملوں اور ان کی طرف سے دفاع مستقل طور پر ذکر کریں گے۔ ایک مجلس میں فقہ حنفیہ کے شیخ اور امام اعظم اور نائب مجتہد فی المذہب حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ پر شدید حملہ کیا گیا۔ ہم نے بر سر مجلس حملے سے روکا تو مجھے کہا گیا آپ دفاع کریں ہم الحمدللہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی فقہ سے مستفید ہوئے ہیں۔ ہم ان کے دفاع میں ضرور کوشش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ بحرمۃ سید الابرار ﷺ۔

خلفاء اربعہ کی محبت خلافت وافضلیت کی ترتیب پر ہے۔

خلفاء اربعہ کی محبت بالکل اُسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے خلافت ہے چونکہ خلافت اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے افضلیت ہے۔

علماء اکابرین نے تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں بزرگ اکابر صحابہ کرام کی عمر بھی اُسی ترتیب سے متعین فرمائی ہیں جس ترتیب سے خلافت واقع ہوئی تھی اور ازل میں ان کی افضلیت کا فیصلہ اِسی ترتیب سے ہی تھا۔

لہذا ان سے محبت اِسی ترتیب سے ہونا لازمی ہے اور محبت سے مراد وہ محبت ہے جس پر اجر وثواب مرتب ہو اور وہ محبت اختیاری ہوتی ہے اور شریعت میں ایسی محبت افضلیت عنداللہ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ لہذا جو مرتبہ میں زیادہ ہو اُس سے محبت بھی زیادہ ہونا ضروری ہے۔ جو محبت شریعت کا مقتضی ہے۔ چونکہ سب سے

افضل امت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں لہذا سب سے زیادہ محبت ابوبکر صدیق سے ضروری ہے۔ پھر مرتبہ حضرت عمر فاروق کا ہے لہذا بعداز ابوبکر صدیق سب سے زیادہ محبت عمر فاروق سے ضروری ہے۔ پھر مرتبہ میں سب سے زیادہ عثمان غنی ہیں عند جمھور اہل سنت لہذا بعداز عمر فاروق سب سے زیادہ محبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ضروری ہے اور پوری امت کا اتفاق ہے کہ بعداز عثمان غنی مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہے لہذا بعداز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبت حضرت علی المرتضیٰ سے ضروری ہے۔

امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ارقام فرماتے ہیں: هل يجوز لاحدان يحب عليا رضى الله تعالىٰ عنه اكثر من الثلاثة مع الاعتقاد بالافضليت على الترتيب قال فى الكردرى لاباس بهٖ وفى الناطقى عن ابى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه قال من قال على احب الى من الجميع فهو رجل دغل اى فاسد قال بعض الكبراء ان غلب على قلبك حب احد الاربعة فاستسره قلت اراد الحب الغير الاختيارى والامر بالستر حفظ لادب الشرع ولعل الامام الاعظم رضى الله عنه انكر على القائل لتصريحهٖ بذالك حقق بعضهم ان كان الحب للدين يجب ان يكون على ترتيب الافضليت وان كان لامر آخر كالانتساب اليه فلا بأس لكن لاينبغى افشاء ذالك ۔[1] کیا جائز ہے کسی مسلمان کیلئے اصحاب ثلاثہ سے زیادہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے محبت

---

[1] نبراس شرح شرح العقائد

زیادہ کرے باجود اعتقاد اس بات کے کہ اصحاب ثلاثہ حضرت علی المرتضٰی سے افضل ہیں۔ کردری میں ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور ناطفی میں حضور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جس شخص نے کہا تمام صحابہ کرام (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق) سے حضرت علی المرتضٰی مجھے زیادہ محبوب ہیں وہ آدمی فاسد عقیدہ والا ہے اور بعض اکابر نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دل پر چار صحابہ میں سے کسی ایک کی محبت کا غلبہ ہو (یعنی خلاف ترتیب) تو وہ اُسے چھپا کے رکھے۔ میں (صاحب نبراس) کہتا ہوں بعض اکابر کی مراد محبت غیر اختیاری ہے اور چھپانے کا حکم شرع پاک کے احترام کی حفاظت کیلئے اور شاید امام اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار اُس شخص پر ہے جو اس محبت غیر اختیاری کی تصریح کا قائل ہے اور بعض اکابر نے تحقیق فرمائی ہے اگر محبت دین اسلام کی بنا پر ہے تو پھر واجب ہے کہ محبت اُسی ترتیب پر ہو جس ترتیب پر افضلیت ہے اور اگر محبت امر آخر کی بنا پر ہے (مثلاً خاندان ونسب) کی وجہ سے پھر کوئی حرج نہیں لیکن ضروری یہ بات ہے کہ اس محبت کے نعرے نہ لگائے۔

قارئین اس عبارت سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمادی۔ محبت اختیاری ترتیب کے خلاف مردود ہے۔ ثانیاً محبت غیر اختیاری باعث اجر وثواب نہیں۔ ثالثاً اگر غیر اختیاری محبت کا اظہار کریگا تو شریعت کی خلاف ورزی ہوگی لہذا اس پر گناہ ہوگا۔

رابعاً محبت دین کی بنا پر ہو تو پھر اسی ترتیب پر لازم ہے۔

اور معتبر وہ محبت ہے جو دین کی بنا پر ہو۔

---

1 فتح الباری

اِسی کو یوں بیان فرمایا گیا: **الحب فی اللہ و البغض فی اللہ**۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی محبت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے بغض و عداوت کی جائے۔

لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ محبت اور پھر اسکا اظہار اُسی ترتیب سے ضروری ہے جس ترتیب پر خلافت و افضلیت واقع ہے۔

ابن عبدالبر کا اعتراض:

اُس سے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ ہے وہ یہ بخاری شریف میں باب افضلیت صدیق اکبر میں سب سے پہلے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث درج فرمائی: **عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کنا نخیّر بین الناس فی زمن النبی ﷺ نخیّر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما**۔ پہلے ہم اس حدیث کو ذکر کر چکے ہیں۔ اس حدیث پر علامہ ابن عبدالبر کا اعتراض ہے کہ اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر نہیں۔ اور اہل سنت کا اجماع ہے کہ اصحاب ثلاثہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سب سے افضل ہیں۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہ حدیث اجماع امت کے خلاف ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ اجماع امت کے خلاف حدیث درجہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے اگر چہ صحیح ہی ہو لہذا یہ حدیث غلط ہے۔ اس کا جواب امام ابن حجر عسقلانی نے چند وجوہ سے دیا اور اعتراض کو ھباء منثورا کر دیا ہے۔ اعتراض کی مدار اس پر تھی کہ اس حدیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر نہیں اُن کے ذکر سے سکوت ہے۔ لہذا یہ حدیث اجماع کے خلاف قرار پائی۔

امام ابن حجر عسقلانی نے علامہ ابن عبدالبر کا اعتراض تفصیلاً فتح الباری شرح بخاری میں ذکر فرمایا اور پھر شافی جواب ارشاد فرمایا۔ امام ابن حجر عسقلانی جواب کے اندر یہ بھی فرماتے ہیں: فلا یلزم من ترکھم التفاضل اذا ذاک ان لایکونوا اعتقدوا بعد ذالک تفضیل علی علی من سواہ واللہ اعلم وقد اعترف ابن عمر بتقدیم علی علی غیرہ کما تقدم فی حدیثہ الذی اوردتہ فی الباب الذی قبلہ وجاء فی بعض الطرق فی حدیث ابن عمر تقیید الخیریتہ المذکورۃ والافضلیۃ بما یتعلق بالخلافۃ وذالک فیما اخرجہ ابن عساکر عن عبداللہ بن یسار عن سالم عن ابن عمر قال انکم لتعلمون انا کنا نقول علی عھد رسول اللہ ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان یعنی فی الخلافۃ ومن طریق عبداللہ عن نافع عن عبداللہ بن عمر کنا نقول فی عھد رسول اللہ ﷺ من یکون اولی الناس بھذا الامر فنقول ابوبکر ثم عمر۔ [1]

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کا حضرت عثمان غنی کے بعد حضرت علی المرتضٰی کا ذکر نہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ کہا جائے کہ عدم ذکر سے لازم آتا ہے کہ وہ عدم تفضیل کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس عدم لزوم پر دلیل وتائید پیش کرتے ہوئے امام ابن عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اصحاب ثلاثہ کے بعد حضرت علی

---

[1] فتح الباری شرح بخاری

المرتضیٰ کی تفضیل کے قائل ومعترف ہیں جیسا کہ اس سے ماقبل باب میں حدیث پیش کردی ہے ہم نے (عن ابن عمر قال کنا نقول فی زمن رسول الله ﷺ خیر الناس ابوبکر ثم عمر ولقداعطی علی ابن ابی طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدة منهن احب الی من حمرالنعم. زوجه رسول الله ﷺ ابنة وولدت له وسدالابواب الاابه فی المسجد واعطاه الرایة یوم خیبر اخرجه الطبرانی [1]) اور حضرت ابن عمر کے بعض طرق میں یہ آیا کہ خیریت وافضلیت اُس ترتیب سے متعلق ہے جو ترتیب خلافت میں واقع ہے یہ اُس حدیث میں ہے جس کو ابن عساکر نے عبداللہ بن یسار سے اُس نے سالم سے اور سالم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ خلیفہ بننے کا حق سب سے پہلے کس کا ہے جواب ہوتا تھا کہ ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق دوسرا طریق عبداللہ نافع سے اور نافع عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں لوگوں میں سے سب سے پہلے خلافت کے حق دار ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین ایسی خصلتیں (فضیلتیں) عطا کی گئی ہیں اگر ان میں سے ایک بھی مجھے عطا کی جاتی تو میں اُسے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب رکھوں۔امام ابن حجر قسطلانی نے بھی علامہ ابن عبدالبر کے اعتراض کا جواب دیا لیکن انہوں نے علامہ بن عبدالبر کا ذکر نہیں کیا وہ یوں ارقام فرماتے ہیں: ولا یلزم من سکوتهم اذ ذاک عن تفضیل علی عدم تفضیله وفی بعض طرق الحدیث عند ابن عساکر عن عبدالله بن لیسار عن سالم عن ابن عمر

---

[1] فتح الباری

قال، انكم لتعلمون آنا كنا نقول على عهد رسول الله ﷺ ابوبكر وعمر وعثمان يعنى فى الخلافة كذا فى اصل الحديث ففيه تقييد الخيرية المذكوره والافضلية بما يتعلق بالخلافة فقدا طبق السلف على خيريتهم عندالله على هذا الترتيب بخلافتهم۔[1]

ان دونوں بزرگوں نے ترجمۃ الباب والی حدیث پر ہونے والے اعتراض کا جواب دیا کہ یہ حدیث اجماع کے خلاف نہیں کیونکہ عبداللہ بن عمر کے سکوت سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت **علی من سواھم** کا انکار لازم نہیں آتا۔ پھر اس پر حضرت عبداللہ بن عمر کے اعترافات سے تائیدات پیش کیں ان دونوں بزرگوں نے واضح کیا کہ افضلیت کو اُسی ترتیب سے سمجھو جس ترتیب سے خلافت واقع ہوئی اور خلافت کی ترتیب افضلیت پر رکھی۔

لہذا ان دونوں شارحین نے جو یہ فرمایا کہ: **تقید اللخیریة المذکوره والا فضلیت بما یتعلق بالخلافة**۔ اس میں لفظ **ما** سے مراد ترتیب ہے یعنی وہ ترتیب جو خلافت میں واقع ہے اُسی ترتیب سے متعلق افضلیت ہے۔ اور پھر امام ابن حجر قسطلانی فرماتے ہیں سلف کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ وخیریت وافضلیت اُس ترتیب پر ہے جس پر خلافت واقع ہے بالکل بے غبار ہوگیا یہ بالکل اِس آیۃ کریمہ کا ترجمہ ہے **ان اکرمکم عندالله اتقی کم القرآن**۔ واضح ہوگیا کہ افضلیت (مرتبہ مراد ہے) یہ تو ملاحظہ فرمائیں امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر قسطلانی کی تصریحات۔

---

[1] ارشاد الساری شرح بخاری

اب مولوی برخوردار ملتانی کی عجیب وغریب تقریر ملاحظہ فرمائیں۔ اور خود غور فرمائیں کہ مولوی برخوردار کی تقریر بالکل غلط ہے یا غلط فہمی یا پھر ارادۃً روافض کو تقویت دی جارہی ہے اور برطانیہ میں وہ لوگ جو اہل سنت کی صفوں میں رہ کر حضرت علی المرتضٰی کی افضلیت علی ابی بکر صدیق کو اہل حق کا مذہب ظاہر کر کے دھوکہ دیتے ہیں وہ مولوی برخوردار ملتانی کی یہ عبارتیں اپنے دروس اور تقریروں میں عوام اہل سنت اور آئمہ وخطباء کو بطور حوالہ اور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ہم اِس عبارت کا ماخذ ذکر کر کے خرابیوں کی نشان دہی کریں گے۔

اصل میں امام علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمہ اللہ علیہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی علی المرتضٰی پر دلائل نقل کرتے ہوئے نبراس شرح شرح عقائد میں یوں ارقام فرماتے ہیں: **ثم انا نجد دلائل شرعیۃً علی ان عثمان افضل احدھا حدیث عبداللہ بن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی افضل امتہٖ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان فبلغ ذالک رسول اللہ ﷺ فلاینکرہ۔**[1] اِس حدیث پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے مولوی برخوردار ملتانی یوں رقم طراز ہوتے ہیں: **قولہ حدیث عبداللہ بن عمر ولہ طرق قدروی البخاری عن ابن عمر کنا نخیر بین الناس فی زمن رسول اللہ ﷺ فنخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان قال ابن حجر وفی روایۃ عبید اللہ بن عمر الخ** ۔ آگے امام ابن حجر کی بطور تشریح نقل کردہ احادیث ذکر کرنے کے تھوڑی دیر بعد مولوی برخوردار یوں رقم فرماتے ہیں: **وانت**

---

[1] رواہ الترمذی

تعلم ان مدلول هذا الحديث خلاف ما علیه الجمهور بل خلاف اجماع اهل السنة وان علیا افضل الکل بعد الثلاثه وانما اختلفوا فی الاربعة ولهذا طعن فی هذا الحدیث ابن عبدالبر الخ یہاں سے مولوی برخوردار نے امام بخاری کی روایت کردہ حدیث اور پھر امام ابن حجر کی بطور تشریح فتح الباری میں نقل کردہ احادیث پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کا انداز یہ ہے کہ یہ حدیث جمہور اہل سنت کے مذہب کے خلاف ہے بلکہ اہلسنت کے اجماع کے خلاف ہے اگرچہ اعتراض کے سر پاؤں نہیں لیکن مطلب یہ ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کے بعد حضرت علی افضل ہیں اور پھر بل سے ترقی کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث بخاری اہل سنت کے اجماع کے خلاف ہے۔ آگے واؤ استنافیہ بنائیں تو عبارت بنتی ہے کہ سوال کا ہے جواب کہ حضرت علی خلفاء ثلاثہ کے بعد افضل الکل ہیں یہ مجمع علیہ ہے۔ واؤ استنافیہ ہم نے بنائی ورنہ اس عبارت کا منہ، سر ہی نہیں۔ آگے کہا اہل سنت کا اختلاف خلفاء اربعہ میں ہے اِسی لئے ابن عبدالبر نے اس حدیث پر طعن کیا ہے۔ آگے طعن نقل کیا۔ قارئین فنی اعتبار سے برخوردار کی عبارت پر چند وجوہ سے اعتراض ہے اولاً یہ برخوردار نے جس انداز سے حاشیہ میں عبارت نقل کرتے ہوئے ذکر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے۔ **وانت تعلم** الخ یہ قال ابن حجر کا مقولہ ہے اس کے قائل امام ابن حجر ہیں جبکہ یہ غلط ہے فتح الباری میں یوں عبارت نہیں۔ ثانیاً اگر مولوی برخوردار کی اپنی عبارت ہے تو پھر یہاں بے ڈھنگہ اعتراض کر کے چھوڑ دیا۔ ابن عبدالبر کا طعن تو نظر آ گیا مگر امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں شافی جواب کئی وجوہ سے ذکر فرمایا وہ نظر نہیں آیا۔ ثالثاً مولوی برخوردار نے ابن عبدالبر کا اعتراض نقل

کرتے ہوئے رقم کیا: **ودل ھذا الاجماع علی ان حدیث ابن عمر غلط وان کان السند الیه صحیحاً**۔ اجماع دلالت کرتا ہے کہ حدیث ابن عمر غلط ہے اگرچہ مسند صحیح بھی کیوں نہ ہو۔ آگے مولوی برخوردار ابن عبدالبر کی تائید توثیق کرتے ہوئے ارقام کرتے ہیں: **یؤیده اعتراف ابن عمر بتقدیم علی علی غیره وان صح ھذا الحدیث یقال انه فی الخلافة والامارة لافی الفضیلة** حاشیہ نبراس حدیث ترجمۃ الباب کے غلط ہونے کی تائید پیش یوں کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے غیر پر مقدم ہیں اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو پھر یہ مسئلہ خلافت وامارۃ کا ہے نہ کہ فاضلیۃ ومضفولیۃ کا۔ اس عبارت پر غور کیجئے مولوی برخوردار جس اعتراف ابن عمر کو حدیث ترجمۃ الباب کے غلط ہونے کی تائید بنا رہے ہیں یہ بھی عجوبہ ہے اولا یوں مردود ہے کہ اعتراف ہے کیا بتائیے؟ یہ اعتراف عبداللہ بن عمر فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی یوں ارقام فرماتے ہیں **قد اعترف ابن عمر یتقدم علی علی غیره کما تقدم**۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی نے حضرت عبداللہ بن عمر کا اعتراف کیوں پیش کیا؟ انہوں نے حدیث ترجمہ الباب پر ہونے والے اعتراض کے دفع میں پیش فرمایا کہ یہ حدیث اجماع اہل سنت کے خلاف نہیں۔ کیونکہ **فلا یلزم من ترکھم التفاضل اذ ذاک ان لایکونوا اعتقدوا بعد ذالک تفضیل علی علی من سواه** کہ صحابہ کرام کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک دوسرے پر فضیلت کے ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ نہیں

تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ اپنے ماسوا سے افضل ہیں۔ بلکہ عبداللہ بن عمر کا اعتراف دلیل وتائید ہے کہ صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ بعد از عثمان غنی تمام سے افضل ہیں۔کمال ہے امام ابن حجر عسقلانی اعتراف ابن عمر کو جس حدیث کے حق ہونے پر بطور دلیل پیش فرما رہے ہیں مولوی برخوردار اُس اعتراف کو اُسی مقام سے اُسی حدیث ترجمۃ الباب کے باطل ہونے پر بطور دلیل وتائید پیش کر رہا ہے۔ ہاں اگر واقع میں برخوردار کی تائید بنتی تو ہم اس کو نقص کہتے لیکن حقیقت حال یہ ہے واقع میں مولوی برخوردار کی تائید نہیں بنتی۔اور پھر دیکھئے مولوی برخوردار نے عبارت یوں ذکر کی **ویوئدہ اعترف ابن عمر بتقدیم علی علی غیرہ** تو مغالطہ یہ دیا کہ غیرہ کی ہ ضمیر کا مرجع حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو نکال کر انبیاء ومرسلین کے بعد تمام لوگ ہیں۔تب ہی تو مولوی برخوردار کا مدعا افضلیت علی المرتضیٰ علیٰ الکل الا الانبیاء ثابت ہوگا حالانکہ جہاں سے عبارت لی گئی وہ فتح الباری شرح بخاری ہے۔اور وہاں اِس عبارت کے موجد امام ابن حجر عسقلانی خلفاء ثلاثہ کو نکال کر باقی امت کو غیرہ کی ہ ضمیر کا مرجع بنا رہے ہیں۔ہم اس تقریر کو مبنی بر بددیانت نہ کہیں تو اور کیا کہیں اور اس سرقہ کو سرقہ کی حد تک رکھتے تو اور بات تھی مگر اس کو بطور ہتھیار امام ابن حجر عسقلانی کے خلاف استعمال کیا ہے۔

ثانیاً پھر یہ کہا کہ ہم ارخاء عنان کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو اس میں خلافت کی ترتیب کا بیان ہے نہ فضیلت کا بیان۔ہم طوالت کے خوف سے مختصر کرتے ہیں اور اس عبارت کو کئی طریقوں سے پلٹایا جا سکتا ہے۔ یہ بات مردود ہے اولاً یہ علماء امت نے تصریح فرمائی ہے کہ خلافت کی ترتیب افضلیت کی ترتیب پر

واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مراتب اور فضیلت اسی ترتیب سے تھی کہ ان سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر الفاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ تو یہی وجہ ہے کہ یہ خلافتیں بھی بر بنائے فضیلت و مراتب کے عطا کی گئیں۔ لہذا خلافت کا مبنی افضلیت ٹھہرا۔ لہذا مولوی برخوردار کی بات لغو ہے۔ ثانیاً ہم پوچھتے ہیں آپ بتائیں آپ اہل سنت ہیں یا رافضی اگر اہل سنت ہیں تو تم نے ابھی خود اعتراف کیا ہے کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت عثمان غنی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں اور یہ بات بے غبار ہے کہ اہل سنت کی اس بات میں پیچ و تاب نہیں سیدھی سی بات ہے کہ حضرت عثمان غنی کے بعد قیامت تک کوئی امتی ایسا نہیں ہے نہ ہوگا جو حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہو۔ اگر تم رافضی ہو تو ہم پوچھتے ہیں تم حضرت علی المرتضیٰ کو بعد الانبیاء افضل الکل مانتے ہو کہ نہیں اگر مانتے ہو تو ہم پوچھتے ہیں کیوں افضل مانتے ہو تو تمہارا جواب یہ ہوگا وہ خلیفہ اوّل ہیں واقع میں پھر سوال ہوگا کہ وہ کیوں خلیفہ اوّل ہیں واقع میں تو تمہارا جواب ہوگا کہ وہ افضل الکل ہیں بعد الانبیاء اور جو نبی اللہ کے بعد افضل الکل ہو وہی حقیقۃً اور واقع میں خلیفہ ہوتا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ تم ان کو افضل الکل مانتے ہو لہذا ان کا حق تھا کہ خلافت کرتے۔ تو ان کا حق غصب ہوا جو حق غیر غصب کرے وہ ظالم ہوتا ہے لہذا عندکم العیاذ باللہ تعالیٰ صحابہ کرام ظالم ہوئے۔ یہ ہے تمہاری ساری تگ و دو کہ وہ افضل ہیں لہذا وہی خلافت کے حق دار ہیں۔ اب اس کا جواب ہم اہل سنت کا ملاحظہ فرمائیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق سب سے افضل پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم دلیل کیا وہی جو تم نے دی۔ جو افضل ہو وہی حقیقت اور واقع میں

خلیفہ ہوتا ہے چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واقع میں خلیفہ اوّل ہوئے لہذا واقع میں بالدلیل وہی افضل الکل ہیں پھر خلیفہ واقع ہونے میں ثانی حضرت عمر فاروق ہوئے لہذا دوسرے مرتبہ میں افضل الکل۔ پھر واقع میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ہوئے لہذا واقع میں بالدلیل وہ تیسرے مرتبہ میں افضل الکل اور واقع میں خلیفۃ رابع حضرت علی المرتضیٰ ہیں لہذا بالدلیل چوتھے مرتبہ واقع میں افضل الکل چوتھے مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

ہم نے تمہاری دلیل سے اپنا مدعا ثابت کردیا۔ کہ خلافت وامارۃ کا یہی بیان سہی لیکن اِسی سے افضل ہونا بالترتیب ثابت ہوا۔ بدلیلکم۔ دعویٰ ہمارا دلیل تمہاری۔

اور اگر تم رافضی ہو کر حضرت علی المرتضیٰ کو افضل الکل نہیں مانتے تو پھر تم رافضی نہیں کوئی اور چیز ہو اس کو تم خود ہی بیان کرو کہ کون ہو۔

مولوی برخوردار اپنے اس باطل مدعا پر کہ **ان الترتیب فی الخلافت والامارۃ لافی الفضیلۃ** بطور دلیل بخاری شریف کے دو شارحین (امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر قسطلانی) کی عبارتیں پیش کیں ہیں۔ حاشیہ برنبراس میں یوں ارقام کیا: **قال فی الفتح والقسطلانی قدجاء فی بعض الطرق فی حدیث ابن عمر تقیید الخیریۃ المذکورۃ والافضلیۃ بما یتعلق بالخلافۃ وذالک فیما اخرجہ ابن عساکر عن ابن عمر انکم لتعلمون انا کنا نقول علی عھد رسول اللہ ﷺ ابوبکر وعمر وعثمان یعنی فی الخلافۃ کذا فی اصل الحدیث ومن طریق عبید اللہ**

عن ابن عمر كنا نقول فی عهد رسول الله ﷺ من یکون اولیٰ الناس بهذا الامر فنقول ابوبکر وعمر وقلت وسکوت الحافظ ابن حجر العسقلانی علیهما فی معرض الاحتجاج سیما فی هذا المقام دلیل ثبوتهما فتامل وتنبه۔

مولوی برخوردار نے ان دونوں بزرگوں کی عبارت سے بڑی ہوشیاری سے اپنا مقصد ثابت کرنا چاہا مگر وہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ ان دونوں شارحین نے حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث پر ابن عبدالبر کی طرف سے وارد اعتراض کا جواب دیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے دوسرے طرق سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے تھے خلافت میں استحقاق کس طرح ہے تو کہا جاتا تھا ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی دوسری روایت میں ہے ابوبکر و عمر تو اس سے ثابت ہوا افضلیت و خیریت ترتیب خلافت پر ہے۔تو خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ چوتھے نمبر پر ہیں لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد پوری امت سے حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں کیونکہ خلیفہ برحق چوتھے نمبر ہی ہیں۔

لہذا اعتراض رفع ہوگیا کہ آپ کی روایت بخاری والی غلط ہے کیونکہ اجماع کے خلاف ہے۔ اجماع اس پر ہے کہ حضرت عثمان غنی کے بعد پوری امت سے حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ اور اس میں ان کی افضلیت بعد از عثمان غنی علی سائر الامۃ ثابت نہیں۔تو ان بزرگوں نے جواب دیا کہ جب افضلیت بر بنائے خلافت ہے تو پھر ان کی افضلیت بعد از عثمان غنی علیٰ سائر الامۃ ثابت ہے۔

تو اب مولوی برخوردار کی عبارت کہ امام ابن حجر عسقلانی کا ان دو روایات پر

سکوت کرنا جبکہ معرض استدلال میں ہیں۔ خصوصاً اس مقام میں تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ افضلیت وخیریت خلافت سے متعلق ہیں۔ تو اس کا جواب اولاً تو یہ ہے، ہم بتا چکے ہیں کہ ان بزرگوں کی عبارت میں جو بما یتعلق میں لفظ ما ہے اس سے مراد ترتیب ہے اور ترتیب وہ جو خلافت میں واقع ہے مطلب یہ ہوا افضلیت وخیریت اُس ترتیب پر ہے جس ترتیب پر خلافت واقع ہوئی ہے اور اکابر علماء امت نے یہی فرمایا جن میں امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت ملا علی قاری، حضرت امام ابن حجر مکی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام عبدالوہاب شعرانی، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان بریلوی وغیرھم ہیں۔

ثانیاً وہ استدلال اسی پر کر رہے ہیں کہ ترتیب خلافت یعنی برافضلیت ہے اور یہ ثابت ہے تو پھر ان بزرگوں کی عبارت کا مطلب اور بیان کرنا تاویل بمالا یرضیٰ قائلہ کے قبیلہ سے ہے لہذا مولوی برخوردار ان عبارتوں سے رافضیوں والا مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت علی افضل الکل ہیں بلکہ ان عبارتوں سے اہل سنت کا مسلک بالکل واضح ہے۔ حضرت صدیق اکبر افضل الامۃ ہیں بعد الانبیاء۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

مولوی برخوردار کی عبارتوں سے رفض ظاہر ہوتا ہے۔

اسی مقام پر امام عبدالعزیز پرھاروی نبراس میں ترتیب افضلیت با ترتیب خلافت پر حضرت علی المرتضیٰ کا اثر نقل فرماتے ہیں اور مولوی برخوردار کی سینہ زوری ملاحظہ فرمائیں۔ وثانیھما نصوص السلف فعن علی رضی اللہ عنہ قال خیر الناس فی ھذہٖ الامتہ بعد ابی بکر عمر الفاروق ثم عثمان

ذوالنورین ثم انا رواہ الحافظ ابوسعید السمان کما فی فصل الخطاب نبراس ۔ہم پہلے دلائل میں اثر نقل کر چکے ہیں ۔اس پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے مولوی برخوردار ملتانی لکھتے ہیں: ان صح ھذا الاثر فیقول المعنی خیر الناس فی ھذہٖ الامۃ فی امر الخلافۃ کما مرا لکلام فی الحدیث قبلہ ۔اگر یہ صحیح ہو تو پھر معنی یہ ہے اِس امت میں امر خلافت میں خیر الناس ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر میں ۔جس طرح کہ حدیث میں کلام گزر چکا ہے۔

اس عبارت پر چند گزارشات ہیں اولاً صاحب نبراس مسلک اہل سنت پر دلائل پیش کر رہے ہیں کہ حدیث میں اور اثر میں افضل و خیر بمعنیٰ کثرت ثواب ہے لہذا افضلیت بمعنیٰ کثرت ثواب کا بیان ہے حدیث میں اور اثر میں تو پھر بایں معنیٰ یہ حضرات ھذا الترتیب افضل قرار پائے۔

ثانیاً اہل سنت کا یہ بھی مذہب ہے کہ خلافت کا وقوع بر بنائے افضلیت بمعنیٰ کثرت ثواب ہی ہوا۔تو پھر مولوی برخوردار کو سینہ زوری اور تاویل بمالا یرضی بہ قائلہ کی کیا ضرورت پیش آئی۔

یہاں اہل سنت کے دلائل کو خواہ مخواہ توڑنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔اور یہی حرکت اس نے امام ابن حجر عسقلانی اور امام ابن حجر قسطلانی کی عبارتوں کے ساتھ کی ہے جبکہ امام ابن حجر قسطلانی جہاں فرماتے ہیں: فیہ تقیید الخیریۃ المذکورہ والافضلیۃ بما یتعلق بالخلافۃ متصل بعد ارقام فرماتے ہیں فقد اطبق السلف علی خیریتھم عند اللہ علی ھذا الترتیب بخلافتھم [1]

---

[1] ارشاد الساری

اسلاف نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسی ترتیب پر ہیں جس ترتیب پر خلافت واقع ہے۔

لہذا ان حرکتوں سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی برخوردار ملتانی میں رفض پایا جاتا تھا لہذا مولوی برخوردار ملتانی کی عبارات کا سہارا لینا اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں جو لوگ یہ عبارتیں پڑھ کر سناتے ہیں یا قلتِ فہم کا شکار ہیں یا مذموم عزائم رکھتے ہیں ان عبارتوں کے سہارے علماء اہل سنت (جو یہ عبارتیں سمجھنے سے قاصر ہیں) کو مرعوب کر کے رافضیت پھیلانا چاہتے ہیں اور اس میں وہ لوگ کامیاب ہیں کیونکہ ان کا سامنا کرنے سے اکثر علما اہل سنت کتراتے ہیں الا یہ تائید ایزدی سے مؤید علماء ربانی برطانیہ میں ان لوگوں کو للکارتے ہیں اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ہم علماء اہل سنت سے گذارش کریں گے کہ اپنے فرائض منصبی کو سمجھتے ہوئے ایسے لوگوں کو کانفرنسوں، جلوسوں اور جلسوں میں اہل سنت کے مسلک کے خلاف تقریر کرنے سے روکیں اور بغیر کسی مصلحت کا شکار ہوئے اعلاء کلمۃ الحق کر کے افضل مجاہد بنیں۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ رسول اللہ ﷺ میں:

امام علامہ عمدۃ المتکلمین عبدالعزیز پرہاروی رحمہ الباری فرماتے ہیں:

انکر الشیعۃ وفضلوا علیہ علیا [1] شیعہ نے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی ہے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر نص فرمائی

---

[1] مرام الکلام فی عقائد الاسلام

ہے۔جیسا کہ حضرت سلمۃ بن الاکوع سے مرفوعاً مروی ہے: قال قال رسول اللہ ﷺ ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبیا طبرانی، خطیب، ابن عدی، دیلمی نے اس حدیث کو روایت فرمایا۔ بحوالہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے: قال قال رسول اللہ ﷺ خیر ھذہٖ الامۃ ابوبکر وعمر دارقطنی اصفہانی اور ابن عساکر نے روایت فرمایا

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السمٰوات والارضین الا النبیین والمرسلین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے انبیاء ومرسلین (ورسل الملائکہ) کے پہلوں اور پچھلوں سے زمین وآسمان والوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہتر (افضل) ہیں

ایک شبہ کا ازالہ:

اگر کوئی یہ شبہ وارد کرے کہ ان احادیث مبارکہ میں لفظ خیر آیا ہے لفظ افضل نہیں آیا لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیر الامتہ ہونا ثابت ہوا افضل الامتہ ہونا ثابت نہ ہوا۔ جیسا کہ منکر یہ مغالطہ اھل سنت کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیر الامتہ مانتے ہیں افضل الامہ نہیں مانتے بلکہ وہ اپنی نجی محفلوں میں کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضےٰ افضل الامتہ ہیں لہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں جواب عرض ہے کہ ہم پہلے اسکا جواب تفصیلاً دے چکے ہیں اختصاراً پھر عرض ہے اولاً افضل اور خیر میں نسبت

تساوی کہ جو افراد افضل کے ہیں وہی افراد خیر کے ہیں اور ان دونوں کلیوں کا مصداق ایک ذات ابوبکر صدیق کی ہے اور یہ الفاظ مترادفہ ہیں دونوں کا معنی ایک ہے اور وہ ہے کثرت ثواب جیسا کہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیلتہ القدر خیر من الف شھــــر . لیلۃ القدر ہزار ماہ سے بہتر (افضل) ہے معنی ہزار ماہ کی عبادت کے ثواب سے اس رات کی عبادت کا ثواب زیادہ ہے (یعنی اس میں کثرت ثواب ہے)

ثانیاً جسطرح خیر کا لفظ احادیث مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق پر محمول ہوا ہے اسی طرح لفظ افضل بھی حضرت ابوبکر صدیق پر محمول ہوا ہے۔

جیسا کہ امام عبدالعزیز پرہاروی رحمہ الباری مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں ارقام فرماتے ہیں

صحابہ کرام اور سلف صالحین کا اجماع ہے افضلیت و خیریت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

فعن ابن عمر اجتماع المھاجرون والانصار علی ان خیر ھذہٖ الامۃ بعدالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عمر عثمان رواخشمیتہ بن سعد مہاجرین وانصار صحابہ کا اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر (افضل) ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہ کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا افضل الامتہ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابوداؤد واخرج البخاری نحوہ وزاد الترمذی والطبرانی فیبلغ ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر سے ہی مروی

ہے کہ ہم (صحابہ کرام) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہرہ میں کہا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے تو اس پر انکار نہ فرماتے. بخاری اس کی مثل اور ابوداؤد، ترمذی اور طبرانی نے روایت فرمایا.

مرام الکلام میں ہی ایک اور حدیث روایت فرماتے ہیں عن ابی ھریرۃ کنا معشر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نحن متوافرون نقول افضل ھذہٖ الامۃ بعد نبینا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رواہ ابن عساکر بحوالہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درآنحالیکہ کثیر تھے۔ کہا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہم.

امام عبدالعزیز مرام الکلام میں ارقام فرماتے ہیں افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہل بیت نے بھی نص فرمائی ہے۔و قد تواتر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابا بکر افضل ھذہٖ الامۃ حتی رواہ عنہ اکثر من ثمانین[1]

حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے تواتراً مروی ہے کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے (۸۰) اسی صحابہ کرام نے افضلیت ابی بکر صدیق کو روایت فرمایا۔ امام ذھبی

---

[1] مرام الکلام فی عقائد الاسلام

کے حوالہ سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ مطلق بالتواتر حضرت علی المرتضٰے سے ثابت ہے۔

قارئین ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ افضل اور خیر میں کوئی فرق نہیں۔ اور دونوں لفظ ابوبکر صدیق پر بولے جاتے ہیں لہذا جو لوگ ان کے درمیان فرق کر کے افضلیت صدیق اکبر کا انکار کرتے ہیں یا تو جاہل ہیں یا باطن میں رفض و شیعیت ہے جس کو اس فریب سے ظاہر کرتے ہیں تا کہ اہل سنت میں قیادت و سیادت بھی رہے اور رفض و شیعیت کا پرچار بھی رہے۔ لہذا اہل سنت و جماعت اس فریب سے باخبر رہیں اور ان کے مکرو مغالطہ میں نہ آئیں مسلک حق اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں کہ ابوبکر صدیق انبیاو مرسلین اور رسل ملائکہ کے بعد مطلق افضل الخلق ہیں۔

(نوٹ) ہم نے اس کتاب مستطاب میں تفضیلی کو رافضی شیعہ ثابت کر دیا ہے۔ اور ہمارا مدعا روز روشن سے زیادہ واضح ہو گیا کہ تفضیلی اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ اور ناری فرقوں میں داخل ہے۔

افضلیت میں اقوال صحابہ کی حیثیت:

خیال رہے صحابہ کرام بشمول حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جتنے اقوال وارشادات منقول ہیں وہ تمام حکماً مرفوع احادیث اور فرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ افضلیت کا مسئلہ مجتہد فیہ (قیاسی) نہیں کہ کہا جائے صحابہ کرام نے اپنے فکر ورائے سے یہ بات فرمائی ہے بلکہ ثابت یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت فرمائی گئی ہے۔

اجماع کی قطعیت وظنیت:

افضلیت میں اجماع امت کی قطعیت وظنیت میں امام عبدالعزیز پر ہاروی کی تحقیق وترجیح۔

امام عبدالعزیز پر ہاروی رحمتہ الباری (جن کے متعلق عمدۃ المتکلمین رئیس المناظرین جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی نے ان کے حالات میں نبراس کے مقدمہ میں تحریر فرمایا کہ) یہ ۲۷۰ علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔آپ مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں ارقام فرماتے ہیں: **افضليت الصديق قطعية عندالشيح ابی الحسن الاشعری و ظنية عند ا لقاضی الباقلانی و امام الحرمين و من نظر فی الاحاديث البالغة مبلغ التواتر و اجماع السلف عرف ان الحق مع الاشعری كيف لاوهوا مام اهل السنة المجاهد فی تحقيق المسائل واسبق زمانا من مخالفيه فهوا عرف بحقيقة الاحاديث والاجماع وما بعصده ان مالكاسئل ای الناس افضل بعد نبيهم فقال ابوبكر ثم عمر ثم قال اوفی ذالک شک حكاه عبدالله المازری مرام الكلام فی عقائد الاسلام** افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ امام اہل سنت ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے قاضی باقلانی اور امام الحرمین کے نزدیک ظنی ہے جس شخص نے احادیث متواتر اور اجماع سلف میں غور کیا اُسے معلوم ہوگیا کہ حق امام اشعری کے ساتھ ہے کیوں نہ ہو حال یہ ہے کہ امام اشعری امام اہل سنت اور تحقیق مسائل میں مجاہد

ہیں اپنے مخالفین میں سے زمانا اسبق ہیں حد تواتر کو پہنچنے والی احادیث اور اجماع سلف کی حقیقت کو بہتر جانتے ہیں ۔اس مسئلہ کی قطعیت کو مزید یہ چیز بھی تقویت دیتی ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد لوگوں میں سے افضل کون ہے آپنے فرمایا ابوبکر پھر عمر پھر فرمایا امام مالک نے (استفہام، انکاری کے طور پر) کیا اس میں شک ہے؟ ہم پہلے اس مسئلہ کی قطعیت اور ظنیت کو ذکر کر چکے ہیں.

محدث ابن عبدالبر کا رد بلیغ امام عبدالعزیز پر ہاروی کی نظر میں:

امام عبدالعزیز پر ہاروی مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں ارقام فرماتے ہیں: **قد ذکرنا فیه کفایة للعاقل المنصف المهتدی فان نقل عن احد من علماء السنته ما یخالف هذا فهو مردود علی الناقل فلا تلتفتن الی اقاویل موسوعة حادثة بعد انعقاد الاجماع حکاها بعضهم** .ہم نے جو دلائل ذکر کیے ہیں عاقل منصف ہدایت یافتہ کے لئے کافی ہے اگر علماء اہل سنت میں سے کوئی ایسی روایت نقل کرے جو اس اجماع کے خلاف ہو تو وہ ناقل پر رد کر دی جائے گی ایسے اقوال جو وسوسہ کیئے ہوئے اور اجماع امت کے بعد پیدا ہونے والے ہیں ان کی طرف ہرگز توجہ نہ کی جائے۔

یہ ایسے اقوال موسوسہ ہیں جسکو بعض علماء نے حکایت کیا ہے۔

تبصرہ: امام عبدالعزیز پر ہاروی رحمہ الباری نے بالکل واضح فرما دیا کہ احادیث مبارکہ اقوال صحابہ واھل بیت اور اجماع امت کے بعد احقاق حق کے لیئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں جو ان کا انکار کریگا وہ ازلی بد بخت ضال ومضل ہے.وہ انصاف سے ہٹا ہوا مجادل اور **هم قوم لا یعقلون** میں داخل ہے لہذا اسکے خلاف اقوال پیش

کرنے والا حق سے بہت دور ہے اور جو جو اقوال پیش کریگا اسکے منہ پر مار دیئے جائیں گے .اجماع امت اور براھین کے آگے ان کا کوئی اعتبار نہیں ۔

اقاویل موسوسہ حادثہ بعد انعقاد الاجماع:

امام عبدالعزیز پرھاروی اب وہ اقاویل باطلہ ذکر کرتے ہیں مرام الکلام میں ارقام فرماتے ہیں **منها قول ابن عبدالبر ان السلف اختلفوا فی تفضیل ابی بکر و علی وان سلمان و اباذر والمقداد والخباب جابرا واباسعید الخدری و زیدبن ارقم فضلوا علیا علی غیرہٖ وقالوا هوا ول من اسلم** .ان قاویل باطلہ میں ابن عبدالبر کا قول ہے وہ یہ کہ سلف نے اختلاف کیا ہے ابوبکر صدیق اور علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت میں اور حضرت سلمان فارسی ابوذر ۔مقداد خباب ،جابر ،ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے تھے ۔اور وہ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے.

اب امام عبدالعزیز اس قول کا کئی وجوہ سے رد کرتے ہیں ۔فرماتے ہیں:

وهذا مما تفرد به ابن عبدالبر و لو سلم فلعل آلتفضیل بوجه آخر غیر کثرة الشواب ولعله اسبق الی السلام اوارادواماعد الشیخین لوضوح الادلة علی افضلیتهماو یدل علیه قول ابن عبدالبر علی ما یفهم من کلام ان الاجماع استقر علی تفضیلتهما علی اختنین ۔پہلے قول باطل کے رد کی اولاً وجہ یہ ہے ابن عبدالبر قول میں متفرد ہے اُمت میں سے کوئی عالم اسکا قائل نہیں ۔

(یہ اجماع کے مقابلہ میں مردود ہے) ثانیاً اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر یہ تفضیلیت بمعنیٰ کثرت ثواب نہیں بلکہ اور وجہ سے (مثلاً نسب وغیرہ) لہذا ہم اہل سنت کو کوئی مضر نہیں.

ثالثاً اس تفضیلیت کی وجہ سبقت الی الاسلام ہے.(لہذا ہمیں مضر نہیں کیونکہ سبقت الی الاسلام افضلیت مطلقہ کی دلیل نہیں)

رابعاً صحابہ کرام کے قول کا مطلب ہے کہ شیخین کو مستثنیٰ کر کے باقیوں پر فضیلت ہے ان کے نزدیک کیونکہ شیخین کی افضیلت پر بڑے واضح دلائل ہیں۔

خامساً محدث ابن عبدالبر کا اپنا قول حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کی تردید کرتا ہے کیونکہ خود ابن عبدالبر کی کلام ہے.

ان الاجماع استقر علی تفضیلهما علی ختنین کہ اجماع ثابت ہے اس پر کہ شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ختنین (حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں. قارئین ابن عبدالبر کا اقرار افضلیت شیخین کا ہم فتح الباری شرح بخاری کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں۔ فتذکر۔

قارئین آپ غور فرمائیں کہ امام عبدالعزیز پرہاروی نے ابن عبدالبر کا کیسا رد بلیغ کیا اب سوائے معاند کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی کوئی اہل علم ابن عبدالبر کی روایت بیان کر کے اہل سنت و جماعت کے جلسوں میں تقریر دل پذیر کرتا ہے کیونکہ یہ سراسر گمراہی وضلالت ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

دوسرا قول باطل:

امام عبدالعزیز پرہاروی نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں و منها ان الاجماع علی الافضیلة الظنی قال۔ بعض لوگ کہتے ہیں افضلیت شیخین ظنی چیز ہے لہذا یہ اجماع ظنی چیز پر ہوا اسکا جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: و هو من سوء الظن بالسلف بل اجمع الصحابة علیها بالاحادیث التی سمعوها من النبی صلی الله علیه وسلم فاین الظن .یہ سلف صالحین کے ساتھ سوء ظن ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) بلکہ صحابہ کرام افضلیت شیخین پر ان احادیث مبارکہ کی بنا پر اجماع کیا ہے جو انہوں نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پاک سے سنی ہیں.(جو چیز صحابی براہ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا ہے وہ اسکے لئے قرآن کی طرح قطعی یقینی ہے اسکا انکار کفر ہے) لہذا افضلیت قطعیہ ہوئی اور اجماع قطعی پر ہوا نہ کہ ظنی پر ہوا.

تیسرا قول باطل:

ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: و منها ماحکاہ اخطابی عن بعض مشائخه قال ابوبکر خیر و علی افضل اقوال موسوسہ میں ایک وہ ہے جسکو خطابی نے اپنے بعض مشائخ سے حکایت کیا ہے وہ قول یہ ہے ابوبکر صدیق خیر ہیں اور علی المرتضے افضل ہیں۔

اسکا رد کرتے ہوئے امام عبدالعزیز ارقام فرماتے ہیں و هذا تناقض یہ تناقض ہے۔(کیونکہ جو خیر ہے وہی افضل ہے اور جو افضل ہے وہی خیر ہے کیونکہ ان

کے درمیان نسبت تساوی کی ہے .اور افضل کا مفضل علیہ کل الامتہ ہے اور ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ ابو بکر صدیق خیر کل الامتہ ہیں اور یہ بھی ثابت کر چکے ہیں افضل اور خیر میں تساوی ہے .خارج میں مصداق ایک ہی فرد امت ہے اور وہ ابو بکر صدیق ہیں لہذا افضل کل الامتہ حضرت ابو بکر صدیق ہوئے نہ کہ علی المرتضے .اور دلائل سے افضل الامتہ کا ثبوت حضرت ابو بکر صدیق کے لئے اظہر من الشمس کیا جا چکا ہے.

امام عبدالعزیز پر ہاروی فرماتے .الا ان یراد الافضلیت من بعض الوجوہ ہاں اگر افضلیت علی المرتضے سے افضلیت جزی ہو یا افضلیت اضافی ہو تو پھر یہ قول درست ہے۔مگر ہمارا مدعا ہے کہ افضلیت مطلقہ (کلیہ) یا افضلیت حقیقتہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بند ہے غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتی۔

چوتھا قول:

چوتھا قول باطل ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: **ومنها قول معمر لو ان رجلا قال ان عليا افضل من ابی بکر و عمر ثم اعنقه اذا ذكر فضل الشيخين واجهما فسمعه وكيع فاعجبه** .مرام الکلام معمر نے کہا اگر کوئی آدمی کہے کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سے افضل ہیں تو میں ایسے شخص کی گردن نہیں مارتا جب کہ وہ شیخین کی فضیلت کا قائل ہو اور ان سے محبت کرتا ہو۔ اس کا رد کرتے ہوئے امام عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ **فسمعه وكيع فعجبه** امام محدث وکیع نے یہ بات سنی تو انہیں حیرت ہوئی (کہ یہ باطل قول کر رہا ہے)

دوسری بات یہ ہے کہ معمر نے کہا میں گردن نہیں ماروں گا یعنی قتل نہیں کروں

گا۔ تو یہ اور بات ہے ہمیں مضر نہیں کیونکہ قتل نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اہل سنت میں داخل ہے۔

تیسرا ایسے قول کی کیا وقعت ہے ان احادیث کے مقابلہ میں جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں اور اجماع امت قائم ہے۔

چوتھا قول باطل ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: **ومنها ماحکی عن احمد الزورقی احد مشائخ المغاربه اختلف فی ان هذا التفضیل فی الظاهر والباطن معا اوفی الظاهر فقط انتهیٰ۔**

پانچواں قول:

پانچواں قول باطل یہ ہے کہ امام احد الزورقی جو کہ مشائخ مغاربہ میں سے ایک ہیں سے حکایت کی گئی ہے کہ اختلاف ہے اس بات میں کہ آیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تفضیل ظاہر وباطن (یعنی شریعت وطریقت میں ہے یا صرف ظاہر (شریعت) میں اس قول کے بطلان کو بیان کرتے ہوئے امام عبدالعزیز ارقام فرماتے ہیں: **وهو اشارة الی قول بعض المتشیعة غیر الغلاة ان علیا اعلم بعلم الطریعة من سائر الصحابة ولذا ینتهی الیه سلاسل الصوفیه** ۔ یہ اشارہ بعض معتدل (غیر غالی جو ساب وشاتم نہیں) کے قول کی طرف ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عالم الطریقت ہیں یہی وجہ ہے کہ سلاسل طریقۃ ان پر ختم ہوتے ہیں۔

یہ قول باطل ہے۔

اول اہل سنت میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق

ظاہر و باطن (شریعت وطریقت) میں افضل علی الاطلاق ہیں۔

اور یہ اختلاف شیعہ کی اختراع ہے۔ اور شیعہ غیر غالی کہتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اعلم بالطریقت ہیں۔ حضرت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شریعت وطریقت میں اعلم ہیں۔

وضاحت:

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ امام احمد الزورقی المغربی سے جو قول منقول ہے کہ اہل سنت و جماعت کے درمیان اختلاف ہے بعض کے نزدیک شریعت وطریقت ظاہر و باطن دونوں امور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابہ ہیں اور بعض کے نزدیک صرف ظاہر۔ شریعت میں افضل الصحابہ ہیں اور جو کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق صرف ظاہر، شریعت میں افضل الصحابہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ باطنی امور (طریقت) میں تمام صحابہ سے زیادہ علم والے ہیں لہذا طریقت میں حضرت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ لہذا یہ قول اختلاف باطل ہے۔

یعنی اھل سنت کے درمیان اختلاف سرے سے ہے ہی نہیں۔ یہ ظاہر و باطن والی کوئی تفریق نہیں۔ اور یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ طریقت میں تمام صحابہ کرام سے اعلم ہیں لہذا آپ باب طریقت میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔ اہل سنت کا مجمع علیہ اور متفق علیہ چودہ سو سال سے یہ عقیدہ آرہا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مطلق ہر باب میں یعنی شریعت وطریقت میں تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

قارئین چند اکابر کی تصریحات کے ساتھ کتاب (انکار افضلیت ابی بکر صدیق خروج من اهل السنة و الجماعة) کا اختتام ہو رہا ہے۔ امام علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں: والانصاف ان مساعی ابی بکر وعمر فی الاسلام امر علی الشان جلی البرهان غنی البیان۔[1]

انصاف یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی اسلامی خدمات کا امر اتنا بلند و بالا ہے اور اس پر روشن دلائل ہیں کہ بیان کا محتاج ہی نہیں۔

حضرت شیخ المحدثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

تلویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بافضلیت شیخین جمیعا وواحدا باثبات لوازم آں از احبیۃ وسیادۃ اہل جنت واکثریۃ ثواب وعلومرتبہ در آخرت [2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی افضلیت کو بے غبار فرمادیا ہے کہیں دونوں کا اکٹھا اور کہیں ایک ایک کر کے ان کی افضلیت کے لوازم کو بیان فرمایا۔ مثلاً اُن کا سب سے زیادہ محبوب ہونا، جنتیوں کا سردار ہونا، ان کے اعمال کے ثواب کی کثرت اور آخرت میں ان کا مرتبہ سب سے بلند ہونا۔ دوسرے مقام پر یوم ارقام فرماتے ہیں: استخلاف شیخین قطعاً محقق شد بخلاف غیر ایشاں وخلافت مشروط است بصفات کمال کمابین فی موضعہ پس استخلاف قطعی دلالت میکند بر ثبوت آں بالقطع وکسیکہ صفات کمال او بالقطع ظاہر شدہ باشد افضل است از کسیکہ افضلیت او بقیاس یا خبر واحد ثابت شود چنانکہ فرق نہادہ اند در فرض وواجب [3] شیخین کی خلافت قطعاً

---

1 شرح مقاصد   2 قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین   3 قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین

ثابت ہے برخلاف ان کے علاوہ دوسروں کے، اور خلافت کیلئے صفات کمال کا ہونا شرط ہے اور ان کی خلافت کا قطعی ہونا دلالت کرتا ہے کہ ان کے اندر قطعی طور پر صفات کمال پائے جاتے ہیں اور جن کے صفات کمال قطعی اور یقینی طور پر ظاہر ہوں وہ ان سے افضل ہی ہوتے ہیں جن کی صفات کمال قیاس یا خبر واحد سے ثابت ہوں کیونکہ فرق واضح ہے قطعی دلیل سے فرض ثابت ہوتا ہے۔ قیاس اور خبر واحد سے واجب ثابت ہوتا ہے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر یوں ارقام فرماتے ہیں اہل سنت میگویند افضل الامۃ ابوبکر ثم عمر و اھل بدعت نفی فضل بافضلیت ہر دو میکنند پس فضیلت یکے از ایشاں مثبت قول اہل سنت باشد [1] خلاصہ یہ ہے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو افضل الامۃ ماننا یہ اہل سنت کا عقیدہ ہے اور ان کی افضلیت مطلقہ کی نفی کرنی اہل بدعت گمراہ اور ناری فرقہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفا میں ارقام فرماتے ہیں: اما تشبہ قوۃ عقلیۃ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ با قوۃ عقلیہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم پس باید دانست کہ چوں فیض الٰہی در نفس ناطقہ کسے راے آید اثر آں فیض را چندیں ہیاکل ظاہری شود و از صدیق اکبر اکثراں ہیاکل شناختہ شدہ خلاصہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کی قوت عقلیہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قوت عقلیہ کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے اور فیض الٰہی جب کسی کے نفس ناطقہ میں داخل ہوتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی مختلف انواع کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیق اکبر رضی

---

[1] قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین

اللہ عنہ سے اکثر وہ مناظر پہچانے جاتے ہیں۔

ازالۃ الخفاء میں دوسرے مقام پر ارقام فرماتے ہیں: واما تشبه صديق اكبر رضى الله عنه درقوت عمليه بانبياء كرام عليهم السلام پس از شواهد آنست.

حديث: ابوهريره قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصبح منكم اليوم صائما قال ابوبكر انا، قال فمن تبع منكم اليوم جنازه قال ابوبكر انا قال فمن اطعم اليوم مسكيناً قال ابوبكر انا قال فمن عاد منكم اليوم مريضاً قال ابوبكر انا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مااجتمعن فى امرءٍ الا دخل الجنة اخرجه الشيخان۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قوت عملیہ میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مشابہت ہے اس کے شواہد میں سے حدیث ابو ہریرہ ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج تم میں سے روزے کی حالت میں صبح کس نے کی ہے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کی میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا تم میں سے آج جنازہ میں کون شریک ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے پھر آپ نے فرمایا تم میں سے آج بیمار کی عیادت کس نے کی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے، پھر آپ نے فرمایا کسی آدمی میں یہ چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں مگر وہ آدمی جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تصوف وطریقت کے امام ہیں:

شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء میں ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں:

اما اتصاف حضرت صدیق بصفت صفائے قلب آں را در عرف زمان ما طریقت گویند در کشف المحجوب مذکور است کہ شیخ جنید بغدادی گفتہ است اشرف کلمۃ فی التوحید قول ابی بکر الصدیق سبحان من لم یجعل لخلقہ سبیلا الا بالعجز عن معرفتہ وصاحب کشف المحجوب در مدح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کلمہ دارد ان الصفا صفۃ الصدیق ان اردت صوفیاء علی التحقیق از انچہ صفارا اصلی است وفرعی اصلش انقطاع دل است از اغیار وفرعش خلو دل است از دنیا غدار وایں ہر دو صفت صدیق اکبر است پس امام اہل ایں طریقہ اوست انتہی۔ رہا یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق صفائی قلب کے ساتھ متصف تھے تو اس میں یہ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف میں فرماتے ہیں توحید میں سب سے بلند کلمہ حضرت ابو بکر صدیق کا قول ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس کی مخلوق کیلئے اپنی معرفت کی کوئی راہ نہیں مگر اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی اور صاحب کشف المحجوب نے حضرت صدیق اکبر کی مدح میں بہت اونچی بات لکھی ہے۔ یعنی ان الصفا الخ کہ اگر تیرا ارادہ ایسی صوفیت ہے جو علی التحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل) کہ صفا صدیق کی صفت ہے کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع اس کی اصل ہے دل کا اغیار سے منقطع ہو جانا۔ اور اس کی فرع ہے دل کا خالی ہونا دنیا غدار سے تو دونوں صفتیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہیں تو جو اس طریقہ (تصوف) والے ہیں ان کے امام وہ ہیں۔ (کلام ختم ہوا)

چشت اہل بہشت کی مسلمہ شخصیت اور چشتیت کے منشی جامع شریعت وطریقت حضرت سید السادات سید میر عبدالواحد بالگرامی رحمہ اللہ علیہ یوں ارقام فرماتے ہیں واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد از انبیاء ابوبکر صدیق است وبعد از وے عمر فاروق است وبعد از وے عثمان ذوالنورین است وبعد از وے علی المرتضیٰ است رضی اللہ تعالیٰ عنہم فضل ختنین از فضل شیخین کمتر است بے نقصان وبے قصور اجماع اصحاب وتابعین وتبع تابعین وسائر علماء امت بریں عقیدہ واقع شدہ است کسے کہ امیر المؤمنین علی را خلیفہ نداند از خوارج است وکسیکہ اُورا برامیر المؤمنین ابوبکر وعمر تفضیل کند اواز روافض است۔[1]

اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ختنین کا مرتبہ شیخین سے کم ہے مگران کا اپنا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اس میں کوئی کمی ونقصان نہیں۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا اس ترتیب کا عقیدہ ہے جو شخص حضرت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت وعظمت کا انکار کرتا ہے وہ خارجی ہے اور جو حضرت علی المرتضیٰ کو ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم پر فضیلت دے وہ رافضی ہے۔ (یہ خارجی اور رافضی دونوں اہل سنت سے خارج ہیں۔)

امام عضد الملۃ والدین عقائد کی معتبر شرح مواقف میں یوں ارقام فرماتے ہیں المقصد وامام علامہ میر سید سند شریف جرجانی رئیس المتکلمین الخامس فی افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] سبع سنابل شریف

وسلم وهو عندنا واكثر قدماء المعتزلة ابوبكر وعند الشيعة واكثر متاخری المعتزلة علی لنا وجوه قوله تعالیٰ وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی قال اکثر المفسرین وقد اعتمد علیه العلماء انها نزلت فی ابی بکر فهو اتقی ومن هو اتقی فهو اکرم عندالله لقوله ان اکرمکم عندالله اتقکم وهو ای الاکرم عندالله هو الافضل فابوبکر افضل ممن عداه من الامة۔[1]

خلاصہ یہ ہے شرح مواقف میں ایک مستقل مقصد باندھا ہے افضلیت ابی بکر کے عنوان سے یعنی اہل سنت وجماعت اور اکثر قدماء معتزلہ کے نزدیک انبیاء کرام کے بعد افضل ابوبکر صدیق ہیں اور شیعہ اور اکثر متاخرین معتزلہ کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں۔ ہمارے دلائل میں سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وسیجنبہا الاتقی الآیۃ عنقریب اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے دور کردیگا جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اپنا ستھرا مال اُس کی رضا کیلئے خرچ کرتا ہے۔ اکثر مفسرین نے فرمایا اور اسی پر علماء کا اعتماد ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی پس یہ سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں اور جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت (مرتبہ) والا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہی افضل ہے لہذا ابوبکر صدیق باقی تمام امت سے افضل ہیں۔

---

[1] شرح مواقف

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں افضلیت شیخین مطلقہ پر دلائل وبراہین اپنی شان کے مطابق پیش فرمائے ہیں۔

ہم ان میں سے صرف ایک جھلک دکھاتے ہیں۔قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:**قال اللہ تعالیٰ وتقدس اھدنا الصراط المستقیم** ۔دکھا ہمیں راہ سیدھی۔حضرت خواجہ حسن بصری وابوالعالیہ کہ دونوں حضرات اجلہ علماء تابعین میں سے ہیں۔فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ وصاحباہ صراط مستقیم رسول اللہ ﷺ ہیں اوران کے دونوں یار صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما۔

اقول وربی یغفرلی اس تفسیر پر آیہ کریمہ میں صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کو راہ راست اور انہیں اِس وصف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک پر مسلمانوں کو عموما اور صحابہ کرام کو جن میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی داخل ہیں ابتداء حکم فرمایا جاتا ہے۔ ہماری بارگاہ میں التجا کرو کہ الٰہی ہمیں ان کی چال سکھا اور انہی کی راہ چلا اور یہ بات متصور نہیں جب تک نفوس عالیہ الشیخین اعلیٰ درجہ تقی ونقی میں نہ خلق کئے گئے ہوں اور اطاعت وانقیاد و رشادوارشاد واتیان مرضیات واجتناب مکروہات رسول اللہ ﷺ کے بعد انہی کا مرتبہ ہواوران کے سوا کوئی اس فضل میں ان کا عدیل سہیم نہ ہوحتیٰ کہ کافۃ امت کوان کی تقلید کا حکم دیں اور نہایت مہربانی سے خود تعلیم کریں ہماری بارگاہ میں یوں التجا کرو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر کی روش پر چلنا نصیب کر،آیا اب یہی آیہ کریمہ اپنی تفسیر پر صاف صاف نہیں کہہ رہی ہے کہ شیخین بعد سید الکونین ﷺ کے امام متبوع وپیشوا ومقتدی وطوع واتقی، وافضل

واعلیٰ واکرم امت ہیں۔ عزیز اسی ارشاد کا اثر ہے کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نعش اقدس پر فرمایا میں ان سے زیادہ کسی کی نسبت یہ نہیں چاہتا کہ اُس کے سے عمل کر کے خدا سے ملوں پھر جب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ان کے جنازہ پر بھی ایسا ہی کلمہ کہا۔ سبحان اللہ جل جلالہٗ نے کیا خوب دُعا قبول فرمائی۔ شیخین کی وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً. ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا کر دے کہ انہیں تمام امت کا امام بنایا اور صحابہ جیسے متقین کو ان کی تقلید کا حکم فرمایا:

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔ (انتہیٰ کلام الاعلیٰ حضرت)

قارئین ملاحظہ فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے کس قدر مسئلہ افضلیت کو آیت کریمہ کی روشنی میں بے غبار فرمایا۔

اب ایک حدیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں جو اعلیٰ حضرت نے ہی مطلع القمرین میں درج فرمائی ہے۔ عبد بن حمید اپنی مسند اور ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری صحیح مستدرک اور حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں اور حافظ محمود بن نجار بہ چند طرق اسناد سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماطلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا انیکون نبی۔ نہ طلوع کیا آفتاب نے اور نہ غروب کیا کسی شخص پر جو ابوبکر سے افضل ہو۔ سوائے نبی کے۔

فائدہ یہاں دو امر قابل لحاظ:

جو اِس حدیث اور اس کے ماورا میں اکثر بکار آمد ہونگے اُور بلغا کا قاعدہ

ہے جب کسی شی کی نفی کلی مقصود ہوتی ہے اُسے اُسی قسم کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آفتاب ایسی چیز پر طالع نہ ہوا۔ یا اس پر طلوع وغروب نہ کیا یا زیر سایہ آسماں ایسا کوئی نہیں یا وجہ ارض اُس سے خالی ہے یا زمین نے نہ اٹھایا اور فلک نے سایہ میں نہ لیا کسی ایسے کو یا دن نہ چمکا اور رات نہ تاریک ہوئی اُس پر اور مقصود ان سے بطریق اثبات لازم بہ ثبوت ملزوم خواہ یوں کہیں کہ نفی ملزوم بانتفاء لازم وہی سلب مطلق وعدم عام ہوتا ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج تک بعد انبیاء ومرسلین کے کوئی شخص ابو بکر سے افضل پیدا نہ ہوا۔ ثانیاً عرف دائر وسائر ہے کہ نفی تفضیل کو نفی افضل کے پیرایہ میں ادا کرنے میں کہتے یہ ہیں کہ فلاں شخص سے کوئی افضل نہیں اور مراد یہ کہ نہ اس سے کوئی بہتر نہ اس کا کوئی ہمسر بلکہ وہی سب سے خیر وبرتر اور شاید اس میں یہ ہے کہ مساوات تامہ کلیہ حقیقیہ دو شخصوں میں کہ ہر وصف وہر نعت وہر خوبی وہر کمال میں کانٹے کی تول ایک سانچے سانچی کی ڈھال ہوں از قبیل محال عادی پس نفی افضل افادہ مقصود میں کافی تو معنیٰ حدیث یہ ہوئے کہ تمام جہاں میں انبیاء ومرسلین کے بعد نہ کوئی صدیق سے اشل نہ کوئی اُس کا مثل بلکہ وہی سائر مخلوق سے افضل۔

ایک اور حدیث جو اس کے بعد درج فرمائی ہے طبرانی سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں ماطلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر تم میں سے کسی ایسے پر آفتاب نہ نکلا جو ابو بکر سے افضل ہو۔

فائدہ:

اس حدیث کیلئے شواہد کثیرہ ہیں اور حافظ عماد الدین بن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا: (انتھی کلام الاعلی حضرت)

قارئین ملاحظہ فرمایا: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے ان احادیث سے افضلیت مطلقہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے محققانہ انداز میں پیش فرمائی کہ اس سے بہتر ممکن ہی نہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں ایک اور حدیث روایت فرمائی اور اس پر آپ کی تنقیحات ہیں۔ اسی پر کتاب کا اختتام ہو رہا ہے۔ **ابوبکر وعمر خیر الاولین والآخرین وخیر اہل السمٰوٰت وخیر اہل الارضین الاالنبیین والمرسلین** ابوبکر وعمر بہترین سب اگلوں پچھلوں سے اور بہترین سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے سوائے انبیاء و مرسلین کے۔ للہ ذرا انصاف کیجئے اگر مرتبہ مولا علی کا زیادہ ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت فرمائے جاتے! ہم تو یہ جانتے ہیں اللہ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین و آسمان والوں اور اگلوں پچھلوں سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہاں بھر سے بہتری اِن کو۔ تنقیح اہل سنت کہتے ہیں افضل الصحابہ صدیق ہیں پھر فاروق پھر ذی النورین پھر ابوالحسن مولا علی پھر بقیہ عشرہ مبشرہ پھر سائر صحابہ۔ نوٹ اعلیٰ حضرت کی اِس حدیث میں تنقیح اوّل کی کلام یہاں تک ہم نے نقل کی بقیہ کلام جو اصل کتاب قلمی نسخہ پر پانی گرنے سے درمیان سے مٹ گئی لہذا من وعن عبارت کا باقی حصہ پیش نہیں کر سکتے مگر جو اُس کے سیاق وسباق سے سمجھ آ رہا ہے وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔ تنقیح اوّل کے بقیہ حصہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

تفضیلیہ پر معارضہ قائم فرماتے ہیں کہ جو حضرات امر خلافت میں تفاضل مانتے ہیں کہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے یہ حضرات حضرت علی سے افضل ہیں تو یہ حیثیت آپ کی آگے کیونکر چلی کیا باقی عشرہ اور باقی صحابہ بھی خلفاء راشدین سے اس امر میں فاضل ومفضول ہوں گے۔

تنقیح: جب یہ ٹھہراتے ہو کہ ایک جہت سے یہ افضل اور ایک جہت سے وہ افضل جیسا کہ اکثر بلکہ تمام تفضیلیہ کا مقولہ ہے۔ تو علماء اہل سنت کو کیا ہوا ہے کہ صحابہ سے لیکر اب تک اُسی جہت کا اعتبار کرتے ہیں جس سے شیخین افضل ہوئے کبھی تو جہت آخر کا بھی خیال چاہیے تھا اور دوبارہ سلسلہ تفضیل قائم کر کے جناب مولیٰ علی کو تقدیم دینی تھی جیسے عقیدہ افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی سے کتابیں مالا مال کردی ہیں۔ دس بیس یا دس بیس نہ سہی تین چار کتابوں میں افضل البشر بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی ثم ابوبکر ثم عمر بھی تو کہتے یہ کیا ہوا کہ اس جہت کو یک لخت بھول گئے اور صدیق افضل صدیق افضل کہتے رہے۔ خصوصاً جبکہ قرب ووجاہت عنداللہ میں حضرت مرتضوی زیادہ تھے تو سچی تفضیل تو انہی کو دینا تھی۔ پس خوب معلوم ہوا کہ سنیوں کے نزدیک گو مولیٰ علی کو فضائل خاصہ حاصل ہیں جن میں شیخین کو اشتراک نہیں مگر وہ سب ان کے مقابل فضل جزی ہیں کہ فضل کلی شیخین کی مزاحمت نہیں کرتے۔ (انتہیٰ کلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَّكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِ

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيْقُ لَمْ يَرِيَا
وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمِ

ثُمَّ الرِّضَا عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعَنْ عُمَرَ
وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَنْ عُثْمَانَ ذِي الْكَرَمِ

الناشر:

جامعہ اسلامیہ رضویہ
ساؤتھ فیلڈ لین - بریڈ فورڈ - ۵

جامعہ اسلامیہ سلطانیہ
نزد پیر شہابؒ حافظ ٹاؤن - جی ٹی روڈ ، جہلم

Sultania Publications
92 544 628354